وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

مسند علی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ

مع اردو ترجمہ

حضرت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
سے مروی متفق علیہ احادیث نبوی کا مجموعہ

مشکوٰۃ المصابیح و صحاح ستہ سے ماخوذ

مؤلفہ
جمیل نقوی

مقدمہ
شیخ الحدیث جناب مولانا عبد الرشید نعمانی

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل کراچی

مُسند حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ

مؤلفہ: جمیل نقوی الحنفی

مقدمہ: المحدث کبیر علامہ عبدالرشید نعمانی

مع مقالہ: علیؓ ابن طالب، از: ڈاکٹر حمید اللہ

مع اضافہ: حضرت علیؓ کے فیصلے وفتاوی

از: ڈاکٹر محمد میاں صدیقی

حضرت

مسندِ علی کرم اللہ وجہہ

مع اردو ترجمہ

حضرت اسد اللہ الغالب علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ
سے مروی متفق علیہ احادیثِ نبوی کا مجموعہ

مشکوٰۃ المصابیح و صحاحِ ستہ سے ماخوذ

مؤلفہ
جمیل نقوی

مقدمہ
شیخ الحدیث جناب مولانا عبدالرشید نعمانی

محمد سعید اینڈ سنز تاجرانِ کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

مؤلف — سید جمیل احمد نقوی الحنفی
کتابت — منشی ابو محمد حسنی
ناشر — محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب
قرآن محل اردو بازار۔ کراچی ۱
طابع — مطبع سعیدی قرآن محل،
کراچی۔ ۱
باہتمام — عبد الاحد
تاریخ اشاعت — جولائی ۱۹۸۵ء
ہدیہ مجلد — [redacted] روپئے

بھائی ظہور احمد مرزا
کی یاد میں

"غنی تھے صورتِ عثمانؓ، فقیر مثلِ علیؓ"

جمیل نقوی

عرض ناشر

حدیث کی کتابوں میں صحاح ستہ یعنی حدیث کی چھ کتابیں، بخاری، مسلم نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد کو جو اہمیت حاصل ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں، لیکن ان سے استفادہ کو آسان بنانے کے لیے امام محمد حسین بن مسعود فرا البغویؒ نے اِن صحاح اور دوسری مستند کتابوں سے حدیثیں لے کر مصابیح کے نام سے ان کو جمع کیا تھا۔ اس کے بعد شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب عمریؒ نے مصابیح کی مزید صحت کرکے "مشکوٰۃ المصابیح" کے نام سے پیش کیا جسے مع ترجمہ شائع کرنے کی ہمیں سعادت حاصل ہے۔

بقول مولانا محمد عبدالرشید نعمانی "ہمارے محترم دوست سید جمیل احمد نقوی (حنفی) صاحب کی یہ بڑی سعادت ہے کہ حق تعالےٰ نے اُن کو یہ توفیق بخشی کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی جتنی روایت کردہ احادیث کی مشہور و مستند اوّل کتاب "مشکوٰۃ المصابیح" میں موجود ہیں دیگر کتب احادیث سے مقابلہ کرکے ان سب کو انھوں نے "مسند حضرت علی کرم اللہ وجہہ" کے عنوان سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ یہ کام علما کے کرنے کا تھا۔ سید صاحب عالم نہیں مگر توفیق حق ہے جس کو ارزانی ہو جائے۔

امید ہے کہ جناب جمیل نقوی صاحب کی اور ہماری اس کوشش کو اہل علم بنظر استحسان دیکھیں گے اور اس کے کما حقہٗ مستفید ہوں گے۔

المذنب عبدالاحد

فہرست مضامین

دیباچہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ
احادیث نبوی کے آئینے میں

جمیل نقوی
مؤلف

بعض ہستیاں اس قدر جلیل القدر اور مہتم بالشان ہوتی ہیں کہ امتدادِ زمانہ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کی شخصیت گہنا نہیں سکتی۔ دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسد اللہ الغالب علی المرتضٰی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا شمار بھی اُنہی افرادِ گرامی میں ہے۔ اُنھیں یہ شرف حاصل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم یعنی حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب کے فرزند تھے۔ آپ دنیائے اسلام کی اُن مایۂ ناز ہستیوں میں سے ہیں جنھوں نے انتہائی شاندار کارنامے انجام دیئے۔ وہ محض میدانِ علم و عمل ہی کے شہسوار نہ تھے تلوار کے دھنی بھی تھے۔ انھیں قدرت نے تیغ و قلم دونوں کی بہترین صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا تھا۔ اور ہم اُن کے متعلق بجا طور پر کہہ سکتے ہیں ع

اے داشتہ در سایۂ ہم تیغ و قلم را

وہ علم و حکمت میں بھی ویسے ہی فرد تھے جیسے جنگی معرکہ آرائیوں میں۔ وہ عالموں کے عالم اور معرکہ آراؤں کے معرکہ آرا تھے۔ نہایت اعلیٰ حکمراں۔ بے مثال منتظم اور سب سے زیادہ یہ کہ مردِ مومن، صاحبِ تقویٰ، ایمان و عرفان کے مظہرِ جلیل۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو انتہائی محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور قدرتی رابطۂ دل وجاں ابتداء ہی سے تھا۔ آپ کی کعبۃ اللہ میں ولادت نے آپ کو شروع ہی سے غیر معمولی سعادت وبرکت سے مشرف کیا تھا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا آپ کی عظمت وجلال میں بیش از بیش اضافہ ہوتا گیا اور آپ کی شخصیت تابناک سے تابناک تر ہوتی گئی۔ آپ ہاشمی خانوادہ کے چشم وچراغ تھے جس نے آپ کی شخصیت کو اور بھی چار چاند لگا دیئے کیونکہ یہ خاندان عرب کے افضل ترین خانوادوں میں تھا۔ یہ وہ صاحبِ عزّ وشرف خاندان ہے جس اہل عرب کی تاریخ میں غیر معمولی کارنامے انجام دیئے ہیں۔ یہ وہ خاندان ہے جسے کعبہ شریف کی تولیت کا شرف حاصل رہا۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی کعبہ میں پیدائش کے شرف کے سلسلے میں شیخ سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں ؎

کسے را میسّر نہ شد ایں سعادت
بر کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

روایت ہے کہ جب حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ پیدا ہوئے تو پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور انھیں اپنے آغوش میں لیا۔ بچّے نے سب سے پہلے جس پر آنکھیں کھولیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات اقدس تھی۔ آپ ہی نے اپنے دست مبارک سے غسل دیا۔

دونوں عم زاد بھائیوں کی یہ رفاقت تاحین حیات قائم رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے آپ کی لڑکپن میں پرورش وتربیت فرمائی۔ آپ کی شخصیت تمام تر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برگزیدہ ذات اور سیرتِ مبارکہ کے ہی سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ دونوں کا رشتہ اس وقت اور بھی مضبوط ہو گیا جب حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا عقد بنت رسولؐ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

ہوا۔ کیا کسی انسان کے لئے اس سے بہتر کوئی اور شرف ہو سکتا ہے کہ آپ کے فرزند نواسۂ رسولؐ سیدنا امام حسینؓ نے دین حق (اسلام) کیلئے جان عزیز قربان کر دی اور شہادت عظمیٰ کے بلند ترین مرتبہ پر فائز المرام ہو گئے۔ علاوہ ازیں متعدد احادیث نبوی حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کی برگزیدہ صفات اور مایۂ ناز کمالات پر روشنی ڈالتی ہیں اُن سے ہمیں آپکی شخصیت کی آب وتاب کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ مختلف شعاعیں ہیں جو جمع ہو کر ایک نورٌ علیٰ نور شخصیت کا تصوّر پیدا کرتی ہیں اور نگاہوں کو چکاچوند کرتی ہیں۔ آئیے اب ہم اُن زرتاب شعاعوں پر نظر ڈالیں :-

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ کی نسبت فرمایا تو میرے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰؑ ہارونؑ کیلئے تھے البتہ اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا (جس طرح ہارونؑ پیغمبر تھے، تو پیغمبر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَأَ النَّسَمَۃَ اِنَّہٗ لَعَهْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبُّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَمِشْکوٰۃ

زر بن جیش کہتے ہیں کہ علیؓ نے کہا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (یعنی اُگایا) اور ذی روح کو پیدا کیا کہ نبی امی صلعم نے مجھے حکم دیا اور یہ وصیت کی کہ مجھ سے (یعنی علیؓ سے صرف وہ شخص محبت کریگا) جو مومن ہوگا اور مجھ سے وہ شخص بغض وعداوت رکھے گا جو منافق ہوگا۔ (مشکوٰۃ ومسلم)

وَعَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ یَرْجُوْنَ اَنْ یُّعْطَاھَا فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالُوْا ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ فَاُتِیَ بِہٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَبَرَاَ حَتّٰی کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ فَقَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُقَاتِلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلٰی رِسْلِکَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِھِمْ ثُمَّ ادْعُھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْھُمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْھِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰہِ فِیْہِ فَوَاللّٰہِ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَذُکِرَ حَدِیْثُ الْبَرَاءِ قَالَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ فِیْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِیْرِ

حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے خیبر کے دن فرمایا میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں سے خداوند تعالے قلعہ خیبر کو فتح کرائے گا۔ اور وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھے گا اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسول اس سے محبت کرے گا جب صبح ہوئی تو تمام لوگ حضور صلعم کی خدمت میں یہ امید لے کر حاضر ہوئے کہ وہ جھنڈا انہیں ملے گا (جب سب لوگ جمع ہو گئے تو) آپؐ نے پوچھا علیؓ بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں آپؐ نے فرمایا۔ کوئی جا کر اُن کو بُلا لائے چنانچہ ان کو بُلا کر لایا گیا۔ رسول اللہ صلعم نے ان کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا اور وہ اچھی ہو گئیں گویا دکھتی ہی نہ تھیں پھر آپؐ نے ان کو جھنڈا اعطا فرمایا۔ علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان لوگوں سے (یعنی دشمنوں سے) اس وقت تک لڑوں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان) نہ ہو جائیں آپؐ فرمایا جاؤ۔ اور اپنی فطری نرمی و آہستگی سے کام لو جب تم میدانِ جنگ میں پہنچ جاؤ تو پہلے دشمنوں کو اسلام کی دعوت دو (یعنی اسلام کی طرف بلاؤ) اور پھر بتلاؤ اسلام قبول کرنے کے بعد ان پر خدا کا کیا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر تمہاری تحریک و تبلیغ سے خداوند تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی ہدایت دیدی تو تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بھی بہت بہتر ہو گا (بخاری و مسلم)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں۔ اور علیؓ ہر مومن کا دوست و مددگار ہے (ترمذی)۔

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

حضرت زیدؓ بن ارقم کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے جس شخص کا میں دوست ہوں علیؓ اس کا دوست ہے (یعنی جس کو میں دوست رکھتا ہوں علیؓ بھی اس کو دوست رکھتا ہے۔ (احمد۔ ترمذی)

وَعَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا

حضرت حبشیؓ بن جنادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور

أَنَا أَوْ عَلِيٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي جُنَادَةَ۔

میری جانب سے کوئی عہد نہ کرے اور نہ کوئی معاہدہ کرے مگر میں خود یا میری جانب سے علیؓ (ترمذی واحمد)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ، المشكوٰة۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ کے درمیان اخوت (بھائی چارہ) قائم کر دیا تھا (یعنی دو دو صحابہؓ کو بھائی بھائی بنا دیا تھا) پھر علیؓ آئے اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپؐ نے صحابہؓ کے درمیان اخوت قائم کی اور مجھ کو کسی کا بھائی نہ بنایا (یعنی میرے ساتھ کسی کی اخوت قرار نہ دی) رسول اللہ صلعم نے فرمایا، دنیا اور آخرت دونوں میں تو میرا بھائی ہے، ترمذی یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَعَنْ أَنَسٍ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِيْ هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ رکھا تھا کہ آپؐ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ تعالیٰ! تو میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تجھ کو اپنی مخلوق میں بہت پیارا ہو۔ تاکہ وہ میرے ساتھ اس

پرندہ کو کھائے۔ اس دعا کے بعد آپؐ کی خدمت میں علیؓ حاضر ہوئے اور آپؐ کے ساتھ پرندہ کا گوشت کھایا۔ (ترمذی۔ یہ حدیث غریب ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِيْ وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلعم سے سوال کرتا تو آپؐ مجھے دیتے اور جب میں خاموش ہوتا تو اس وقت بھی دیتے (ترمذی) حدیث حسن غریب ہے،

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَرِيْكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيْكٍ

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ حکمت کے گھر کا دروازہ ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور کہا کہ بعضوں نے اس کو شریک سے روایت کیا اور صنابحی کا ذکر نہیں کیا اور ہم اس حدیث کو شریک کے سوا کسی ثقہ سے نہیں جانتے۔ (ترمذی)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے علیؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی (یعنی خفیہ طور پر آہستہ آہستہ کچھ باتیں کیں) جب ان باتوں میں دیر ہو گئی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ اَلتِّرْمِذِيُّ

تو لوگوں نے کہا رسول اللہ صلعم نے اپنے چچا کے بیٹے سے دیر تک سرگوشی کی، رسول اللہ صلعم نے یہ سُن کر فرمایا۔ میں نے سرگوشی نہیں خدا نے ان سے سرگوشی کی۔ (ترمذی)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يُجْنِبُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ مَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهٗ جُنُبًا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے علیؓ سے فرمایا میرے اور تیرے سوا کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ وہ جنابت (ناپاکی کی حالت) میں اس مسجد کے اندر آئے علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن صرد سے پوچھا اس حدیث کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا کہ یہ معنی ہیں میرے اور تیرے سوا کسی کو جنابت کی حالت میں اس مسجد کے اندر سے گذرنا جائز نہیں ہے۔ (ترمذی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے)

وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْمِشْكٰوةُ۔

حضرت ام عطیہؓ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلعم نے ایک لشکر کو کہیں بھیجا جس میں علیؓ بھی تھے امام عطیہؓ کا بیان ہے کہ علیؓ کے چلے جانے کے بعد میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سُنا یعنی ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ! مجھ کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ تو مجھ کو علیؓ کو نہ دکھا دے۔ (ترمذی)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہے علیؓ سے منافق محبت نہیں رکھتا اور مومن علیؓ سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔ (احمد و ترمذی)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جس شخص نے علیؓ کو بُرا کہا گویا مجھ کو بُرا کہا (احمد)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِنْ عِيْسٰى اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهٗ شَنَاٰنِيْ عَلٰى اَنْ يَبْهَتَنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ میں عیسیٰؑ سے ایک مشابہت ہے یہودیوں نے ان کو بُرا سمجھا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر زنا کی تہمت لگائی۔ اور نصاریٰ نے ان کو اتنا پسند محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجہ پر پہنچا دیا جو اُن کے لئے ثابت نہیں ہے (یعنی خدا کا بیٹا) اس کے بعد نبی صلعم نے فرمایا کہ میرے معاملہ میں (یعنی علیؓ کے معاملہ میں) وہ شخص (یعنی دو

جماعتیں) ہلاک ہوں گی (یعنی گمراہی میں مبتلا ہونگی) ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والا ہوگا اور مجھ میں وہ خوبیاں بتائے گا جو مجھ میں نہ ہوں گی، دوسرے وہ جو میرا دشمن ہوگا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر پر آمادہ کردے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے (احمد)

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِيْئًا يَّا ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

حضرت براءؓ بن عازب اور زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم جب غدیر خم میں قیام پذیر ہوئے (غدیر خم ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے) تو علیؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ کیا تم کو یہ معلوم ہے کہ مومنوں کے نزدیک میں ان کی جانوں سے زیادہ عزیز و بہتر ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں ہر مومن کے نزدیک ان کی جان سے زیادہ عزیز و پیارا ہوں، لوگوں نے عرض کیا۔ ہاں۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ! جس شخص کا میں دوست ہوں علیؓ اس کا دوست ہے۔ اے اللہ تعالیٰ! تو اس کو دوست رکھ جو علیؓ کو دوست رکھے اور اس شخص کو اپنا دشمن خیال کر جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔ اس واقعہ کے بعد علیؓ نے عمرؓ سے

ملاقات کی عمرؓ نے ان سے کہا ابوطالب کے بیٹے! خوش رہو تم صبح اور شام ہر وقت ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے دوست اور محبوب ہو۔ (احمد)

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَطَبَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا صَغِيْرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کے لئے اپنا پیام بھیجا (یعنی منگنی کا پیام دیا) رسول خدا صلعم نے اس پیام کے جواب میں فرمایا۔ فاطمہؓ ابھی چھوٹی ہے پھر علیؓ نے اپنا پیام بھیجا اور رسول اللہ صلعم نے فاطمہؓ سے نکاح کر دیا (نسائی)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِسَدِّ الْأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے (مسجد نبوی کے اندر) تمام لوگوں کے گھروں کے دروازوں کو بند کرا دیا مگر علیؓ کا دروازہ مسجد کی طرف باقی رکھا۔ (ترمذی۔) یہ حدیث غریب ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ لِيْ مَنْزِلَةٌ مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ لِأَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ آتِيْهِ بِأَعْلٰى سَحَرٍ فَأَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَإِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ إِلٰى أَهْلِيْ وَإِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی نظر میں میرا اتنا مرتبہ تھا کہ مخلوق میں سے اتنا مرتبہ کسی کا نہ تھا میں صبح ہی صبح رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا السلام علیکم یا نبی اللہ! اگر آپؐ سلام کے جواب میں کھنکارتے تو

تو میں اپنے گھر واپس چلا جاتا اور آپؐ نہ کھنکارتے تو میں گھر کے اندر چلا جاتا (نسائی)

وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفِقْنِيْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ اَوِ اشْفِهٖ شَكَّ الرَّاوِيُّ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجْعِيْ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں بیمار تھا اور کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ! اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو مجھ کو موت دے کر راحت عنایت فرما اور اگر ابھی موت کا وقت نہیں آیا ہے تو میری زندگی میں وسعت بخش اور اگر یہ بیماری آزمائش و امتحان ہے تو مجھ کو صبر عطا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تو نے کس طرح کہا ہے پھر کہنا. میں نے دعا کے الفاظ کو پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں سے مجھ کو ٹھکرا کر فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ! اس کو عافیت فرما یا شفا بخش (راوی کو شک ہے کہ آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے یا دوسرے الفاظ) علیؓ کا بیان ہے کہ اس دعا کے بعد پھر مجھ کو یہ شکایت یا مرض کبھی نہ ہوا۔ (ترمذی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

حضرت علیؓ اور علومِ نبویؐ

از

جناب مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ جو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ابنِ عم، آپ کے داماد، سابقین الاولین میں ممتاز، سب سے پہلے اسلام لانے والے، عشرہ مبشرہ کے بزم نشین، خلافتِ راشدہ کے چوتھے رکن، ان کے فضائل و کمالات کو کوئی کیا بیان کرے۔

بقول حافظ ابن حجر عسقلانی

مات فی رمضان سنة اربعین وهو یومئذ افضل الاحیاء من بنی آدم بالارض باجماع اهل السنة۔ (تقریب التهذیب)

رمضان ۴۰ھ ہجری میں جب اس خاکدانِ عالم کو آپ نے خیرباد کہا تو باجماع اہلِ سنّت روئے زمین پر جتنے بھی انسان بقیدِ حیات تھے اُن سب سے آپ افضل تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

اِنَّ الْخِلَافَةَ لَمْ تُزَيِّنْ عَلِيًّا بَلْ عَلِيٌّ زَيَّنَهَا۔

خلافت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زینت نہیں بخشی بلکہ حضرت علیؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کو زینت بخشی ۔[1]

اور اسی بنا پر امام ممدوح کی تصریح ہے کہ

من لم یربع بعلیٍّ فی الخلافۃِ فھو اضل من حمار اھلہ[2]

جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفۂ چہارم نہ مانے وہ اپنے گھر کے گدھے سے بھی زیادہ بے وقوف ہے ۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی گرانقدر تصنیف "قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین" میں حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے فضائل کا ایک مختصر سا جائزہ لیا ہے جو ہدیہ ناظرین ہے ۔ فرماتے ہیں :

علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل بہت ہیں اور ان کے مناقب بے شمار ۔

۱ ۔ وہ پہلے ہاشمی ہیں جو ایک ہاشمی خاتون کے بطن سے پیدا ہوئے ۔

۲ ۔ اُن کی ولادت خانۂ کعبہ میں ہوئی ۔ یہ ایسی فضیلت ہے جو اُن سے پہلے صرف ایک صاحب کو نصیب ہوئی تھی ۔ اور یہ صاحب جیسا کہ "مُستدرک حاکم" میں مذکور ہے ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ۔

۳ ۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آغوشِ تربیت میں نشو و نما پائی ۔

۴ ۔ ایک قول کے مطابق یہی پہلے شخص ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے ۔ دوسرے قول کے مطابق پہلے مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ۔

---

[1] حافظ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں اس کو امام احمد سے بسند روایت کیا ہے ۔ (ملاحظہ ہو "تاریخ بغداد" ج ۔ ۱ ص ۱۳۵ ۔ طبع مصر ۔)

[2] "منہاج السنۃ" از حافظ ابن تیمیہ ۔ ج ۔ ۱ ، ص ۱۴۴ طبع مصر ۱۳۲۱ھ

۵ ۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے خویش (داماد) تھے اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ ان ہی کے صلب سے باقی رہا ۔

۶ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے موقع پر بسترِ نبوی پر جا کر یہی سوئے تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جا چکے ہیں ۔

۷ ۔ (مدینۂ نبوی میں) عقدِ مواخات کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مواخات (یعنی آپ کے بھائی بننے) کا شرف حاصل ہوا ۔

۸ ۔ غزوۂ بدر میں قریش کے پہلوانوں نے جب مبارزت طلب کی تو حضرت علی مرتضیٰ ، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی ان کے مقابلہ میں میدانِ جنگ میں اُترے اور غالب رہے اور پھر اس بشارت سے سرفراز ہوئے کہ "روزِ قیامت جب (مومنین کی) کفار سے مخاصمت شروع ہوگی تو سب سے پہلے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ حق تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہوں گے ۔"

۹ ۔ غزوۂ اُحد میں ان چند بزرگوں میں سے یہ بھی تھے جو معرکے میں ثابت قدم رہے اور اس جنگ میں نمایاں سعی آپ سے ظاہر ہوئی ۔

۱۰ ۔ غزوۂ خندق میں عمرو بن عبد وُد کو جو قریش کا مشہور پہلوان تھا جہنم رسید کیا ۔

۱۱ ۔ غزوۂ خیبر میں آشوبِ چشم کی وجہ سے جو اس وقت آپ کو لاحق تھا اوّلاً شرکت کا موقع نہ مل سکا لیکن بعد کو توفیقِ الٰہی نے دستگیری کی اور باوجود آشوبِ چشم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے آشوبِ چشم سے شفا پائی اور قلعۂ خیبر آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا ، اور اس موقع پر ایسی

فضیلت نامہ آپ کے نصیب میں آئی کہ زبانِ رسالت سے یہ کلمات آپ کے حق میں صادر ہوئے

سابعث غداً رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہٗ۔ میں کل ہی ایسے شخص کو اس مہم پر بھیجونگا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہیں۔

۱۲۔ غزوات نبوی میں بہت سے مواقع پر عساکر نبوی کے علم بردار آپ ہی تھے۔

۱۳۔ ۹ھ ہجری میں آیہ براءت کی تبلیغ کا شرف آپ ہی کے حصّہ میں آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرماتے ہوئے کہ

لا یبلّغہ الا انا او رجل منی — اس کی تبلیغ یا تو میں کرسکتا ہوں یا میرے خاندان کا کوئی فرد۔

اس حکم کی تبلیغ کی ذمہ داری آپ ہی کے سپرد کی۔

۱۴۔ غزوۂ تبوک میں مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوئے اور اس باب میں

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ — جو منزلت ہارون کی موسیٰؑ کے یہاں تھی وہی تمہاری میرے یہاں ہے کی فضیلتِ عظمیٰ آپ کو نصیب ہوئی۔

۱۵۔ ہجرت کے آخری سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی حکومت پر آپ کو متعین فرمایا اور وہاں کا قلعہ آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔

۱۶۔ اور جب مال غنیمت کے خُمس میں سے ایک لونڈی آپ کے حصّہ میں آئی اور اس کے بارے میں لوگوں میں قیل وقال شروع ہوگئی تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے پاسِ غیرت کی بنا پر لوگوں کو اُن کی ایذا رسانی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا

ھو منی وانا منہ — (تم نے علی کو کیا سمجھا ہے،) وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔

۱۷۔ اور "غدیر خم" کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — میں جس کا دوست ہوں علی اس کے دوست ہیں۔

۱۸۔ اور مباہلہ کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل بیت کو اپنے ہمراہ لے کر تشریف فرما ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔

۱۹۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ دعا فرمائی

اللھم ھؤلاء اھل بیتی فطھّرھم تطھیرًا — اے اللہ یہ لوگ (علیؓ، فاطمہؓ، حسنینؓ) میرے اہل بیت ہیں تو ان کو خوب پاک کر دے

تو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان حضرات میں نہ صرف شامل بلکہ ان سب کے بڑے تھے۔

۲۰۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے حق میں ارشاد ہے:

لا یحب علیاً منافق ولا یبغضہ مومن — علی سے نہ کوئی منافق محبت رکھ سکتا ہے اور نہ کوئی مومن بغض رکھ سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس بنا پر تھا کہ آپ امرِ حق پر عمل پیرا اور امرِ الٰہی کی بجا آوری میں شدّت کے ساتھ سرگرم تھے۔

۲۱- اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حکم دیا کہ مسجد نبوی کے سب دروازے، جو لوگوں نے اپنی نجی آمد و رفت کے لئے کھول رکھے ہیں بند کر دیئے جائیں تو حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے دروازے کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا۔ کیونکہ ان کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کا شرف حاصل تھا اور آپ کو ان کا قرب مطلوب تھا۔

ان اکیس۲۱ فضائل کو بیان کرنے کے بعد شاہ صاحب ممدوح کے الفاظ ہیں:

ایں بود شرح قیام او بیک جناح نبوت کہ افشائے اسلام است' و نصرت او در جناح دیگر از جناحین خلافت نبوت کہ افشائے علم است آثار جمیلہ از وے ظاہر شدند۔	اشاعت اسلام جو نبوت کا ایک بازو ہے اس کے برپا کرنے میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو مساعی تھیں یہ ان کی شرح ہے اور خلافت نبوت کے دو بازوؤں میں سے دوسرے بازو کی نصرت یعنی اشاعتِ علم کے سلسلے میں جو آپ

سے آثار جمیلہ ظاہر ہوئے (اُن کی تفصیل یہ ہے)

۱- تعلیم قرآن۔ چنانچہ تاحال آپ کی روایت باقی ہے اور قُرّاءِ سبعہ میں سے بعض حضرات اس قرآن مجید کو آپ سے روایت کرتے ہیں۔

۲- حدیث نبوی کی روایت کے اعتبار سے آپ کا شمار مُکثرین میں ہے یعنی ان اصحاب میں جن سے بکثرت احادیث نبویہ مروی ہیں۔

۳- فقہ۔ آپ کے عہد خلافت میں آپ کے ہاتھوں بکثرت مسائل کے فیصلے ظاہر ہوئے۔ اور امت میں محفوظ رہے۔

۴- خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے علم کی گواہی دی اور فرمایا کہ اَنَا مَدِیْنَةُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا "میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں"۔

۵- اور مسائل قضا میں ان کے تفوّق کو بھی بتایا، چنانچہ ارشاد ہے: اقضاکم علیؓ۔ "تم میں سب سے بڑے قاضی (مسائل کا فیصلہ کرنے والے) علیؓ ہیں"۔

۶- اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امر سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ کوئی سخت الجھا ہوا مسئلہ اُن کے سامنے ایسے وقت پیش آئے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوں۔

۷- خود حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ

سلونی عن کتاب اللہ فواللہ مامِن اٰیةٍ اِلّا و انا اَعلمُ اَبِلیلٍ نزلت ام بنھار ام فی سھل او فی جبل	مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھ لیا کرو، بخدا کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ وہ رات میں اُتری تھی یا دن میں اور وہ وادی میں اُتری تھی یا پہاڑ پر۔

۸- حکمت۔ اور ذہن کا جلدی سے (مسئلہ کی حقیقت کی طرف) منتقل ہو جانا جو حکمت کے شعبوں میں سے ایک عظیم شعبہ ہے اس کا بھرپور حصّہ آپ کو ملا تھا چنانچہ حساب کے دقیق مسائل نیز مسئلہ کے ماخذ پر کتاب و سنّت اور قواعد مقرّرہ و مسلّمہ کی روشنی میں متنبّہ کرنے کے بے شمار واقعات آپ سے منقول ہیں۔

۹- اور زہد اور بیت المال کے تصرّف میں غایت احتیاط۔ کھانے پینے

پہننے میں سادگی اور بیت المال کی تقسیم میں اپنی قرابت کا پاس ولحاظ نہ کرنا۔ ان امور میں بڑے بلند مقام پر فائز تھے۔

یہ اور اس قسم کے اور بہت سے مناقبِ جمیلہ آپ میں موجود تھے [1] یہ بھی واضح رہے کہ "قرۃ العینین" میں شاہ صاحب ممدوح علیہ الرحمۃ کے پیشِ نظر اختصار ہے لیکن انھوں نے اپنی دوسری بے نظیر تصنیف ازالۃ الخفاءُ عن خلافۃ الخلفاء کی جلد دوم میں مناقب مرتضوی پر نہایت مبسوط بحث کی ہے۔ جس کی خوبی اس کے دیکھنے ہی سے معلوم ہوسکتی ہے۔ یہ بحث بڑی تقطیع کے پورے چوبیس صفحات پر صفحہ ۲۵۱ سے لیکر ۲۷۴ تک پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی خدمات کے سلسلہ میں شاہ صاحب نے "ازالۃ الخفاء" میں جو کچھ ارقام فرمایا ہے اس کا نہایت ہی مختصر سا تعارف درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں:

۱۔ ونصیب او از احیاءِ علوم دینیہ آنست کہ جمع او کرد قرآن را بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۲۷۳)

۱۔ دینی علوم کے احیاء کے سلسلے میں ان کا حصہ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔

چنانچہ تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے قرآن مجید کو روایت کیا ہے اور اس روایت کا سلسلہ تاحال باقی ہے۔ امام عاصم جن کے شاگرد امام حفص کی قراءت آج تمام دنیا میں متداول ہے اور ہم اہل ہند وپاک بھی اسی قراءت میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، اس کا سلسلۂ اسناد بھی حضرت مرتضیٰؓ، حضرت

[1] ملاحظہ ہو "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" از ص ۱۳۸ تا ۱۴۰۔ طبع مجتبائی۔ دہلی ۱۳۱۰ھ

عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ پر منتہی ہوتا ہے۔ اسی طرح قراء سبعہ میں امام حمزہ کی قراءت کی سند بھی حضرت ذی النورینؓ وحضرت علی مرتضیٰ پر ختم ہوتی ہے۔ اور ان حضرات صحابہ نے خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن مجید اخذ کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن جو آج ہم پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اسی طرح بعینہٖ لوگوں کے سینوں میں جمع اور محفوظ تھا [1]

وے رضی اللہ عنہ از حفاظِ حدیث واز مکثرین صحابہ است۔ در بادی النظر قریب شش صد حدیث در کتب معتبرہ از احادیث مرفوعہ وے رضی اللہ عنہ مذکور است، وفی الحقیقت مرفوعاتِ او از ہزار بیشتر میتواں یافت (ص ۲۷۳)

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث کے حفّاظ اور مکثرین صحابہ میں سے تھے۔ بادی النظر میں تو چھ سو احادیث مرفوعہ کے قریب معتبر کتابوں میں آپ سے منقول ہیں لیکن درحقیقت آپ کی مرفوع احادیث ایک ہزار سے زیادہ مل سکتی ہے۔

آپ کی مرویات کی ایک اہم خصوصیت جس کی طرف شاہ ولی اللہ صاحب نے توجہ دلائی یہ بھی ہے کہ:

وبعض ابواب حدیث کہ پیش از وے روایت نکردہ بود نداد فاتح اوّل آں باب است (ص ۲۷۳)

اور حدیث کے وہ بعض ابواب جن کی آپ سے پہلے روایت نہیں کی گئی۔ اس باب کے بیان کرنے کی ابتداء آپ ہی سے ہوئی۔

چنانچہ اس سلسلے میں شاہ صاحب ممدوح نے خاص طور پر جن احادیث کی

[1] معلوم ہوا جو لوگ قرآن کی تحریف یا اس میں کمی بیشی کے قائل ہیں وہ مسلمان نہیں۔ نعمانی

نشاندہی کی وہ یہ ہیں :

۱۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیۂ منوّرہ اور اوقاتِ شب وروز کے گزران کی کیفیت جو شمائلِ ترمذی میں مذکور ہے

۲۔ نمازِ مناجات جو نورانیتِ باطن میں بغایت مؤثر ہے اور "جامع ترمذی" میں مروی ہے۔

۳۔ نوافلِ یومیہ ضحٰی، صلوٰۃ الزوال وغیرہ جو تصوّف کا خاص باب ہے اس کی روایت "مسند احمد" میں موجود ہے۔

واز مسائلِ فتاوٰی واحکام بسیارے نقل کردہ شد۔ خصوصاً در کتبِ امام شافعی اور مصنف عبدالرزاق ودر مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ حصّہ وافرہ مذکور است (ص ۴ ۲۷)

آپ سے مسائل فتاوٰی واحکام بہت منقول ہوئے خصوصاً امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصانیف میں، نیز مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں ان کا بڑا حصّہ مذکور ہے۔[1]

۴۔ ودر بحث توحید وصفاتِ زبانے داشت فصیح وآں مبحث در خطب وے رضی اللہ عنہ یافتہ می شود، واز میان صحابہ

توحید وصفات الٰہی کے بارے میں آپ کی زبان فیض ترجمان پر فصاحت کے دریا جاری تھے یہ مضمون آپ کے خطبات میں پایا جاتا ہے۔ صحابۂ

[1] بندۂ ناکارہ کہتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب کی تصانیف میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جتنی روایتیں کی ہیں ان سے بھی زیادہ روایات مذکور ہیں۔

کبارِ وے کرم اللہ وجہہ بآں زبان منفرد است گویا در باب توحید وصفات از فن کلام متکلم اوّل او است و وے دراں مقامات از اصل سنت سنّیہ انبیاء بیروں نہ رفتہ (ص ۴ ۲۷)

کبار میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ اس بحث میں اپنے زورِ بیان میں منفرد ہیں۔ گویا فن کلام میں جو توحید وصفات کا باب ہے اس کے پہلے متکلم امت میں آپ ہی ہیں اور ان مقامات کے بیان میں انبیاء کی اصل سنت سنّیہ سے آپ نے قدم باہر نہیں رکھا ہے۔

۵۔ درباب تصوّف بحرے بود بغایت وسیع ...... قال الجنید رحمہ اللہ شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ (ص ۴ ۲۷)

اور علم تصوّف کا تو آپ ایک نہایت وسیع سمندر تھے ...... حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اُصول اور بلاء میں تو ہمارے شیخ علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں"

۔ ورسم فصاحت وبلاغت در خطب آوردۂ اوست خلفائے سابق بآں مشغول نمی شدند۔

خطبات میں فصاحت وبلاغت کا طریقہ آپ ہی کا جاری کردہ ہے خلفائے سابق اس میں مشغول نہ ہوئے۔

۔ باز در زمانِ شیخین مشیر در مسائل دینیہ ووزیر در تدابیر ملکیۂ ایشاں بود وایشاں در تعظیم وتوقیر او دور دور رفتہ ومناقب وفضائل

پھر حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں دینی مسائل کے مشیر اور ملکی تدابیر میں ان کے وزیر رہے اور یہ حضرات بھی ان کی تعظیم وتوقیر بہت ہی زیادہ کرتے تھے اور ان کے مناقب

او رضی اللہ عنہ واضح ساختہ اند۔ (ص ۲۷۴)

وفضائل خوب کھول کر بیان کرتے تھے۔

اور شاہ صاحب نے "قرۃ العینین" میں یہ بھی فرمایا ہے کہ:

اعتماد بر فتاوی عبداللہ بن مسعود در غالب حال و بر قضایائے مرتضیٰ در بعض احوال بآں شرط[1] کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود روایت کردہ باشند و اثبات نمودہ و بعد ازاں بر تحقیقات ابراہیم نخعی و شعبی و تخریجات ایشاں اصل مذہب ابی حنیفہ است کہ بسبب آں صورت خاص مذہب او پیدا شدہ۔ (ص ۱۷۲)

اکثر حالات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاوی پر اور بعض حالات میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر اعتماد کرنا بشرطیکہ ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ نے نقل کیا اور ثابت رکھا ہو۔ بعد ازاں ابراہیم نخعی و شعبی کی تحقیقات، و تخریجات کو سامنے رکھنا یہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کا اصول ہے جس کی بنا پر ان کے مذہب کی ایک خاص شکل پیدا ہو گئی۔

---

[1] اس شرط کو ملحوظ رکھنے کی وجہ خود شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ بتائی ہے کہ:

اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی ثقات و فقہاء اند، و رواۃ حضرت مرتضیٰ لشکریانِ مستور الحال۔ و حدیث مرتضیٰ بدرجہ صحت نرسیدہ است الا آنچہ اصحاب عبداللہ بن مسعود روایت کردہ اند (قرۃ العینین ص ۱۷۱)

کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب ثقات اور فقہاء ہیں۔ اور حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے ان کے لشکر کے وہ لوگ ہیں جن کا حال ظاہر نہیں۔ چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی حدیث صحت کے درجہ پہنچتی ہے کہ جس کو ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب روایت کرتے ہیں۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ مذہب حنفی پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے زیادہ جس کا اثر ہے وہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔

واضح رہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام فقہی مسائل مستقل کتاب کی صورت میں علیحدہ بھی مدوّن کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنے فتاوی میں رقمطراز ہیں:

لالکائی از محدثین اہل سنت مذہب علی مرتضیٰ را در فقہیات از کتاب الطہارۃ تا کتاب القضاء بترتیب جمع کردہ کتابے مستقل در فقہ ساختہ است۔ ہر کسے کہ خواہد بطرف آں کتاب رجوع کند[1]

محدثین اہل سنت میں سے لالکائی نے مسائل فقہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کو کتاب الطہارت سے لیکر کتاب القضاء تک جمع کر کے ایک مستقل کتاب فقہ کی تیار کر دی ہے۔ چنانچہ جو شخص چاہے اس کتاب کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

حافظ شمس الدین الذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں محدث لالکائی کا ترجمہ لکھا ہے جو ان الفاظ میں شروع ہوتا ہے۔ اللالکائی الامام ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن الحسین بن منصور الطبری الرازی الحافظ الفقیہ الشافعی محدث بغداد۔ انھوں نے بہت سے محدثین سے حدیث کا سماع کیا تھا۔ فقہ کی تعلیم ابو حامد اسفرائینی سے پائی تھی۔ محدّث خطیب بغدادی حدیث میں ان کے شاگرد تھے۔ رمضان ۴۱۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی تصانیف میں اس کتاب کے علاوہ جس کا ذکر شاہ عبدالعزیز صاحب نے کیا ہے ایک کتاب السنہ ہے دوسری رجال صحیحین پر اُن کی ایک تالیف ہے۔

---

[1] فتاوی عزیزی۔ ج۔ ۱۔ ص ۸۰۔ مطبع مجتبائی ۱۳۴۱ھ

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی احادیث مرویہ کو جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے لکھا۔ حدیث کی معتبر کتابوں میں علماء محدثین نے جمع کر دیا ہے۔ کتب حدیث کا ایک مستقل عنوان ہے "مسند" اس نام سے حدیث کی جتنی کتابیں جمع کی گئی ہیں ان میں ہر صحابی کے نام کے تحت اس صحابی کے تمام مرویات کو بلا لحاظ مضمون یکجا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ مسانید اسلام میں بکثرت مرتب ہوئیں۔ سیکڑوں ہزاروں کتابیں اسی عنوان کے تحت لکھی گئیں مگر ان میں سب سے مبسوط کتاب امام شیخ الاسلام ابو عبد الرحمٰن بقی بن مخلد القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۷۶ھ کی "مسند کبیر" ہے۔ حافظ ابن حزم اندلسی کا بیان ہے کہ اس مسند میں تیرہ سو سے زائد صحابہ کی مرویات درج ہیں اور پھر ہر صحابی کی حدیث ابواب فقہیہ پر بھی مرتب ہیں۔ اس اعتبار سے یہ کتاب "مسند" بھی ہے اور "مصنّف" بھی۔ اس خوبی کی حامل کسی اور مصنّف کی کتاب نہیں[1]۔ شیخ الاسلام بقی بن مخلد علم حدیث میں بخاری و مسلم کے ہمسر تھے۔ امام ابن حزم نے تصریح کی ہے کہ

کانَ بقی ذا خاصتہ من احمد بن حنبل وجاریا فی مضمار البخاری و مسلم والنسائی[2]

بقی کو امام احمد بن حنبل کی خدمت میں بڑا اختصاص حاصل تھا۔ یہ بخاری، مسلم اور نسائی کے ہم عناں ہیں۔

[1] ملاحظہ ہو کشف الظنون" زیر عنوان "مسند امام بقی بن مخلد"۔ خاکسار کہتا ہے کہ اسی صفت کی حامل شیخ الاسلام بقی بن مخلد کے معاصر امام ابن جریر طبری کی "تہذیب الآثار" بھی ہے لیکن افسوس ہے کہ یہ کتاب مصنف کی زندگی میں تمام نہ ہو سکی شیخ الاسلام بقی کی مسند تو آج دنیا میں ناپید ہے لیکن امام ابن جریر طبری کی کتاب کے کئی حصے زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔

[2] ملاحظہ ہو تذکرۃ الحفاظ از امام ذہبی ترجمہ بقی بن مخلد۔

حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ دو سو اسّی ۲۸۰ سے زاید شیوخ حدیث سے انھوں علم حدیث اخذ کیا اور طلب حدیث میں مشرق و مغرب کو پے سپر کیا تھا۔ حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں ان الفاظ میں ان کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے "وکان اماماً علماً قدوۃً مجتھداً، لایقلد احداً، ثقۃً حُجّۃً صالحاً عابداً متھجداً اوّاھاً، عدیم النظیر فی زمانہ"۔ متاخرین محدثین جو عام طور پر کسی صحابی کی مرویات کی تعداد بیان کیا کرتے ہیں وہ انھیں کی مسند کی مرویہ احادیث کی تعداد ہوتی ہے۔

حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویہ احادیث مرفوعہ کی تعداد شاہ ولی اللہ صاحب نے چھ سو کے قریب بتلائی ہے۔ حافظ ابن جوزی کی کتاب "تلقیح فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر" کا جو نسخہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اور جس کو سید محمد یوسف ٹونکی نے اپنی تصحیح و اہتمام سے جید برقی پریس دہلی میں طبع کرا کر شائع کیا ہے اس میں اس "قریب" کی تعیین پانچسو چھتیس ۵۳۶ کی ہے۔ چنانچہ "اصحاب المئین" کے زیر عنوان اس کی عبارت یہ ہے:

علی بن ابی طالب خمس مائۃ حدیث وستۃ وثلاثون، وقال ابونعیم الاصفھانی اسند اربع مائۃ ونیفا من المتون سوی الطرق وقال البرقی الذی حفظ لنا عنہ نحو مائتی حدیث (ص ۱۸۴)

علی ابن ابی طالب کی پانچسو چھتیس ۵۳۶ روایات ہیں اور حافظ ابو نعیم اصفہانی نے کہا ہے کہ چار سو سے زاید متونِ حدیث ان سے مروی ہیں طرق و اسانید کا اس میں شمار نہیں اور حافظ برقی کہتے ہیں کہ جو حدیثیں ہمارے پاس ان کی محفوظ ہیں وہ دو سو کے قریب ہیں۔

حافظ ابن جوزی نے تعداد حدیث کا سارا باب اسی مسند بقی بن مخلد سے

نقل کیا ہے البتہ اس سلسلہ میں وہ مزید اضافہ حافظ ابو بکر برقی کی تاریخ اور حافظ ابونعیم اصفہانی کی کتاب سے کرتے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویہ احادیث کی تعداد بیان کرتے ہوئے بھی انھوں نے کیا ہے۔

ہماری تحقیق کے مطابق "تلقیح" میں "ستة و ثلاثون" ۳۶ کے الفاظ غلطی سے طبع ہو گئے ہیں۔ اصل میں "ستة و ثمانون" ۸۶ ہیں۔ یہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ اصل مخطوطہ منقول عنہا میں بھی یہ غلطی تھی یا مطبوعہ نسخہ ہی میں واقع ہوئی ہے۔ حافظ ابن حزم کے پیش نظر بھی "مسند بقی" ہی تھی اور انھوں نے بھی ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر قلمبند کیا ہے۔ جو اُن کی کتاب "جوامع السیرة" کے ساتھ آخر میں طبع ہو گیا ہے۔ اس میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی مرویات کی تعداد ۵۸۶ ہی مرقوم ہے اور یہی تعداد انھوں نے اپنی دوسری کتاب "الفصل فی الملل والاھواء والنحل" میں لکھی ہے۔ چنانچہ ان کی عبارت حسب ذیل ہے:

ولم یرو عن علی الا خمس مائة وستة وثمانون حدیثا مسندة یصح منھا نحو خمسین وقد عاش بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازید من ثلاثین سنة وکثر لقاء الناس ایاہ وحاجتھم الی ما عندہ لذھاب جمھور الصحابة رضی اللہ عنھم وکثر سماع اھل الآفاق منہ مرة بصفین واعواماً

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانچسو چھیاسی مسند حدیثیں مروی ہیں جن میں پچاس کے قریب صحیح ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد تیس سال سے زیادہ زندہ رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بڑی جماعت کے گزر جانے کے سبب لوگ کثرت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس جو علم تھا اس کی ان کو ضرورت پڑی چنانچہ کثرت سے اہل آفاق نے آپ سے حدیثیں

بالکوفة ومرةً بالبصرة والمدینة (ج ۴ - ص ۱۳۷)

سنیں کبھی صفین میں اور کئی برس کوفہ میں اور کبھی بصرہ اور مدینہ میں۔

حافظ ابن حزم نے جو تعداد بیان کی ہے یہی تعداد امام سیوطی کی تاریخ الخلفاء اور علامہ خزرجی کی کتاب "خلاصة تذھیب تہذیب الکمال" میں مرقوم ہے۔ خزرجی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان میں بیس حدیثیں "متفق علیہ" ہیں یعنی امام بخاری و مسلم دونوں نے ان کو روایت کیا ہے اور نو حدیثوں کی روایت صرف بخاری نے کی ہے اور پندرہ کی صرف مسلم نے۔ غالباً اسی نقطۂ نظر سے ابن حزم نے صحیح احادیث کی تعداد پچاس کے قریب لکھی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تعداد "صحیح لذاتہ" کی ہے جو محدثین کے نزدیک صحیح کی سب سے عالی قسم شمار کی جاتی ہے ورنہ ثبوت کے لحاظ سے حدیث کی چار قسمیں ہیں (۱) صحیح لذاتہ (۲) صحیح لغیرہ (۳) حسن لذاتہ (۴) حسن لغیرہ۔ یہ چاروں قسمیں بالاتفاق مقبول ہیں اور حجت مانی جاتی ہیں۔

پھر یہ بھی واضح رہے کہ یہ تعداد ان احادیث کی ہے جو "مسند بقی بن مخلد" میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہیں۔ ان کی جملہ مرویات کی یہ تعداد نہیں۔ بعض لوگوں کو اس سلسلہ میں یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ "مسند بقی" میں ہر صحابی کی مرویات کی جو تعداد مذکور ہے اس سے زیادہ اس صحابی سے اور کچھ مروی نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ حافظ ابن جوزی "تلقیح" میں لکھتے ہیں:

وقد کان ابو عبد الرحمٰن بقی بن مخلد جمع فی مسندہ حدیثا کثیرا عن جمھور الصحابة فعد منہ بعض روایة الاحادیث التی یرثیھا

ابو عبد الرحمٰن بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں جمہور صحابہ کی حدیثیں جمع کی ہیں چنانچہ اسی بنا پر ہر صحابی نے جو حدیثیں روایت کی ہیں ان میں بعض کی تعداد اسی کتاب کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیان کر دی گئی ہے

کل صحابی فتوهم بعض المتاخرین ان الصحابی لایروی سوی ذلک ولیس کما توهم دانما هو قدر ما وقع الی المصنف (ص۱۸۴)

اس سے بعض متاخرین اس وہم میں مبتلا ہوگئے ہیں کہ یہ صحابی بس اتنی ہی حدیثیں روایت کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں جیسا کہ ان کو وہم ہوا ہے بلکہ یہ تو روایت کی اس مقدار کا بیان ہے جو مصنف کو پہنچی ہے۔

مسند بقی تو آجکل ناپید ہے لیکن جو مسانید طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں وہ یہ ہیں :-

۱ــ مسند امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد طیالسی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ جس کا شمار اسلام کے قدیم ترین مسانید میں ہے بلکہ بعض حضرات اس باب میں سب سے پہلی تصنیف انھیں کی مسند کو خیال کرتے ہیں۔ یہ مسند دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے سنہ ۱۳۲۱ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ اس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۲۶ تک درج ہیں مگر درمیان میں کچھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں بھی آگئی ہیں۔ آج کل اس کتاب کی مسند علی کی احادیث پر فرزند عزیز محمد عبد الشہید سلمہ اللہ تعالیٰ امام سخاوی کی ترتیب مسند طیالسی کے ایک قلمی نسخے کی مدد سے جس کا ایک حصہ ان کو دستیاب ہو گیا ہے کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کو اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

۲ــ مسند امام عبد اللہ بن زبیر حمیدی المتوفی سنہ ۲۱۹ھ یہ کتاب دو جلدوں میں مجلس علمی کراچی نے شائع کی ہے اور اس کی تصحیح و تحشیہ کا کام مولانا حبیب الرحمن صاحب محدث اعظمی نے انجام دیا ہے۔ مگر اس مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی کم روایتیں مذکور ہیں جن کی کل تعداد ۲۳ ہے۔

۳ــ مسند امام احمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ۔ جو اس وقت موجودہ تمام مسانید میں سب سے زیادہ ضخیم ہے اور باریک ٹائپ پر چھ ضخیم جلدوں میں پہلے مصر اور پھر بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ اس "مسند" میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی روایات ص ۷۵ سے ۱۶۰ پر ختم ہوتی ہیں۔

"صحاح ستہ" میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی روایات کی تعداد تین سو بائیس ۳۲۲ ہے جن کو ان سے ایک سو تریپن صحابہ و تابعین نے نقل کیا ہے۔ ان سب احادیث کی فہرست حافظ جمال الدین مزی نے اپنی گرانقدر تصنیف "تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف" میں راویوں کے اسماء کو حروف ہجی پر مرتب کر کے پیش کر دی ہے اور ہر حدیث کے بارے میں نشاندہی کر دی ہے کہ صحاح ستہ کے کس باب میں کس راوی کی سند سے وہ مروی ہے۔

ان کے علاوہ حدیث کی بکثرت قلمی اور مطبوعہ کتابیں ہیں جن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکثرت روایتیں پائی جاتی ہیں اور عین ممکن ہے کہ ان کتابوں میں بعض وہ حدیثیں بھی موجود ہوں جو "مسند بقی" میں نہیں ہیں۔

"صحاح ستہ" کی بزم کے رکن رکین امام احمد بن شعیب نسائی المتوفی سنہ ۳۰۳ھ جو امام بقی کی طرح امام بخاری و امام مسلم کے ہم پایہ ہیں بلکہ بعض محققین حفاظ حدیث تو ان کو امام مسلم پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔ انھوں نے مستقل طور پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثوں کو جمع کرنے پر توجہ دی اور ان کو ایک علیحدہ کتاب میں مدون کر دیا جس کا نام ہے "مسند امیر المؤمنین علی بن ابی طالب"۔

اسی دور کے ایک اور بزرگ حافظ علامہ ابو یوسف یعقوب بن شیبہ سدوسی بصری نزیل بغداد المتوفی سنہ ۲۶۲ ہجری ہیں۔ جو شیخ الاسلام بقی بن مخلد، امام محمد بن جریر طبری اور امام نسائی سب سے عمر اور طبقے میں بڑے تھے انھوں

نے بھی حدیث میں ایک بہت مسند لکھی تھی جس کا تعارف حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں ان الفاظ میں کرایا ہے

ما صنف مسند احسن منه ولكنه ما اتمه	اس سے بہتر مسند تصنیف نہیں ہوئی لیکن وہ اس کو مکمل نہ کر سکے

اور اپنی دوسری مشہور تصنیف "سیر اعلام النبلاء" میں اس "مسند" کا ذکر ان لفظوں میں کرتے ہیں

المسند الكبير العديم النظير المعلل الذى تم من مسانيده نحو من ثلاثين مجلداً،	مسند کبیر عدیم النظیر معلّل، جس کی مسانید میں سے صرف تیس جلدوں کے قریب مکمل ہو سکیں۔
ولو كمل لجاء فى مائة مجلداً (ج-۱۲ ص ۲۷۶)	ورنہ اگر یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتی تو سو جلدوں میں آتی۔

"معلّل" کا مطلب یہ ہے کہ احادیث کی اسانید کے ساتھ ان کے علل پر بھی تفصیل سے کلام کیا جائے۔ محدثین نے تصریح کی ہے کہ کوئی معلّل کتاب پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی کیونکہ اس کے ختم ہونے سے پہلے مصنف کی عمر ختم ہو جاتی ہے۔ یعقوب بن شیبہ بڑے پایہ کے محدث تھے۔ حافظ ذہبی نے لکھا ہے وكان من كبار علماء الحديث۔ حق تعالیٰ نے ان کو دولت علم کے ساتھ دولت دنیوی سے بھی سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ "مسند" کی تبییض پر دس ہزار اشرفیاں صرف کیں ان کی حویلی میں چالیس لحاف ان بییضہ نویسوں کے لئے تیار رکھے رہتے تھے جو اس خدمت کو انجام دینے کے لئے رات ان کے یہاں ہی بسر کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس مسند کی "مسند ابی ہریرہ" کا حصہ جو مصر میں لوگوں کی نظر سے گزرا وہ دو سو جزء پر مشتمل تھا۔ اس کے علاوہ مسند یعقوب کے جو اجزاء مبیضہ ہو کر منظر عام پر آئے۔ وہ مسانید عشرہ

مبشرہ، مسند ابن مسعود، مسند عمار، مسند عباس اور بعض موالی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسانید ہیں۔ ان میں صرف علی کرم اللہ وجہہ کی مسند پانچ جلدوں پر مشتمل تھی[۱]

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نبوی کی روایت میں جن احتیاطوں کو مد نظر رکھتے تھے۔ امام ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں ان کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں :۔

۱۔ وكان اماماً عالماً متحرياً فى الاخذ بحيث انه يستحلف من يحدثه بالحديث	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے عالم تھے۔ اخذ حدیث (یعنی روایت قبول کرنے میں) احتیاط برتتے تھے چنانچہ جو شخص بھی آپ کے سامنے کوئی حدیث بیان کرتا تو پہلے آپ اسے قسم لیتے

البتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت اس اصول سے مستثنیٰ تھی کہ آپ ان کی روایت بغیر حلف لئے بھی قبول فرما لیتے تھے۔

۲۔ عن على قال حدثوا الناس بما يعرفون ودعوا ما ينكرون اتحبون ان يكذب الله ورسوله	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، لوگوں کو وہ حدیثیں بیان کرو جو جانی پہچانی ہوں اور وہ نہ بیان کرو جن سے وہ بدکیں۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے۔

حضرت ممدوح کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی نے یہ افادہ فرمایا ہے :۔

فقد زجر الامام على رضى الله عنه عن رواية المنكر وحث على التحديث بالمشهور وهذا اصل كبير فى الكف	(اب دیکھئے) بلا شبہ امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکر (اوپری) روایات کے بیان کرنے سے سختی سے روک دیا اور مشہور روایت کے بیان کرنے کی ترغیب

---

[۱] ان ساری تفصیلات کے لئے "تذکرۃ الحفاظ" امام ذہبی میں ان کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

عن بث الاشياء الواهية والمنكرة من الاحاديث فی الفضائل والعقائد والرقائق ولا سبيل الى معرفة هذا من هذا الا معان فی معرفة الرجال -

دلائی اور یہ فضائل، عقائد و مواعظ کے بارے میں واہی اور منکر روایات کے بیان کرنے سے رک جانے کا بڑا کارآمد اصول ہے اور منکر کی غیر منکر سے شناخت جب تک فن رجال میں گہری نظر نہ ہو نہیں ہوسکتی۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان چند صحابہ میں شامل ہیں جن کو عہدِ رسالت میں حدیث نبوی کی کتابت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے نقل کیا ہے:-

عن علی قال ما کتبنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم الا القرآن وما فی هذه الصحيفة -

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سوائے قرآن کریم کے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے (جو تمہارے سامنے ہے) اور کچھ نہیں لکھا۔

اس صحیفہ کا ذکر حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ یہ حدیثیں چند فقہی احکام سے متعلق تھیں۔ حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بہت ہیں اور میں نے ایک مستقل کتاب آپ کے لئے فضائل اور مناقب پر لکھی ہے جو ایک پوری جلد میں ہے اور اس کا نام ہے "فتح المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب"۔

احادیث نبویہ کے مطالب و معانی کے سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد بھی آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے:

اذا حدثتم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثاً فظنوا به الذی هو اهناه والذی هو اهداه والذی هو اتقاه (مسند احمد بن حنبل ج ۱ - ص ۱۳۰)

جب تمہارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کی جائے تو وہ معنی لو جو سب سے زیادہ عمدہ، سب سے زیادہ قرینِ ہدایت اور سب سے زیادہ تقویٰ کو بتاتے ہوں۔

محدثین نے اختلافِ روایت کے تحت ترجیح کے بہت سے اصول بیان کئے ہیں، چنانچہ حافظ ابوبکر حازمی نے اپنی مشہور کتاب "الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار" میں پچاس کے قریب وجوہ ترجیحات ذکر کی ہیں۔ یہ کتاب مصر اور ہندوستان دونوں جگہ طبع ہو چکی ہے۔ اس میں پچاسواں ضابطہ یہ بتایا ہے کہ جب کسی ایسے مسئلے میں دو مختلف حدیثیں وارد ہوں کہ جن کا تعلق قضاء سے ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کردہ حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔

اہل سنت میں مذہب حنفی کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی نسبت ہے۔ یہ مذہب آپ کے انفاس قدسیہ کی خصوصی برکات کا حامل ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے جدامجد ایک بار اپنے صغیر السن صاحبزادہ جناب ثابت علیہ الرحمہ کو جو امام صاحب کے والد ماجد ہیں لے کر خدمت مرتضوی میں حاضر ہوئے تو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے اور اُن کی اولاد کے حق میں برکت کی خصوصی دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ یہ اسی دعا کی برکت کا اثر ہے کہ فقہ حنفی کو چار دانگ عالم میں غلبہ نصیب ہوا اور آج بھی اسلامی دنیا کی غالب اکثریت اسی مذہب کی پیرو ہے۔ فقہ مرتضوی کا اصل ترجمان مذہب حنفی ہی ہے۔ دور کیوں جائیے۔ نماز کے مشہور مسائل

آہستہ سے آمین کہنا۔ رکوع میں جاتے ہوئے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا۔ زیر ناف ہاتھ باندھنا، گاؤں میں نماز جمعہ وعیدین کا نہ پڑھنا' تراویح کی بیس رکعت۔ ان تمام مسائل میں فقہ حنفی میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہی کے فتاوٰی پر عمل ہے۔

صحیح مسلم کے مقدمہ میں مغیرہ بن مقسم ضبی علیہ الرحمہ سے جو کوفہ کے مشہور فقہا و محدثین میں ہیں اور امام حنیفہ رحؒ کے استاد بھی۔ مروی ہے کہ

لم یکن یصدق علی علیٍّ" فی الحدیث الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات میں صرف وہی روایت درست سمجھی جاتی تھی جس کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ کے تلامذہ ان سے نقل کرتے تھے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسی مسند علمی کے صدر نشین ہیں جس کا سلسلہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب سے عہد بعہد آپ تک منتہی ہوا۔ اسی لئے مذہب حنفی میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو علم منتقل ہوا وہ بالکل صحیح طریقہ پر منتقل ہوا، پھر مذہب حنفی میں جس کثرت سے اولیا ہوئے ہیں دوسرے مذاہب میں نہیں ہوئے۔ تمام اولیاء اللہ کے سلاسل حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی پر جا کر ختم ہوتے ہیں۔

امام حافظ شمس الدین ذہبی نے جو علم تاریخ اور اسماء الرجال کے ایک عنصر خیال کئے جاتے ہیں۔ اپنی مشہور بے نظیر کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں تصریح کی ہے کہ

فافقہ اہل الکوفۃ علی

اہل کوفہ کے سب سے بڑے فقیہ علی اور

وابن مسعود، وافقہ اصحابھما علقمہ، وافقہ اصحابہ ابراھیم، وافقہ اصحاب ابراھیم حماد ابو حنیفہ، وافقہ اصحابہ ابو یوسف، وانتشر اصحاب ابی یوسف فی الآفاق، وافقھم محمد، وافقہ اصحاب محمد ابو عبد اللہ الشافعی رحمھم اللہ تعالیٰ

(ج-۵ ص ۲۳۶)

اور ابن مسعود ہیں، اور ان دونوں کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ علقمہ ہیں اور علقمہ کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ ابراہیم نخعی ہیں اور ابراہیم کے اصحاب سب سے بڑے فقیہ حمّاد ہیں اور حمّاد کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ ابو حنیفہ ہیں اور ابو حنیفہ کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ ابو یوسف ہیں۔ پھر ابو یوسف کے اصحاب آفاق عالم میں پھیل گئے۔ اور ان میں سب سے بڑے فقیہ محمد ہیں۔ اور محمد کے اصحاب میں سب سے بڑے ابو عبد اللہ شافعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رحمتیں نازل ہوں۔

ہمارے محترم دوست سیّد جمیل احمد نقوی صاحب کی یہ بڑی سعادت ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن کو یہ توفیق بخشی کہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی جتنی روایت کردہ احادیث، حدیث کی مشہور ومتداول کتاب "مشکوٰۃ المصابیح" میں موجود ہیں ان سب کو انھوں نے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ یہ کام علماء کے کرنے کا تھا۔ سیّد صاحب عالم نہیں مگر توفیق حق ہے جس کو ارزانی ہو جائے۔ سچ ہے ؎

دادِ اُورا قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت دادِ اوست

دُعا ہے کہ حق تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرما کر اس پر اجر جزیل

عطا فرمائے۔ آمین۔

والحمد للہ اوّلاً و آخراً وصلی اللہ تعالیٰ
علی سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم

محمد عبدالرشید نعمانی

۱۰ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُطبۂ کتاب

اَلحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یُضلل فلا ھادی لہ واشھدُ ان لا الٰہ الا اللہ د شہادۃ تکون للنجاۃ وسیلۃً ولرفع الدرجات کفیلۃً واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ الذی بعثہ وطرقُ الایمان قد عفت اثارھا وخبت انوارھا ووھنت ارکانھا وجھل مکانھا فشیدؐ صلوات اللہ علیہ وسلامہ من معالمھا ما عفا وشفٰی من العلیل فی تائید کلمۃ التوحید من کان علیٰ

ساری تعریفیں اللہ کے لئے ثابت ہیں ہم اس کی حمد بیان کرتے اور اس سے مغفرت چاہتے ہیں اپنی بداعمالیوں اور نفس کی شرارتوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جسے گمراہ کر دے تو اس کا کوئی ہادی نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں ایسی گواہی جو نجات کا وسیلہ اور بلندی مرتبہ کی ضامن ہو۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں جنکو اللہ نے اس حال میں بھیجا کہ ایمان کی راہوں کے نشانات مٹ چکے تھے اور اسکی روشنی بُجھ چکی تھی، اسکے ستون کمزور پڑ گئے تھے۔ اسکے موقف سے لوگ ناواقف ہو گئے تھے

واوضح سبیل الهدایة لمن اراد ان یسلکها واظهر کنوز السعادة لمن قصد ان یملکها واسأل الله التوفیق والاعانة والهدایة والصیانة وتیسیر ما اقصده وان ینفعنی فی الحیوة وبعد الممات وجمیع المسلمین والمسلمات حسبی الله ونعم الوکیل ولاحول ولاقوة الا بالله العزیز الحکیم

پس آپ نے (اللہ کی رحمت کاملہ اور سلامتی آپ پر نازل ہو) ان مٹے ہوئے نشانات کو بلند اور مضبوط کر دیا۔ اور کلمۂ توحید کی تائید کر کے ان بیماروں کو شفا دی جو ہلاکت کے غار کے دہانے پر کھڑے تھے۔ اور ان کے لئے جو اس راہ پر چلنا چاہیں راہ ہدایت کھول کر رکھ دیا اور ان کے واسطے سعادت اور نیکبختی کے خزانے ظاہر کر دیئے جو اس کے مالک بننا چاہیں۔

اللہ تعالیٰ سے توفیق و اعانت چاہتا ہوں غلطی سے بچائے جائے اور ہدایت کی درخواست کرتا ہوں اپنے منزل مقصود پر پہنچے کی آسانیاں چاہتا ہوں اور اس کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ حالت حیات میں اور پس مرگ بھی مجھ کو اور تمام مومنین کو فائدہ پہنچائے اللہ ہی میرے واسطے کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے گناہ سے بچنے اور عبادت کی طاقت اللہ تعالیٰ کی اعانت سے حاصل ہوتی ہے جو زبردست ہے حکمت والا ہے۔

اِیمان

تقدیر پر ایمان رکھنا

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰی كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَیُیَسَّرُ بِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَیُیَسَّرُ بِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی الْاٰیَةَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کا ٹھکانا نہ لکھا گیا ہو۔ یعنی یا تو اس کا ٹھکانا آگ میں ہوگا۔ یا جنت میں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ تو پھر ہم اپنے نوشتۂ تقدیر ہی پر بھروسہ نہ کرلیں اور اعمال کو چھوڑ دیں۔ آپ نے فرمایا عمل کرو۔ اس لئے کہ جو شخص نیک بخت ہے۔ اس کے لئے نیک بختی کے کام آسان کر دیئے جاتے ہیں اور جو بدبخت ہے۔ اس کے لئے بدبختی کے کام سہل کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی الخ یعنی جس شخص نے بخشش کی، پرہیزگاری اختیار کی اور عمل خیر کو اچھا سمجھا (بخاری، ومسلم)

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ یَشْهَدُ

حضرت علیؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک ان

اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ وَیُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَیُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ

چار دن باتوں کا یقین نہ رکھے۔ (۱) اس امر کی شہادت دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں۔ مجھ کو خدا نے حق کے ساتھ بھیجا ہے (۲) موت کو حق جانے (۳) مرنے کے بعد جی اُٹھنے (دوبارہ زندہ ہونے) کو سچ مانے (۴) اور تقدیر پر ایمان رکھے (ترمذی۔ ابن ماجہ)

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَاَلَتْ خَدِیْجَةُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَلَدَیْنِ مَاتَا لَهَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُمَا فِی النَّارِ قَالَ فَلَمَّا رَاَی الْكَرَاهَةَ فِیْ وَجْهِهَا قَالَ لَوْ رَاَیْتِ مَكَانَهُمَا لَاَبْغَضْتِهِمَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَلَدِیْ مِنْكَ قَالَ فِی الْجَنَّةِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَوْلَادَهُمْ فِی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمُشْرِكِیْنَ وَاَوْلَادَهُمْ فِی النَّارِ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ جناب خدیجہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اُن دو بچّوں کے متعلق پوچھا۔ جو ایّام جاہلیت میں (اسلام سے پہلے مر گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں دوزخ میں ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت نے دیکھا کہ یہ سُن کر جناب خدیجہؓ کے چہرہ کا رنگ تبدیل ہو گیا ہے۔ اور وہ رنجیدہ سی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اگر تم اُن کے ٹھکانے اور اُن کے حال دیکھو۔ تو تم کو اُن سے نفرت ہو جائے۔ یہ سُن کر جناب خدیجہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اور میری وہ اولاد جو آپ سے ہوئی ہے (یعنی قاسم اور عبداللہ) آپ نے فرمایا وہ جنت میں ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مومنین اور اُن کی اولاد جنت میں ہیں اور مشرکین اور اُن کی اولاد دوزخ میں ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی اطاعت کی ہم ان کو انھیں کے ساتھ رکھیں گے۔ (احمد)

العلم

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِیْهُ فِی الدِّیْنِ اِنِ احْتِیْجَ اِلَیْهِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِیَ عَنْهُ اَغْنٰی نَفْسَهٗ (رواه رزین. مشکوٰة۔ کتاب العلم)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دین کی سمجھ پانے والا ایسا شخص کیا خوب ہے کہ اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو نفع پہنچاتا ہے اور اگر اس سے بے پروا ہی برتی جائے تو خود بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔ (رزین۔ مشکوٰة۔ کتاب العلم)

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہی لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی رہ جائیگا۔ اور نہیں باقی رہیگا

وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَّهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى عُلَمَاۤؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاۤءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

قرآن ہیں سے مگر اس کے نقوش ان کی مسجدیں (ظاہر میں آباد) ہوں گی۔ لیکن حقیقت میں خراب ہوں گی۔ ہدایت سے ان کے علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے۔ انھیں سے دین میں فتنہ برپا ہوگا اور انھیں میں لوٹ آئیگا۔ (بیہقی شعب الایمان)

طہارت و پاکیزگی

موجبات وضو

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاۤءً فَكُنْتُ اَسْتَحْيِيْ اَنْ اَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّاُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علیؓ فرماتے کہ مجھ مذی زیادہ آتی تھی اور میں اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میرے نکاح میں تھیں آپ سے اس کا حکم دریافت کرتے ہوئے شرماتا تھا۔ پس میں نے مقدادؓ سے دریافت کرنے کو کہا۔ مقدادؓ نے آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا (مذی کے خارج ہونے پر صرف پیشاب گاہ کو دھو ڈالے اور وضو کرے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے مذی

قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَذْيِ فَقَالَ مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوْءُ وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے۔ اور منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے۔ (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِكَاۤءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّاْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيِ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ غَيْرِ الْقَاعِدِ لِمَا صَحَّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاۤءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَيَتَوَضَّؤُنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ اِلَّا اَنَّهٗ ذَكَرَ فِيْهِ يَنَامُوْنَ بَدَلَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاۤءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُسُهُمْ

حضرت علیؓ کا بیان ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سرین کا بند آنکھیں ہیں۔ پس جو شخص کہ سو جائے اس کو چاہیے کہ وضو کرے (ابوداؤد)

امام محی السنہؒ کہتے ہیں کہ یہ حکم اس شخص کے لئے جو بیٹھا نہ ہو لیٹ کر سویا ہو۔ چنانچہ انس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین عشاء کی نماز کا بیٹھے ہوئے انتظار کیا کرتے تھے یہاں تک نیند کے سبب اُن کے سر جھک جھک جاتے تھے۔ اسی حالت میں وہ اُٹھ کر نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور وضو نہ کرتے تھے (ترمذی)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز کی کنجی وضو ہے اور نماز کی تحریم تکبیر ہے (یعنی اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دینے سے تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں) اور نماز کی تحلیل سلام کہنا ہے (یعنی نماز کو سلام کہہ کر ختم کر دینے سے تمام باتیں حلال ہو جاتی ہیں) دارمی ترمذی۔

وَعَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ نَحْنُ جُلُوْسٌ نَنْظُرُ اِلٰى عَلِيٍّ حِيْنَ تَوَضَّاَ فَاَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فَمَلَاَ فَمَهُ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى فَعَلَ هٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى طُهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهٰذَا طُهُوْرُهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

حضرت عبد خیرؓ کا بیان ہے کہ ہم بیٹھے ہوئے علیؓ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جب کہ وہ وضو کر رہے تھے۔ پس آپ نے سیدھے ہاتھ سے برتن میں سے پانی لیا اور منہ میں بھر کر کلی کی اور ناک میں پانی دیا اور اُلٹے ہاتھ سے ناک کو جھاڑا تین مرتبہ اسی طرح کیا۔ پھر کہا جس کو پسند ہے یہ بات کہ دیکھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کو پس دیکھے کہ اس طرح تھا وضو آپ کا۔

(دارمی)

بیت الخلا کے آداب

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرُ مَا بَيْنَ اَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ اٰدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ اَنْ يَقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِقَوِيٍّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت تم میں سے کوئی پاخانہ میں داخل ہو۔ تو جنوں اور انسانوں کی شرمگاہوں کے درمیان کا پردہ یہ ہے کہ کہے بسم اللہ (ترمذی) ترمذی نے کہا یہ غریب ہے، اس کی اسناد قوی نہیں ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ وَيَاْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهٗ اَوْ يَحْجُزُهٗ عَنِ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے باہر تشریف لاتے۔ پس پڑھاتے ہم کو قرآن اور کھاتے ہمارے ساتھ گوشت اور نہیں روکتی تھی ان کو ں سے کوئی چیز اور نہ قرآن پڑھنے کو مگر ناپاکی (یعنی صرف ناپاکی کی حالت میں آپ ایسا کوئی کام نہ کرتے تھے۔ (ابوداؤد و نسائی) اور ابن ماجہ نے اس طرح روایت کی۔

غُسل

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي ثَلٰثًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَأَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ إِلَّا أَنَّهُمَا لَمْ يُكَرِّرَا فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي

حضرت علیؓ کہتے ہیں. فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے بال برابر بھی جگہ غسل جنابت میں چھوڑ دی اور اس کو نہ دھویا تو اس کی وجہ سے کیا جائے گا اس کو دوزخ میں عذاب ایسا اور ایسا۔ علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سن کر اس وقت سے دشمنی کی میں نے اپنے سر کے ساتھ، تین بار آپ نے یہ جملے ادا کئے (یعنی اس وعید کے بعد اپنے سر کے بال منڈائے)۔ ابوداود۔ داری۔ احمد۔ مگر دارمی نے علیؓ کے الفاظ کو مکرر نہیں بیان کیا ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ فَرَأَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ أَجْزَاكَ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت علیؓ نے کہا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ناپاکی کو دور کرنے کے لئے غسل کیا اور پھر صبح کی نماز پڑھی اس کے بعد معلوم ہوا کہ ناخن برابر جگہ غسل میں خشک رہ گئی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اس پر مسح کر لیتا تو کافی ہوتا۔ (ابن ماجہ)

موزوں پر مسح

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

شریح بن ہانی نے کہا میں نے علیؓ بن ابی طالب سے موزوں پر مسح کا مسئلہ پوچھا۔ پس کہا حضرت علیؓ نے کہ مقرر کی ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کی مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک ایک دن اور ایک رات۔ (مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّينُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَلِلدَّارِمِيِّ مَعْنَاهُ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں اگر دین رائے پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا بہتر ہوتا اوپر مسح کرنے سے اور بلاشبہ میں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ موزے کے اوپر مسح کرتے تھے (ابوداود۔ دارمی)

نماز

جلدی نماز پڑھنا

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت علیؓ نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم قال يا علي ثلث لا تؤخرها الصلوة اذا اتت والجنازة اذا حضرت والايم اذا وجدت لها كفوا۔ رواه الترمذي

نے مجھ سے فرمایا۔ علی تین کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے دوسرے جنازہ میں جب وہ تیار ہو جائے اور تیسرے غیر منکوحہ عورت کے نکاح میں جب اس کا کفو (عورت کے مطابق مرد) پایا جائے۔ (ترمذی)

نماز کے فضائل

وعن علي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم الخندق حبسونا عن صلوة الوسطى صلوة العصر ملا الله بيوتهم وقبورهم نارا متفق عليه

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن فرمایا کہ باز رکھا کافروں نے ہم کو درمیانی نماز عصر سے بھر دے خداوند تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے۔ (بخاری ومسلم)

رات کی نماز

اخبره ان علي بن ابي طالب اخبره ان رسول الله صلى الله

علیؓ بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عليه وسلم طرقه وفاطمة بنت النبي عليه السلام ليلة فقال الا تصليان فقلت يا رسول الله انفسنا بيد الله فاذا شاء ان يبعثنا بعثنا فانصرف حين قلنا ذلك ولم يرجع الي شيئا ثم سمعته وهو مول يضرب فخذه وكان الانسان اكثر شيء جدلا (بخاری)

ایک شب ان کے پاس آئے اور فاطمہ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ تو فرمایا کہ تم دونوں نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہماری جانیں خدا کے قبضہ میں ہیں، جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا تو ہم اٹھیں گے۔ جب ہم لوگوں نے یہ کہا، تو آپ لوٹ گئے اور ہم لوگوں کی طرف کچھ بھی متوجہ نہ ہوئے پھر میں نے سنا کہ آپ پیٹھ پھیر رہے تھے، اپنے ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔ انسان تمام چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔ (بخاری)

ثنا

وعن علي قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا قام الى الصلوة وفي رواية كان اذا افتتح الصلوة كبر ثم قال وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کو کھڑے ہوتے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ پڑھتے۔ وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفا وما انا من المشركين ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك

أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ
اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ
رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ
وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ
جَمِيْعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ
وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ
لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ
سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا
أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ
فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا
بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ
أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ وَإِذَا
رَكَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ
آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ
لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ
وَعَصَبِيْ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ
السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَ
إِذَا سَجَدَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ

أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ
أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا
عَبْدُكَ وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ
بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا إِنَّهُ
لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِيْ
لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا
إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ
عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ
وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ
إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ
أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ یعنی متوجہ
ہوا میں اس ذات کی طرف جس نے پیدا
کیا ہے آسمانوں اور زمین کو متوجہ ہونے
والا طرف کی اور بیزار ہونے والا باطل سے
اور نہیں ہوں ان لوگوں میں سے جو شرک
کرتے ہیں۔ میری نماز، میری عبادت میری
زندگی میری موت سب خدا کے لئے ہے جو
دونوں جہان کا پروردگار ہے کوئی اس کا
شریک نہیں اور اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے
اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ تو

وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ
وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ
وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ
اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ثُمَّ يَكُوْنُ
مِنْ آخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ
وَالتَّسْلِيْمِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ
وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا
أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ
أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ
أَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ
لِلشَّافِعِيِّ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ وَ
الْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ أَنَا بِكَ
وَإِلَيْكَ لَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ
إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ۔ (مسلم)

بادشاہ ہے۔ نہیں ہے تیرے سوا کوئی
معبود۔ تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا ہی
بندہ ہوں۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا،
ہے اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں
تو میرے لئے گناہوں کو بخش دے سارے
گناہوں کو اس لئے کہ تیرے سوا گناہوں کو
بخشنے والا کوئی نہیں اور بہترین اخلاق
کی طرف میری رہنمائی کر کیونکہ اس جانب
تو ہی میری رہنمائی کر سکتا ہے اور بدترین اخلاق
سے مجھ کو بچا اور تو ہی مجھ کو بدترین اخلاق
سے بچا سکتا ہے۔ حاضر ہوں میں تیری خدمت
میں اور آمادہ تیرا حکم بجا لانے پہ تمام نیکیاں
اور بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں اور
برائی تیری جانب منسوب نہیں کی جاتی میں تجھ
پر بھروسہ رکھتا ہوں اور تیری ہی قوت
سے قائم ہوں تو با برکت ہے اور بلند و برتر ہے مغفرت چاہتا ہوں تجھ سے
اور توبہ کرتا ہوں تیری طرف۔ اور جب رکوع میں جاتے تو یہ پڑھتے اَللّٰهُمَّ
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ
مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔ یعنی اے اللہ رب ہمارے تیرے لئے حمد ہے۔ آسمانوں اور
زمین کے مطابق اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اس کے برابر اور اس چیز کے

برابر جو بعد کو تو پیدا کرے اور جب سجدہ کرتے تو یہ پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ؕ یعنی اے اللہ تیرے ہی لئے سجدہ کیا میں نے تجھ پر ایمان لایا میں اور تیری ہی خوشنودی کے لئے اسلام قبول کیا۔ میں نے سجدہ کیا میرے مُنہ نے اس ذات کو جس نے پیدا کیا اسی کو صورت دی اور کھولا آنکھوں اور کانوں کو بہت بابرکت ہے اللہ اور بہترین خالق ہے اور پھر التحیات اور سلام کے درمیان یہ کہتے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یعنی اے اللہ بخش دے میرے ان گناہوں کو جو پہلے کئے ہیں میں نے اور پیچھے کئے ہیں میں نے اور جو پوشیدہ کئے ہیں میں نے اور جو علانیہ ظاہر کئے ہیں میں نے اور بخش دے اس گناہ کو جو زیادتی کی میں نے اعمال وغیرہ میں اور اس گناہ کو جس کا علم مجھ سے زیادہ تجھ کو ہے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا ہے۔ اپنے بندوں کو عزت میں اور تو ہی پیچھے ڈالنے والا ہے عزت و مرتبہ میں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور امام شافعیؒ کی روایت میں اس دعا میں جو تکبیر تحریمہ کے بعد آپ نے پڑھی وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ کے بعد یہ الفاظ ہیں۔ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ لَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَاَ اِلَّا اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ یعنی اور برائی تیری طرف منسوب نہیں ہے اور ہدایت یافتہ وہی شخص ہے جس کو تو نے ہدایت دی میں قائم ہوں تیری قوت کے ذریعہ اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں نہیں ہے نجات اور بے پروائی تیری ذات سے اور تجھ سے

اور نہیں ہے پناہ مگر تیری طرف تو ہی بابرکت ہے۔ (مسلم)

فضیلتِ دُرود شریف

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَيْنِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (ترمذی، احمد) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

سجدہ کی فضیلت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ اِنِّيْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِيْ وَاَكْرَهُ لَكَ مَا اَكْرَهُ لِنَفْسِيْ لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علیؓ میں پسند کرتا ہوں تیرے لئے وہ چیز کہ پسند کرتا ہوں اپنے لئے اور بُرا سمجھتا ہوں تیرے لئے اس چیز کو جس کو بُرا خیال کرتا ہوں اپنے لئے ہیں تو دو سجدوں کے درمیان اقعاء[1] نہ کر۔ (ترمذی)

---

[1] اقعاء کُتّے کی طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی دونوں سرینوں کو زمین پر رکھنا اور ران پنڈلیوں کو کھڑا کرنا۔ اور ہاتھوں کو زمین پر پھیلا دینا۔ اور بعض لوگ ایڑیوں پر بیٹھنے کو بھی اقعاء کہتے ہیں۔ مترجم

دعا بعد از نماز

وعن علي قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على أعواد هذا المنبر يقول من قرأ آية الكرسي في دبر كل صلوة لم يمنعه من دخول الجنة إلا الموت ومن قرأها حين يأخذ مضجعه آمنه الله على داره ودار جاره وأهل دويرات حوله. رواه البيهقي في شعب الإيمان وقال إسناده ضعيف

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکڑی کے اس منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو موت کے سوا کوئی چیز جنت میں جانے سے نہیں روکتی اور جو شخص آیۃ الکرسی کو سوتے وقت پڑھے خداوند تعالیٰ اس کے اور اس کے پڑوسی کے اور چند مکانات اس کے مکان کے گرد رہوں سب کو امن میں رکھتا ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور اس کو ضعیف کہا ہے۔

امامت (امام کی اقتدا)

عن علي ومعاذ بن جبل قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتى أحدكم الصلوة والإمام على حال فليصنع كما يصنع الإمام. رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب

حضرت علیؓ اور معاذ بن جبل کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں کوئی نماز کو آوے اور امام ایک حال پر ہو تو جو امام کرے وہی اس کو کرنا چاہیے۔ (ترمذی)

یہ حدیث غریب ہے۔

سنت نمازیں

وعن علي قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي قبل العصر أربع ركعات يفصل بينهن بالتسليم على الملائكة المقربين ومن تبعهم من المسلمين والمؤمنين. رواه الترمذي

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے جن کے درمیان ملائکہ مقربین اور مومنین ومسلمین میں سے جو لوگ آپ کے تابع ہیں ان پر آپ سلام بھیجتے تھے (یعنی التحیات پڑھتے تھے) (ترمذی)

وعنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي قبل العصر ركعتين. رواه أبو داود

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتیں۔ (ابوداؤد)

وتر

وعن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله وتر يحب الوتر فأوتروا يا أهل القرآن. رواه الترمذي وأبو داود والنسائي

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالے وتر ہے۔ دوست رکھتا ہے وتر کو پس اے اہل قرآن وتر پڑھو۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

وعن علي أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول في آخر وتره اللهم إني أعوذ برضاك من سخطك

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے: اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک

مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَاَعُوذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَاَعُوذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ یعنی اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا اور خوشنودی کے ذریعہ تیرے غصہ سے اور تیری عافیت کے ذریعہ تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری ذات خاص کے ذریعہ تیری صفاتِ غضب سے، تیری تعریف کا شمار نہیں تو ایسا ہی ہے جیسی کہ تو نے اپنی تعریف کی۔

(ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلٰثٍ يَقْرَاُ فِيْهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ يَقْرَاُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلٰثِ سُوَرٍ اٰخِرُهُنَّ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ جن میں نو سورتیں مفصل کی پڑھتے تھے۔ یعنی ہر رکعت میں تین تین سورتیں اور آخری سورۃ قل ہو اللہ احد ہوتی تھی۔ (ترمذی)

رمضان کی عبادت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا يَوْمَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو تم رات کو قیام کرو۔ یعنی نوافل پڑھو اور دن کو روزہ رکھو اسلئے کہ

یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں پھر یاد کرتے ہیں اللہ کو اور بخشش چاہتے ہیں اپنے گناہوں کی (ترمذی۔ ابن ماجہ) لیکن ابن ماجہ نے روایت نہیں بیان کی۔

عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُوْدَاوٗد

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت و مغفرت دعا کرتے ہیں شام تک اور جو عیادت کرتا ہے شام کے وقت اس کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں ستّر ہزار فرشتے صبح تک اور بہشت میں اس کے لئے باغ مقرر کر دیا جاتا ہے (ابو داؤد)

مَيِّت اور جَنازَہ

میّت کو کفن دینا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغَالُوْا فِي الْكَفَنِ فَاِنَّهٗ يُسْلَبُ سَلْبًا سَرِيْعًا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗد

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ زیادہ قیمتی کپڑا کفن میں نہ لگاؤ اس لئے کہ وہ جلد چھین لیا جاتا ہے۔ یعنی جلد خراب و خستہ ہو جاتا ہے (ابو داؤد)

جنازے کے ساتھ جانا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِيْ فِي الْجَنَازَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةِ مَالِكٍ وَاَبِيْ دَاؤُدَ قَامَ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ دیکھا ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے ہیں پس ہم بھی کھڑے ہو گئے پھر آپ بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے (یعنی جنازہ کو دیکھ کر (مسلم) اور مالک اور ابوداؤد کی روایت یہ الفاظ ہیں:

کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازہ کو دیکھ کر اور پھر بیٹھ گئے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو لیکن پھر آپ بیٹھے رہتے تھے (اور کھڑے نہ ہوتے تھے) اور ہمکو بھی بیٹھنے کا حکم دیا تھا (احمد)

میّت پر رونا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهٗ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَيْهِ النَّارَ فَيُقَالُ اَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اَدْخِلْ اَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کچا بچہ جھگڑا کرے گا اپنے پروردگار سے جب کہ خدا اس کے ماں باپ کو دوزخ میں داخل کرنے کا ارادہ کرے گا۔ پس کہا جائے گا

فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهٖ حَتّٰى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ (رَوَاهُ اِبْنُ مَاجَةَ

اس سے اے جھگڑا کرنے والے کچے بچے لے جا تو اپنے ماں باپ کو جنت میں پس کھینچے گا وہ بچہ اپنے ماں اور باپ کو آنول نال سے اور لے جائے گا ان کو جنت میں۔ (ابن ماجہ)

زکوٰۃ وصدقہ

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ الْعَبَّاسَ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَعْجِيْلِ صَدَقَتِهٖ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ عباسؓ نے رسول خدا سے جلد زکوٰۃ ادا کرنے کی بابت سوال کیا یعنی سال گذر سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دینے کی بابت پوچھا آپ نے اسکی اجازت دیدی (ابوداؤد۔ ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ وَّلَا فِي الْعَرَايَا صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْ اَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِي الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ وَّلَا فِي الْجَبْهَةِ صَدَقَةٌ قَالَ الصَّقْرُ الْجَبْهَةُ اَلْخَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْعَبِيْدُ۔ (رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ترکاریوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور نہ ان درختوں میں جو کسی کو مستعار دیدیئے جائیں اور زکوٰۃ پچیس من سے کم مقدار پر نہیں ہے اور نہ کام کے جانوروں میں زکوٰۃ ہے اور نہ جبہہ میں زکوٰۃ ہے۔ صقر راوی کا بیان ہے کہ جبہہ سے مراد گھوڑا، خچر اور غلام ہیں۔ (دار قطنی)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَاتُوْا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِيْ تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ عَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ زُهَيْرٌ اَحْسِبُهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ هَاتُوْا رُبُعَ الْعُشْرِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حَتّٰى تَتِمَّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَاِذَا كَانَتْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ فَمَا زَادَ فَعَلٰى حِسَابِ ذٰلِكَ وَفِي الْغَنَمِ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَشَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِنْ زَادَتْ فَثَلٰثُ شِيَاهٍ اِلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معاف کی ہیں نے (ان) گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ (جو تجارت کے لئے نہ ہوں) اور ادا کرو تم زکوٰۃ چاندی کی چالیس درہم پر ایک درہم (اگر وہ دوسو درہم سے زیادہ ہوں) اور ایک سو نوے درہموں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور جب پورے دوسو درہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم واجب ہیں (ترمذی، ابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں جو زہیر سے منقول ہے یہ الفاظ ہیں کہ کہا زہیر نے گمان کرتا ہوں میں حارث اعور سے کہ کہا انھوں نے یہ کہ بیان کیا حضرت علیؓ نے یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ادا کرو تم چالیسواں حصہ ہر چالیس درہم میں سے اور اس وقت تک تم پر کچھ واجب نہیں ہے جب تک پورے دوسو درہم نہ ہو جائیں پس جب پورے دوسو درہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم واجب ہیں اور جس قدر دوسو

فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلَّا تِسْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيْهَا شَيْءٌ وَّفِي الْبَقَرِ فِيْ كُلِّ ثَلٰثِيْنَ تَبِيْعٌ وَّفِي الْاَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةٌ وَّلَيْسَ عَلَى الْعَوَامِلِ شَيْءٌ۔

درہم سے زیادہ ہوں ان پر اسی حساب سے زکوٰۃ واجب ہے اور بکریوں میں ہر چالیس بکریوں پر ایک بکری واجب ہے ایک سو بیس تک اور جب اس تعداد پر ایک بھی زیادہ ہو جائے تو دو بکریاں واجب ہیں دو سو تک اور دو سو سے زیادہ ہو جائیں تو تین سو تک تین بکریاں واجب ہیں اور تین سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سینکڑے پر ایک بکری واجب ہے اور اگر انتالیس بکریاں ہوں تو ان میں کچھ واجب نہیں، اور گایوں میں ہر تیس گایوں پر برس روز کا بچھڑا اور چالیس میں ایک گائے دو برس کی اور کام کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

صدقہ کی فضیلت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جلدی کرو صدقہ اور خیرات دینے میں (یعنی مرنے سے پہلے پہلے صدقہ و خیرات کرو) کہ صدقہ سے بلا نہیں بڑھتی یعنی صدقہ بلا کو روکتا ہے۔ (رزین)

فضائلِ قرآن

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَحَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّاوِيْ لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کیا پھر اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے ان دس شخصوں کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جائیگی جو قطعی دوزخی ہوں گے۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ حفص بن سلیمان ضعیف راوی ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ عُرُوْسٌ وَعُرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر چیز کی زینت ہے اور قرآن کی زینت سورۂ رحمٰن ہے (بیہقی)

وَعَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ قَالَ مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ فِي الْاَحَادِيْثِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَلِيٍّ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَوَقَدْ فَعَلُوْهَا قُلْتُ نَعَمْ

حارث اعورؓ کہتے ہیں کہ میں دکوفہ کی ایک) مسجد میں گیا تو دیکھا لوگ بیکار باتوں میں مشغول تھے اس کے بعد میں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے یہ واقعہ کہا حضرت علیؓ نے کہا کیا انھوں نے ایسا کیا یعنی ذکر الٰہی

قَالَ اَمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهٗ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ هُوَ الَّذِيْ لَا تَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ هُوَ الَّذِيْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا

اور تلاوتِ قرآن کو چھوڑ کر دنیا کی باتوں میں مشغول رہے۔ میں نے عرض کیا ہاں علیؓ نے کہا خبردار میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے سنا ہے کہ خبردار فتنہ واقع ہوگا میں نے عرض کیا رسول اللہ اس سے کیونکر نجات ہوگی آپ نے فرمایا کتاب اللہ پر عمل کرنے سے جس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات ہیں اور تمہارے بعد کی خبریں یعنی قیامت وغیرہ کا حال ہے اور تمہارے درمیان (حرام و حلال یا طاعت و گناہ وغیرہ کا) ہے اور (حق و باطل کے اندر) قول فیصل ہے بیہودہ چیز نہیں۔ جس متکبر نے چھوڑا قرآن کو ہلاک کرے گا اس کو اللہ اور جس نے قرآن کے سوا کسی دوسری چیز میں ہدایت کو طلب کیا گمراہ کرے گا اس کو اللہ اور قرآن خدا کی مضبوط و سیدھی رسی ہے اور قرآن باحکمت ذکر اور بیان ہے اور قرآن ایسا سیدھا راستہ ہے جس میں کجی نہیں اور اس کے اتباع سے خواہشات میں کجی واقع نہیں ہوتی اور قرآن کی زبان سے دوسری

تَعَالٰى يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مُبْتَلٰى فَاُعَافِيَهٗ اَلَا كَذَا اَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

اللہ تعالیٰ اس رات میں آفتاب غروب ہونے کے بعد ہی آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے کوئی مغفرت چاہنے والا ہے۔ تاکہ میں اس کو بخش دوں۔ کوئی رزق مانگنے والا ہے میں اس کو رزق دوں، کوئی گرفتار بلا ہے اس کو عافیت دوں۔ اور ایسا ایسا فرماتا رہتا ہے۔ یہاں تک صبح روشن ہو جاتی ہے (ابن ماجہ)

نماز نفل

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَصَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَّجُلٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ لَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَةَ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ابو بکر نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابو بکر نے سچ کہا انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ نہیں ہے کوئی جو گناہ کرے۔ پھر کھڑا ہو کر وضو کرے اور نماز پڑھے اور اس کے بعد خدا سے مغفرت چاہے تو خدا اُس کو بخش دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ یعنی وہ لوگ جو بے حیائی کے گناہ کرتے ہیں

عَجَبًا يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ مَجْهُوْلٌ وَّفِي الْحَارِثِ مَقَالٌ۔

زبانیں نہیں ملتیں اس کی فصاحت کو کوئی کلام نہیں پہنچتا اور علماء کی طبیعت اس کے پڑھنے سے سیر نہیں ہوتی اور قرآن مزاولت سے پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے اور قرآن مجید ایسا کلام ہے کہ جب اس کو جنوں نے سنا تو ایک لمحہ کا توقف کیے بغیر یہ کہا کہ ہم نے قرآن عجیب سنا جو راہ ہدایت دکھاتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے اور جس شخص نے قرآن کے موافق کہا، سچ کہا اور جس نے اس پر عمل کیا اس کو ثواب دیا جائے گا اور جس کے موافق فیصلہ کیا انصاف کیا اور جس نے قرآن کی طرف لوگوں کو بلایا اس کو سیدھی راہ دکھائی گئی۔ (ترمذی۔ دارمی) ترمذی نے کہا اس حدیث کا اسناد مجہول ہے اور حارث میں کلام ہے۔

استغفار وتوبہ

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ اپنے مومن بندہ کو بہت دوست رکھتا ہے جو بہت سے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے (احمد)

دُعائیں

صبح و شام اور سونے کے وقت کی دعائیں

وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَشْکُوْا اِلَیْہِ مَا تَلْقٰی فِیْ یَدِھَا مِنَ الرَّحٰی وَبَلَغَھَا اَنَّہٗ جَاءَہٗ رَقِیْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْہُ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْہُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَھَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰی مَکَانِکُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَیْنِیْ وَبَیْنَھَا حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِہٖ عَلٰی بَطْنِیْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّکُمَا عَلٰی خَیْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَکُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَکَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمَا مِنْ خَادِمٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چکی پیسنے کی محنت اور ہاتھوں کی تکلیف کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوئیں کیونکہ ان کو یہ معلوم ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام آئے ہیں آپ گھر میں نہ ملے تو حضرت فاطمہؓ نے اپنی شکایت کا ذکر حضرت عائشہؓ سے کر دیا پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ سے حضرت فاطمہؓ کا واقعہ بیان کر دیا حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اس وقت جب ہم بستروں پر لیٹ چکے تھے پس ارادہ کیا ہم نے اٹھنے کا آپ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ لیٹے رہو پھر آپ میرے

اور فاطمہؓ کے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی پھر آپ نے فرمایا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتلا دوں جو اس چیز سے بہتر ہے جو تم نے طلب کی ہے (یعنی غلام) اور وہ یہ ہے کہ جب تم بچھونوں پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہو اور تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو اور چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہو پس یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ مَضْجَعِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَکْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ اَللّٰھُمَّ لَا یُھْزَمُ جُنْدُکَ وَلَا یُخْلَفُ وَعْدُکَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت یہ پڑھا کرتے تھے اللھم اعوذ بوجھک الکریم وکلماتک التامات من شر ما انت اخذ بناصیتہ اللھم انت تکشف المغرم والماثم اللھم لا یھزم جندک ولا یخلف وعدک ولا ینفع ذالجد منک الجد سبحانک وبحمدک یعنی اے اللہ میں تیری بزرگ و برتر ذات اور تیرے کامل کلمات کے ذریعہ اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی کے بال تو پکڑے ہوئے ہے یعنی جو چیز تیرے قبضہ و اختیار میں ہے اے اللہ تو ہی دور کرتا ہے قرض کو اور گناہ کو اے اللہ نہیں شکست پاتا تیرا لشکر اور نہیں خلاف ہوتا تیرا وعدہ اور نہیں نفع دیتی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے بچانے میں پاک ہے تو میں تیری پاکی تیری تعریف کے ساتھ بیان کرتا ہوں (ابوداؤد)

مختلف اوقات کی دعائیں

وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ جَاءَهٗ مُكَاتَبٌ فَقَالَ اِنِّیْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِیْ فَاَعِنِّیْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَیْكَ مِثْلُ جَبَلٍ كَبِیْرٍ دَیْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک مکاتب ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں اپنا زر کتابت ادا کرنے سے قاصر ہوں آپ میری مدد فرمایئے انھوں نے کہا کیا میں تجھ کو وہ کلمات سکھا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سکھائے تھے اگر تجھ پر بڑے پہاڑ کے مانند بھی قرض ہوگا تو خدا اس کو ادا کر دے گا تو ان کلمات کو پڑھا کر اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک یعنی اے اللہ کفایت کر میرے لئے اپنے حلال کو حرام سے اور بے پرواہ بنادے مجھ کو اپنے فضل سے اپنے سوا سے (ترمذی۔ بیہقی)

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی رَوَاهُ اَحْمَدُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورہ سبح اسم ربک الاعلٰے کو بہت محبوب رکھتے تھے (احمد)

وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ اُتِیَ بِدَابَّةٍ لِیَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهٗ فِی الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰی عَلٰی ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلٰثًا وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلٰثًا سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِیْلَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ضَحِكْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ رَبَّكَ لَیَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَقُوْلُ اللّٰهُ یَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَیْرِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ان کی سواری کے لئے جانور لایا گیا انھوں نے جب رکاب میں پاؤں رکھا تو کہا بِسْمِ اللّٰهِ اور جب پشت پر سوار ہوئے تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اس کے بعد کہا سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ پھر تین بار الحمد للہ کہا اور تین بار اللہ اکبر اور پھر کہا سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت (یعنی پاک ہے تو (اے اللہ) میں نے ظلم کیا اپنے نفس پر پس بخش دے تو مجھ کو اس لئے کہ گناہوں کو تو ہی بخشتا ہے اس کے بعد وہ ہنسے پوچھا گیا امیر المومنین آپ کیوں ہنسے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا پھر آپ ہنسے میں نے پوچھا یا رسول اللہ کس چیز نے آپ کو ہنسایا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے خوش ہوتا ہے جب

وہ کہتا ہے اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے اور خداوند تعالیٰ یہ سنکر کہتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ سوائے میرے گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِي وَسَدِّدْنِي وَاذْكُرْ بِالْهُدٰى هِدَايَتَكَ الطَّرِيقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو یہ پڑھا کر اللھم اھدنی وسددنی یعنی اللہ ہدایت دے مجھ کو اور سیدھا کر مجھ کو۔ جب تو ہدایت کو طلب کرے تو تصور میں رکھ راستے کے سیدھا چلنے کو اور جب سوال کرے تو راستی کا تو تصور کر تو راستی تیر کی۔ (مسلم)

حج

افعال حج

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مالک ہوا کھانے کے قابل خرچ کا اور بیت اللہ تک پہنچا دینے سواری کے مصارف کا اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ اسلئے خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ

قَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَهِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَجْهُولٌ وَالْحَارِثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيثِ۔

مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا یعنی خدا تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جب کہ وہ زاد راحلہ کی قوت رکھتا ہو یعنی حج کے تمام ضروری مصارف کا مالک ہو۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند پر اعتراض ہے کیونکہ ہلال بن عبداللہ مجہول ہے اور حارث حدیث میں ضعیف ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَفَضْتُ قَبْلَ أَنْ أَحْلِقَ قَالَ احْلِقْ أَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے سر منڈانے سے پہلے فرض طواف کر لیا آپ نے فرمایا سر منڈا لے یا بال ترشوا لے کوئی حرج نہیں دوسرا شخص آیا اس نے کہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے فرمایا کنکریاں مار لے کوئی حرج نہیں۔ (ترمذی)

قربانی کا جانور

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُودِهَا وَأَجِلَّتِهَا وَأَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيهِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آپ کے اونٹوں کی خبر گیری کر دوں اور ان کے گوشت کو خیرات کر دوں اور چمڑہ اور جھولیں بھی صدقہ کر دوں اور قصائی کی مزدوری

مِنْ عِنْدِنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

اس میں سے نہ دوں۔ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مزدوری ہم اپنے پاس سے دیں گے (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جس جانور کو ہم قربان کریں اس کی آنکھ کان کو اچھی طرح دیکھ لیں کہ ان میں کوئی نقصان نہ ہو اور یہ حکم دیا ہے کہ ہم اس کو ذبح نہ کریں جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہو یا پچھلی طرف سے اور نہ اس کو جس کا کان پھٹا ہو لمبائی میں یا گولائی میں۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن ماجہ)

وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّضَحِّيَ بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس جانور کی قربانی جس کے سینگ ٹوٹے اور کان کٹے ہوں (ابن ماجہ)

سر منڈانا

عَنْ عَلِيٍّ وَّعَائِشَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَأْسَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت علیؓ اور (ام المومنین) حضرت عائشہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے عورتوں کو سر منڈانے سے (ترمذی)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ قَالَ احْلِقْ اَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ اٰخَرُ قَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے سر منڈانے سے پہلے فرض طواف کر لیا آپ نے فرمایا سر منڈا لے یا بال ترشوا لے کوئی حرج نہیں۔ دوسرا شخص آیا اور اُس نے کہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے آپ نے فرمایا کنکریاں مارلے کوئی حرج نہیں ہے۔ (ترمذی)

قربانی کے جانوروں کی

جھولوں کا خیرات کرنا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ بُدْنَةٍ فَاَمَرَنِيْ بِلُحُوْمِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ اَمَرَنِيْ بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ بِجُلُوْدِهَا فَقَسَمْتُهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ قربانی کیے مجھے ان کا گوشت تقسیم کرنے کا حکم دیا، تو میں نے تقسیم کر دیا، پھر ان کے جھولوں کو تقسیم کرنے کا حکم دیا، تو میں نے تقسیم کر دیا، پھر ان کی کھالوں کو تقسیم کرنے کا حکم دیا، تو میں نے ان کی کھالوں کو تقسیم کر دیا۔ (بخاری)

قربانی کے کھالوں کا خیرات کرنا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَنَّ

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَأَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهٗ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِيْ جِزَارَتِهَا شَيْئًا (رواہ البخاری)

نے ان کو حکم دیا، کہ قربانی کے جانور کے پاس کھڑے ہوں اور ان جانوروں میں سے تمام چیزیں، یعنی ان کے گوشت، ان کی کھالیں اور جھولیں تقسیم کر دی جائیں، اور قصاب کو اسکی اُجرت میں اس سے کچھ بھی نہ دیا جائے (بخاری)

قصاب کو قربانی میں سے کچھ بھی نہ دینا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ فَأَمَرَنِيْ فَقَسَمْتُ لُحُوْمَهَا ثُمَّ أَمَرَنِيْ فَقَسَمْتُ جِلَالَهَا وَجُلُوْدَهَا قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُوْمَ عَلَى الْبُدْنِ وَلَا أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِيْ جِزَارَتِهَا (رواہ البخاری)

حضرت علیؓ نے بیان کیا، کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا، میں قربانی کے اونٹوں کے پاس گیا، پھر آپ نے مجھے حکم دیا، تو میں نے ان کا گوشت تقسیم کر دیا، پھر مجھے حکم دیا، تو میں نے ان کی کھالیں اور جھولیں تقسیم کر دیں، سفیان کا بیان ہے کہ مجھ سے عبدالکریم نے بواسطہ مجاہد، عبدالرحمٰن، حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ مجھ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں قربانی کے جانور کے پاس کھڑا ہو جاؤں، اور اس میں سے کچھ بھی قصّاب کو اجرت کے طور پر نہ دوں۔ (بخاری)

حَرَمُ الْمَدِيْنَةِ حَرَسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى

حرم مدینہ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْاٰنَ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے کوئی چیز نہیں لکھی مگر قرآن اور وہ چیز جو اس صحیفہ میں ہے (اور اس صحیفہ میں یہ ہے کہ) فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ مدینہ حرم ہے مقام "عیر" سے ثور تک (یہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں جو مدینہ کے دونوں طرف واقع ہیں) پس جو شخص کہ پیدا کرے مدینہ میں کوئی نئی بات یا نئی بات پیدا کرنے والے کو پناہ دے اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ نہیں قبول کئے جاتے اس کے فرض اور نہ نفل۔ مسلمانوں کا عہد ایک ہے کوشش کر سکتا ہے اس کے لئے ادنیٰ شخص بھی (یعنی ایک معمولی آدمی بھی عہد کرے تو اس کو نباہنا تمام مسلمانوں کا فرض ہے) پس جو شخص کسی مسلمان کے عہد کو توڑے اس پر خدا کے فرشتوں کی اور سارے مسلمانوں کی

لَهُمَا مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَتَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ۔

لعنت ہے۔ نہیں قبول کیے جاتے اس کے فرض اور نفل (بخاری ومسلم) اور بخاری ومسلم کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص دعویٰ کرے اپنے باپ کے سوا غیر باپ کی جانب (یعنی اپنے آپ کو دوسروں کی طرف منسوب کرے یا منسوب کرے اپنے مالک کے سوا دوسرے مالکوں کی طرف) پس اس پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے نہیں قبول کیے جاتے فرض اور نفل

بیع

سود

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لعنت فرماتے ہوئے سود خوار پر، سود دینے والے پر، سود کا کاغذ لکھنے والے پر یا سود کا حساب لکھنے والے پر اور صدقہ سے منع کرنے والے پر اور منع فرماتے تھے نوحہ کرنے سے (نسائی)

جن بیعوں سے ممانعت کی گئی ہے

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مضطر سے اور بیع غرر سے اور پھلوں کو پختہ ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے بیع مضطر سے مراد زبردستی کسی چیز کا خریدنا ہے یا یہ مراد ہے کہ کوئی شخص مجبور ہو کر اپنی چیز سستی بیچ ڈالے۔ اس صورت میں بہتر ہے کہ اس کی سستی چیز خرید نہ کرے ممکن ہو تو اس کی مدد کرے۔ (ابوداؤد)

لُقطہ

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَجَدَ دِينَارًا فَأَتَى بِهِ فَاطِمَةَ فَسَأَلَ عَنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا رِزْقُ اللّٰهِ فَأَكَلَ مِنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَنْشُدُ الدِّينَارَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَدِّ الدِّينَارَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک دینار پایا اور حضرت فاطمہؓ کے پاس لے آئے پھر حضرت علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی بابت پوچھا آپ نے فرمایا یہ خدا کا رزق ہے۔ پس اس دینار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ نے اور فاطمہؓ نے سب نے کھایا اس کے بعد ایک عورت دینار کو ڈھونڈتی ہوئی آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ دینار دیدو (ابوداؤد)

فرائض

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَاَنَّ اَعْيَانَ بَنِي الْاُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلَّاتِ الرَّجُلُ يَرِثُ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ دُوْنَ اَخِيْهِ لِاَبِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ الْاِخْوَةُ مِنَ الْاُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلَّاتِ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

حضرت علیؓ نے (ایک روز) لوگوں سے کہا تم اس آیت کو پڑھتے ہو مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ جس میں قرض سے پہلے وصیت کو پورا کرنے کا حکم ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل یہ تھا کہ آپ وصیت سے پہلے قرض کو ادا کرنے کا حکم دیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ حکم دیا تھا کہ حقیقی بھائی (باپ کے) وارث ہوتے ہیں سوتیلے بھائی کا نہیں (ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے ایک ماں باپ کے بھائی (حقیقی بھائی) ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں نہ وہ بھائی جو فقط باپ میں شریک ہوں (یعنی سوتیلے) آخر حدیث تک۔

نِکاح وطلاق

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے بخاری مسلم

جن عورتوں سے نکاح حرام ہے

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَّكَ فِيْ بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةَ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِيْ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ رَوَاهُ الْمُسْلِمُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اپنے چچا (حمزہؓ) کی بیٹی کی خواہش رکھتے ہیں۔ وہ قریش کی ایک خوبصورت لڑکی ہے آپ نے آپ نے فرمایا تم کو معلوم نہیں حمزہ میرا دودھ شریک بھائی ہے اور خداوند تعالیٰ نے جو چیزیں نسب سے حرام فرمائی ہیں وہی رضاعت سے حرام قرار دی ہیں۔ (مسلم)

خلع وطلاق

وعن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم لا طلاق قبل نكاح ولا عتاق إلا بعد ملك ولا وصال في صيام ولا يتم بعد احتلام ولا رضاع بعد فطام ولا صمت يوم إلى الليل رواه في شرح السنة

حضرت علیؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی اور نہ مالک ہونے سے پہلے غلام کو آزاد کیا جاتا ہے اور مسلسل پیہم روزے رکھنا (یعنی رات کو افطار نہ کرنا اور برابر روزے رکھنا جائز نہیں ہے اور بالغ ہونے کے بعد کوئی شخص یتیم نہیں رہتا اور دودھ پینے کی مدت کے بعد دودھ پینا رضاعت میں شامل نہیں اور دن بھر خاموش رہنا بھی جائز نہیں ہے (شرح السنۃ)

وعن علي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رفع القلم عن ثلثة عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يبلغ وعن المعتوه حتى يعقل رواه الترمذي وابو داود ورواه الدارمي عن عائشة وابن ماجة عنهما۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین آدمیوں کے قول وفعل کا اعتبار نہیں ہے یعنی ان کا قول وفعل مواخذہ سے پاک ہے ایک تو سونے والا جب تک وہ بیدار ہو کر ہوش میں نہ آجائے۔ دوسرے بچہ جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔ اور تیسرے بے عقل جب تک اس کی عقل درست نہ ہو جائے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد، دارمی نے اسے حضرت عائشہؓ سے اور ابن ماجہ نے دونوں سے روایت کیا ہے۔

غلاموں اور لونڈیوں کے حقوق

وعن علي قال وهب لي رسول الله صلى الله عليه وسلم غلامين اخوين فبعت احدهما فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي ما فعل غلامك فاخبرته فقال رده رده رواه الترمذي وابن ماجة

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دو غلام عنایت فرمائے جو آپس میں بھائی بھائی تھے میں نے ان میں سے ایک کو بیچ ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا، علیؓ تیرا دوسرا غلام کیا ہوا، میں نے واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا علیؓ اس کو واپس کر لو۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

وعنه انه فرق بين جارية وولدها فنهاه النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك فرد البيع رواه ابو داود منقطعا

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک لونڈی اور اسکے بچہ کے درمیان علیحدگی کر دی تھی یعنی دونوں میں سے ایک کو بیچ ڈالا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور اس بیع کو فسخ کر دیا۔ (ابوداؤد)

قِصاص
قتل کا بدلہ

وعن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال المسلمون تتكافؤ دماؤهم ويسعى بذمتهم

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب مسلمان (خواہ وہ شریف ہوں یا رذیل چھوٹے

أَدْنَاهُمْ وَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ أَلَا لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

ہوں یا بڑے عالم ہوں یا جاہل) قصاص اور دیت (خون بہا) میں برابر ہیں اور اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی معمولی سا معمولی آدمی بھی کسی سے عہد کرے تو اس عہد کو پورا کیا جائے اور اگر کسی دور کے رہنے والے مسلمان نے کسی سے کوئی معاہدہ کیا ہو تو اس کو توڑا نہ جائے اور تمام مسلمان غیر مسلموں کے مقابلہ میں ایک ہاتھ (یعنی ایک متحد جماعت) کا حکم رکھتے ہیں خبردار کسی کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہ کیا جائے اس کو شخص کو جو اپنے عہد و ضمان میں ہے جب تک وہ عہد و ضمان میں رہے (ابو داؤد۔ نسائی) اور ابن ماجہ نے یہ حدیث ابن عباسؓ سے نقل کی ہے۔

دِیت
قتل کا مالی معاوضہ

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ دِيَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ أَثْلَاثًا ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ حِقَّةً وَّثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ جَذَعَةً وَّأَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ ثَنِيَّةً إِلٰى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهَا خَلِفَاتٌ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ فِي الْخَطَاءِ أَرْبَاعًا خَمْسٌ وَّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ شبہ عمد کا خون تین قسم کے اونٹ ہیں تینتیس۳۳ اونٹنیاں وہ جو چوتھے سال میں لگی ہوں اور تینتیس اونٹنیاں وہ جو پانچویں برس لگی ہوں اور چونتیس اونٹنیاں وہ جو چھٹے برس میں لگی ہوں آٹھ برس تک کی جو نویں

عِشْرُوْنَ حِقَّةً وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَةً وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بَنَاتِ لَبُوْنٍ وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بَنَاتِ مَخَاضٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

برس میں لگی ہوں اور یہ سب حاملہ ہوں اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ قتل خطا کا خون بہا چار قسم کے اونٹ ہیں پچیس تین تین برس کی پچیس چار چار برس کی پچیس دو دو برس کی اور پچیس ایک ایک برس کی اور سب اونٹنیاں ہوں (ابو داؤد)

مفسدوں اور دینِ اسلام سے
پھرنے والوں کا قتل

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ حُدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ عنقریب آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو نو عمر اور کم عقل ہونے کے باوجود بہترین لوگوں کی باتیں کرے گی اس کا ایمان ان کے حلق سے آگے نہ جائے گا مذہب سے وہ اس طرح نکل جائیگی جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ تم میں سے جو شخص اس قوم سے ملے اس کو قتل کر ڈالے ان کو قتل کرنے میں اس شخص کو قیامت میں اجر ملے گا جو اس کو قتل کرے گا (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ فَاَبْطَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ میں عیب نکال کر طعن کیا کرتی تھی ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون معاف فرمادیا۔ (ابوداؤد)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَقِيْمُوْا عَلٰى اَرِقَّائِكُمُ الْحَدَّ مَنْ اُحْصِنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصَنْ فَاِنَّ اَمَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَنَتْ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَجْلِدَهَا فَاِذَا هِيَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيْتُ اِنْ اَنَا جَلَدْتُهَا اَنْ اَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاؤُدَ قَالَ دَعْهَا حَتّٰى يَنْقَطِعَ دَمُهَا ثُمَّ اَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ وَاَقِيْمُوا الْحُدُوْدَ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

حضرت علیؓ نے لوگوں سے مخاطب کرکے کہا لوگو! تمہاری لونڈیاں اور غلام اگر زنا کریں تو ان کو شرعی سزا دو خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کیا تھا آپ نے مجھکو حکم دیا کہ میں اسکے دُرّے لگاؤں اس نے حال ہی میں بچہ جنا تھا مجھ کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر میں اس کے دُرّے لگاؤنگا تو وہ مرجائیگی میں نے نبی صلی اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا آپنے فرمایا تم نے اچھا کیا کہ اس حالت میں اسکو سزا نہ دی (مسلم) اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے حضرت علیؓ سے یہ فرمایا اس وقت کے لئے چھوڑ دو کہ اس کے نفاس کا خون بند ہو پھر اس پر حد

جاری کرو اور اپنے غلاموں کو (اگر وہ کوئی جرم کیا کریں) سزا دیا کرو۔

شرعی سزا

شرعی سزا اور بددُعا نہ کرنا

وَعَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوْبَتُهُ فِي الدُّنْيَا فَاللّٰهُ اَعْدَلُ مِنْ اَنْ يُّثَنِّيَ عَلٰى عَبْدِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الْاٰخِرَةِ وَمَنْ اَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَفَا عَنْهُ فَاللّٰهُ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ يَّعُوْدَ فِيْ شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کوئی ایسا گناہ کرے جس کی سزا مقرر ہے اور دنیا میں اس کو سزا ہاتھ مل گئی تو اس کو آخرت میں سزا نہیں دی جائیگی اس لئے کہ خداوند تعالیٰ انصاف پسند ہے دوبارہ اس کو سزا نہیں دیگا اور جس شخص نے کوئی گناہ کیا اور خدا نے اس کے گناہ کو چھپالیا اور معاف فرمادیا تو خدا تعالیٰ زیادہ بخشش والا ہے اور آخرت میں بھی اس کو سزا نہ دے گا اور معاف کردیگا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ یہ حدیث غریب ہے)

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيْدِ النَّخَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ مَا كُنْتُ لِاُقِيْمَ عَلٰى اَحَدٍ حَدًّا فَيَمُوْتَ فَاَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ

عمیر بن سعید نخعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے یہ سنا ہے کہ جب میں کسی شخص پر کوئی شرعی حد قائم کروں اور وہ اس سزا میں مرجائے تو مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا البتہ شراب پینے والے کی سزا میں اگر وہ

فَإِنَّهٗ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهٗ وَذٰلِكَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

مرجائے تو اس کا خون بہا میں دوں گا اور یہ اس وجہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے والے کی کوئی سزا مقرر نہیں کی ہے۔ (بخاری)

الامارۃ والقضاۃ

حکومت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ بِالْمَعْرُوْفِ (متفق علیہ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کسی گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت واجب نہیں اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔ (بخاری)

حکمرانی کرنے اور حکمرانی سے ڈرنا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُرْسِلُنِيْ وَأَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِيْ بِالْقَضَاءِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِيْ قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ إِذَا تَقَاضٰى إِلَيْكَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عامل بنا کر یمن بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھکو حاکم بنا کر بھیج رہے ہیں میں تو جوان ہوں اور حکومت کرنے کا طریقہ بھی مجھکو معلوم نہیں ہے آپ نے فرمایا خداوند تعالےٰ

رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتّٰى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَإِنَّهٗ أَحْرٰى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ فِيْ قَضَاءٍ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ

تیرے دل کی رہنمائی کریگا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا اس کے بعد آپ نے فرمایا جب دو شخص کوئی معاملہ لے کر تیرے پاس آئیں تو پہلے شخص یعنی مدعی کے حق میں اس وقت تک فیصلہ نہ کر جب تک دوسرے کے بیان کو نہ سن لے اس کے لئے مدعا علیہ کا بیان تجھ کو حکم دینے میں مدد دیگا حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے میں شک نہیں کیا (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

جہاد

وَعَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ أُمَامَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ مَنْ أَرْسَلَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَقَامَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَنْفَقَ فِيْ وَجْهِهٖ ذٰلِكَ فَلَهٗ

حضرت علیؓ۔ ابی درداءؓ۔ ابی ہریرہؓ۔ ابی امامہؓ عبداللہ بن عمرؓ۔ عبداللہ بن عمروؓ جابر بن عبداللہؓ اور عمران بن حصینؓ سب کے سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی راہ (یعنی جہاد) میں خرچ کرنے کے لئے مال بھیجے اور خود گھر میں رہے اس کو ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے۔ اور جو شخص خود خدا کی راہ میں لڑا اور جہاد میں اپنا مال بھی خرچ کیا اس کو ہر درہم کے

بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

بدلے سات لاکھ درہم ملیں گے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ (ابن ماجہ)

سامانِ جہاد

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيْرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر ہدیہ میں دی گئی آپ اس پر سوار ہوئے حضرت علی رضؓ نے عرض کیا اگر ہم گدھوں کو گھوڑیوں پر چھوڑ دیں تو ہمارے لئے اس خچر کی مانند بچے پیدا ہوں رسول اللہ نے یہ سن کر فرمایا ایسا شخص کرتے ہیں جو واقف نہیں ہیں (یعنی احکام شریعت سے واقف نہیں ہیں (ابو داؤد، نسائی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَأَى رَجُلًا بِيَدِهٖ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ قَالَ مَا هٰذِهٖ أَلْقِهَا وَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهٖ وَأَشْبَاهِهَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَإِنَّهَا يُؤَيِّدُ اللّٰهُ لَكُمْ بِهَا فِي الدِّيْنِ وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عربی کمان تھی آپ نے ایک شخص کے ہاتھ میں ایرانی کمان دیکھی تو پوچھا یہ کیا ہے اس کو پھینک دے تجھ کو اس قسم کی کمان رکھنی چاہئے (یعنی عربی کمان) اور تیز نیزے کہ ان کے سبب خداوند تعالیٰ دین میں تمہاری مدد کرے گا اور شہروں میں تم کو متمکن کر دیگا (ابن ماجہ)

جہاد میں لڑنے کا بیان

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ تَقَدَّمَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَتَبِعَهُ ابْنُهُ وَأَخُوْهُ فَنَادَى مَنْ يُبَارِزُ فَانْتَدَبَ لَهُ شَبَابٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ مَنْ أَنْتُمْ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيْكُمْ إِنَّمَا أَرَدْنَا بَنِيْ عَمِّنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ يَا حَمْزَةُ قُمْ يَا عَلِيُّ قُمْ يَا عُبَيْدَةُ بْنَ الْحَارِثِ فَأَقْبَلَ حَمْزَةُ إِلَى عُتْبَةَ وَأَقْبَلْتُ إِلَى شَيْبَةَ وَاخْتُلِفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ وَالْوَلِيْدِ ضَرْبَتَانِ فَأَثْخَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهٗ ثُمَّ مِلْنَا عَلَى الْوَلِيْدِ فَقَتَلْنَاهُ وَاحْتَمَلْنَا عُبَيْدَةَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے دن کفار کے لشکروں میں سے عتبہ بن ربیعہ آگے بڑھا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا ولید اور بھائی شیبہ آئے اور پکارے کون ہے جو ہم سے لڑنے کیلئے میدان میں آئے لشکر اسلام میں سے کئی انصاری جوان مقابلہ میں آئے عتبہ نے پوچھا تم کون ہو انھوں نے بتایا ہم انصاری ہیں عتبہ نے کہا تم سے لڑنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے ہم تو اپنے چچا کے بیٹوں سے لڑنا چاہتے ہیں (یعنی قریش اور مہاجرین سے) رسول اللہ صلی اللہ نے عتبہ کے ان الفاظ کو سنکر فرمایا حمزہ رضؓ کھڑے ہو جاؤ علی رضؓ کھڑے ہو جاؤ۔ عبیدہ بن حارث کھڑے ہو جاؤ چنانچہ حمزہ رضؓ عتبہ کے مقابلہ پر آگئے (اور اس کو مار ڈالا) اور میں (یعنی علی) شیبہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو مار ڈالا) اور عبیدہ، ولید کے درمیان دو سخت مقابلہ ہوئے اور ایک دوسرے کو سخت زخمی کر دیا پھر ہم نے ولید پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا اور عبیدہ رضؓ کو ہم میدان سے اٹھا لائے۔ (احمد۔ ابو داؤد)

قیدیوں کے احکام

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجَ عُبْدَانٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ الصُّلْحِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ مَوَالِيهِمْ قَالُوا يَا مُحَمَّدُ وَاللهِ مَا خَرَجُوا إِلَيْكَ رَغْبَةً فِي دِينِكَ وَإِنَّمَا خَرَجُوا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ فَقَالَ نَاسٌ صَدَقُوا يَا رَسُولَ اللهِ رُدَّهُمْ إِلَيْهِمْ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَا أُرَاكُمْ تَنْتَهُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ حَتَّى يَبْعَثَ اللهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلَى هٰذَا وَأَبَى أَنْ يَرُدَّهُمْ وَقَالَ هُمْ عُتَقَاءُ اللهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حدیبیہ کی صلح سے پہلے چند غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (یعنی اپنے مالکوں کے پاس سے چلے آئے۔) غلاموں کے مالکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ اے محمدؐ! قسم ہے خدا کی یہ غلام تمہارے پاس اسلئے نہیں آئے ہیں کہ تمہارے دین کی طرف کچھ رغبت رکھتے ہیں بلکہ یہ لوگ بھاگ کر آئے ہیں اور غلامی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں صحابہ میں سے چند لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ان کے مالکوں نے ٹھیک کہا ہے ان غلاموں کو واپس کر دیجئے (یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے۔ اور فرمایا قریش میں دیکھتا ہوں کہ تم باز نہ آؤ گے (یعنی سرکشی اور نافرمانی سے) جب تک کہ خداوند تعالیٰ تمہارے پاس اس شخص کو نہ بھیجے جو تمہارے اس حکم تمہاری گردن کو اڑا دے اس کے بعد آپ نے (صاف الفاظ میں) غلاموں کو واپس دینے سے انکار کر دیا

اور فرمایا یہ خداوند تعالیٰ کے آزاد کئے ہوئے ہیں (ابوداؤد)

وَعَنْ عَلِيٍّ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جِبْرَئِيلَ هَبَطَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ خَيِّرْهُمْ يَعْنِي أَصْحَابَكَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ الْقَتْلَ أَوِ الْفِدَاءَ عَلَى أَنْ يُقْتَلَ مِنْهُمْ قَابِلًا مِثْلُهُمْ قَالُوا الْفِدَاءَ وَيُقْتَلُ مِنَّا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ (جنگ بدر کے بعد) جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لائے اور فرمایا اپنے صحابہ کو بدر کے قیدیوں کے بابت اختیار دیدیجئے وہ خواہ ان کو مار ڈالیں یا معاوضہ لے کر چھوڑ دیں اگر وہ معاوضہ لیں گے تو آئندہ سال ان کے ستر آدمی مارے جائیں گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور غزوۂ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے) صحابہؓ نے اس اختیار کو سن کر عرض کیا ہم معاوضہ لینا اور ستر کا ہم میں سے مارا جانا قبول کرتے ہیں (ترمذی)

کھانے پینے کی چیزیں

کھانے کی چیزیں

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوخًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے مگر جب کہ اس کو پکا لیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے (ترمذی، ابوداؤد)

پینے کی چیزیں

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِيْ رَحْبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ ثُمَّ اُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَاْسَهٗ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ انھوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر کوفہ کی ایک کشادہ جگہ میں لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کیلئے بیٹھے یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا پھر ان کے لئے پانی لایا گیا جس میں سے اوّل انھوں نے پیا پھر منہ دھویا اور ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا اور پاؤں دھوئے پھر وضو کا پانی جو بچ رہا تھا اس کو کھڑے ہو کر پیا اور پھر فرمایا لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا برا سمجھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے ابھی کیا ہے (بخاری)

اللباس

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَبَعَثَ بِهَا اِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ بِهَا اِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ کے طور پر تہ بند اور دھاری دار ریشمی چادر بھیجی گئی آپ نے ان کو میرے پاس بھیج دیا میں نے اس کو پہن لیا، میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار ہیں پھر حضور نے فرمایا میں نے ان کو تمہارے پاس پہننے کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ تم ان کو پھاڑ کر اوڑھنے بنا کر عورتوں میں تقسیم کر دو گے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمَيَاثِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ وَقَالَ نَهٰى عَنْ الْمَيَاثِرِ الْاُرْجُوَانِ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو منع فرمایا ہے سونے کی انگوٹھی سے اور قسی ومیاثر سے (قسی سوتی کپڑا جو سوتی ہوتا ہے لیکن اس میں ریشمی دھاریاں ہوتی ہیں اور میاثر سرخ زین پوش کو کہتے ہیں (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابو داؤ کی ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے منع فرمایا ہے ارغوانی زین پوش سے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِيْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا لیا اور اپنے داہنے ہاتھ پر رکھا پھر سونا لیا اور اس کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

وَعَنْ اَبِيْ مَطَرٍ قَالَ اَنَّ عَلِيًّا اشْتَرٰى ثَوْبًا بِثَلٰثَةِ دَرَاهِمَ فَلَمَّا

حضرت ابی مطرؓ کہتے ہیں کہ علیؓ نے تین درہم میں ایک کپڑا خریدا جب اس کو

لَبِسَهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ رَوَاهُ اَحْمَدُ

پہنا تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ (یعنی ہر قسم کی حمد خدا ہی کے لئے جس نے مجھ کو زینت کے کپڑے عطا فرمائے کہ میں لوگوں کے درمیان ان سے زینت کا اظہار کرتا ہوں اور ان سے زینت کا اظہار کرتا ہوں اور ان سے اپنا سر چھپاتا ہوں) پھر کہا میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو فرماتے سنا (احمد)

عورتوں کا سر منڈانا

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا رَوَاهُ النَّسَائِیُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ (نسائی)

انگوٹھی اور مُہر

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّیِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کے مصری کپڑے کے پہننے، کسم کے رنگے ہوئے کپڑے

الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِی الرُّكُوْعِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کے پہننے اور سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے (مسلم)

✲

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِیْ اِصْبَعِیْ هٰذِهٖ اَوْ هٰذِهٖ قَالَ فَاَوْمٰی اِلَی الْوُسْطٰی وَالَّتِیْ تَلِیْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے یعنی درمیان انگلی اور انگشت شہادت میں (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ عَلِیٍّ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ میں مہر پہنا کرتے تھے۔ ابن ماجہ، ابوداؤد نسائی نے اسے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے۔

تصویر

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَیْتًا فِیْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس گھر میں تصویر ہو اور نہ اس گھر میں جس میں کتا اور ناپاک آدمی ہو۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

طِب اور منتر

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ
يُصَلِّيْ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ
فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَتَنَاوَلَهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِنَعْلِهٖ فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ
لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا
وَّلَا غَيْرَهٗ اَوْ نَبِيًّا وَّغَيْرَهٗ ثُمَّ
دَعَا بِمِلْحٍ وَّمَاءٍ فَجَعَلَهٗ فِيْ اِنَاءٍ
ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّهٗ عَلٰى اِصْبَعِهٖ
حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا
بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ اپنا ہاتھ زمین پر رکھا اور بچھو نے آپ کو کاٹ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتی کو اٹھایا اور بچھو کو مار ڈالا پھر جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: بچھو پر خدا کی لعنت ہو۔ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ بے نمازی کو۔ یا یہ فرمایا نبی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نبی کو۔ اس کے بعد آپ نے نمک اور پانی منگوایا اور ایک برتن میں دونوں کو ڈال کر اس سے اپنی انگلی کو دھارا اور انگلی کو ملا پھر قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق پڑھیں (بیہقی)

آداب

سلام

وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ
يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ اِذَا مَرُّوْا

حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کہتے ہیں کہ جب آدمیوں کی کوئی جماعت گزرے

اَنْ يُّسَلِّمَ اَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ
الْجُلُوْسِ اَنْ يَّرُدَّ اَحَدُهُمْ رَوَاهُ
الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَرْفُوْعًا
وَرَوَى اَبُوْ دَاؤُدَ وَقَالَ رَفَعَهُ
الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَهُوَ شَيْخُ اَبِيْ دَاؤُدَ

اور ان سے ایک کسی آدمی یا جماعت کو سلام کرے تو یہ سلام ساری جماعت کی طرف سے ہے اور اسی طرح سے اگر کسی میں سے صرف ایک آدمی کسی سلام کا جواب دیدے تو یہ سلام سارے کی طرف سے کافی ہے (بیہقی نے اس روایت کو مرفوعاً نقل کیا ہے یعنی اس قول کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بتایا ہے) ابو داؤد کہتے ہیں اسے حسنؓ بن علیؓ نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور حسنؓ بن علیؓ ابو داؤد کے شیخ ہیں۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى
الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ يُسَلِّمُ
عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهٗ وَيُجِيْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ
وَيُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَيَعُوْدُهٗ
اِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهٗ اِذَا
مَاتَ وَيُحِبُّ لَهٗ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کے مسلمان پر چھ پسندیدہ حقوق ہیں (۱) جب کوئی مسلمان ملے تو اس کو سلام کرنا (۲) جب کوئی مسلمان دعوت کرے تو اسکو قبول کرنا (۳) کسی مسلمان کو چھینک آئے تو اس کا جواب دینا (۴) کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنا (۵) کوئی مسلمان مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا (۶) اور ہر مسلمان کے لئے اس چیز کو پسند کرنا جس کو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے (ترمذی۔ دارمی)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ رَجُلٌ

حضرت علیؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

مُتَزَلِّقٌ بِخَلُوْقٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَاَعْرَضَ عَنِ الرَّجُلِ اَعْرَضْتَ عَنِّيْ قَالَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ جَمْرَةٌ (بخاری)

گذر ایسی قوم پر ہوا جس میں ایک آدمی تھا جس نے زرد رنگ کی خوشبو ملی ہوئی تھی۔ آپ نے لوگوں کو دیکھا، انہیں سلام کیا اور اس آدمی سے اعراض فرمایا۔ اس آدمی نے کہا! آپ نے مجھ سے اعراض کیا؟ آپ نے فرمایا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان انگارہ ہے۔ (بخاری)

اندر آنے کی اجازت حاصل کرنا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ لِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ فَكُنْتُ اِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِيْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کو اور دن کو (یعنی ہر وقت) آیا جایا کرتا تھا جب میں رات کو حاضر ہوتا تو آپ اجازت کے لئے کھنکار دیتے۔ (نسائی)

چھپانے والے اعضا

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علیؓ سے فرمایا۔ علیؓ اپنی ران نہ کھول اور نہ کسی زندہ اور مردہ کی ران کو دیکھ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

اچھے بُرے نام

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ وُلِدَ لِيْ بَعْدَكَ وَلَدٌ اُسَمِّيْهِ بِاسْمِكَ وَاُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ

حضرت محمدؓ ابن حنفیہؒ کہتے ہیں کہ میرے والد (حضرت علیؓ) نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد میرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا تو میں اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھ دوں آپ نے فرمایا ہاں۔ (ابوداؤد)

ظلم (حق تلفی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا يَسْاَلُ اللّٰهَ حَقَّهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقًّا۔ بَيْهَقِيُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے آپ کو مظلوم کی بددعا سے بچاؤ اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ سے صرف اپنا حق طلب کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ حقدار کو اپنا حق طلب کرنے سے نہیں روکتا۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

تغیّر وتبدّل

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ

حضرت محمد کعب قرظیؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے علی بن ابی طالبؓ سے سنا تھا یعنی علیؓ نے کہا کہ ہم لوگ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ
بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ
لَهُ مَرْقُوعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَآهُ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَكٰى لِلَّذِي كَانَ فِيهِ مِنَ النِّعْمَةِ
وَالَّذِي هُوَ فِيهِ الْيَوْمَ ثُمَّ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَكَيْفَ بِكُمْ
إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِي حُلَّةٍ وَرَاحَ
فِي حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ
صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرٰى وَ
سَتَرْتُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ
فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ
خَيْرٌ مِنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ
وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ قَالَ لَا أَنْتُمُ
الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب بن
عمیر آئے ان کے جسم پر اس وقت صرف
ایک چادر تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے
ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
کو دیکھ کر رو پڑے کہ ایک زمانے میں وہ
کس قدر خوشحال تھے اور آج ان کی کیا
حالت ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب
کہ تم صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور شام
کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور تمہارے
سامنے کھانے کا ایک بڑا پیالہ رکھا جائیگا
اور دوسرا اٹھایا جائے گا (یعنی انواع واقسام
کے کھانے تمہارے سامنے رکھے جائیں گے)
اور تم اپنے گھروں میں اس طرح پردہ ڈالو گے
جس طرح کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے صحابہؓ
نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس روز ہم آج کے دن سے بہتر حال میں
ہونگے اس لئے کہ ہم کو عبادت کے لئے کافی
وقت ملیگا اور محنت واشغال سے بے فکری
ہوگی آپ نے فرمایا نہیں آج کے دن تم اس
سے بہتر ہو (ترمذی)

دل کو نرم کرنے والی حدیثیں

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُبَارَكْ
لِلْعَبْدِ فِي مَالِهِ فَجَعَلَهُ فِي الْمَاءِ
وَالطِّينِ (لِلْبَيْهَقِيِّ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب بندہ کے
مال میں برکت نہ دی جائے تو وہ اس کو
پانی اور مٹی میں خرچ کر دیتا ہے (بیہقی)

فقرا کی فضیلت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِيَ
مِنَ اللّٰهِ بِالْيَسِيرِ مِنَ الرِّزْقِ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْقَلِيلِ مِنَ
الْعَمَلِ۔ (بیہقی)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ کے
دیئے ہوئے تھوڑے سے
رزق پر راضی ہو جائے خداوند تعالےٰ
اس سے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔

مہمان کا حق

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ آخِرُ كَلَامِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةُ
الصَّلٰوةُ اتَّقُوا اللّٰهَ فِيمَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ (الادب المفرد)

(بروایت علیؓ بن ابی طالب) رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلمات
یہ تھے "نماز" "نماز" جو تمہارے
دستِ نگر ہیں ان کے بارے میں
خدا سے ڈرتے رہو۔ (الادب المفرد)

علاماتِ قیامت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِيْ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ وَعَدَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ وَلَمْ يَذْكُرْ تُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ قَالَ وَبَرَّ صَدِيْقَهٗ وَجَفَا اَبَاهُ وَقَالَ وَشُرِبَ الْخَمْرُ وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کہ میری امت ان پندرہ باتوں کو کرے گی (جن کا ذکر اوپر کی حدیث میں ہوا ہے) تو اس پر وہ بلا نازل ہوگی (جس کا ذکر مندرجہ ذیل حدیثؑ میں کیا گیا ہے) حضرت علیؓ نے یہ پندرہ باتیں گنائیں لیکن ان میں "علم کو دین کے لئے نہیں دنیا حاصل کرنے کیلئے سیکھنے کا ذکر نہیں کیا اور جب آدمی اپنے دوست کو اپنا ہمنشیں بنائے گا اور باپ کو اپنے سے دُور رکھے گا" کی جگہ یہ الفاظ بیان کئے کہ جب دوست کے ساتھ احسان کرے گا اور باپ پر ظلم وستم ڈھائے گا اور "جب شرابیں پی جائیں گی" کی جگہ "جب ریشم پہنا جائے گا" بیان کیا۔ (ترمذی)

لہ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ مال غنیمت کو دولت قرار دیدیا جائے گا۔ (یعنی جب مال غنیمت کو امراء اور صاحب منصب لوگ دولت قرار دے کر خود لے لیں گے اور ضعیف اشخاص کو اس میں سے حصہ نہ دیں گے) اور جب امانت (کے مال)

الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَخَسْفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا وَاٰيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

کو غنیمت شمار کر لیا جائے گا۔ (یعنی جب لوگ امانت کے مال میں خیانت کریں گے اور اس کو مالِ غنیمت سمجھ لیں گے) اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا اور جب علم کو دین کے لئے نہیں بلکہ دُنیا وغیرہ حاصل کرنے کے لئے سیکھا جائے گا۔ اور جب مرد عورت کی اطاعت کرے گا۔ (یعنی جو کچھ عورت کہے گی اس کو بجالائے گا) اور جب (بیٹا) ماں کی نافرمانی کرے گا اور اس کو رنج دے گا۔ اور جب آدمی دوست کو اپنا ہمنشیں بنائے گا۔ اور جب باپ دُور کر دے گا۔ اور جب مسجد میں زور زور سے باتیں کی جائیں گی اور شور مچایا جائے گا۔ اور جب قوم کی سرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کرے گا۔ اور جب قوم کے امور کا سربراہ قوم کا کمینہ اور ارذل شخص ہو گا۔ اور جب آدمی تعظیم اس کی برائیوں سے بچنے کیلئے کی جائے گی۔ اور جب گانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی (اور لوگ ان سے اختلاط کریں گے) اور جب باجے ظاہر ہونگے اور شرابیں پی جائیں گی (یعنی علانیہ) اور جب اس اُمت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو بُرا کہیں گے اور ان پر لعنت کریں گے اس وقت تم ان چیزوں کے وقوع میں آنے کا انتظار کرو۔ یعنی تیز و تند سُرخ آندھی۔ زلزلہ۔ زمین میں دھنس جانے۔ صورتیں مسخ و تبدیل ہو جانے کا اور پتھروں کے برسنے کا اور اُن پے در پے نشانیوں کا (جو قیامت سے پہلے ظہور میں آئیں گی) گویا وہ موتیوں

کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑی ہے۔ جس سے پے در پے موتی گر رہے ہیں (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلٰى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُوْرٌ يُوَطِّنُ اَوْ يُمَكِّنُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهٗ اَوْ قَالَ اِجَابَتُهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص ان شہروں میں جو نہر کے پیچھے واقع ہیں ہوگا حارث حراث ہوگا اس کی فوج کے اگلے حصہ پر ایک شخص ہوگا جس کا نام منصور ہوگا۔ یہ حارث محمد صلی اللہ علیہ کی اولاد کو جگہ یا ٹھکانا دے گا جس طرح کہ قریش (کے ان لوگوں) نے (جو ایمان لے آئے تھے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکانا دیا تھا ہر مسلمان پر اس شخص کی مدد واجب ہے۔ (ابوداؤد)

جنّت اور جنّتیوں کے صفات

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِيْنِ يَرْفَعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيْدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْاَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَ

حضرت علی رض کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنّت میں حور عین کے اجتماع کی ایک جگہ ہوگی (یعنی ایک جگہ ایسی ہوگی جہاں حوریں جمع ہوا کریں گی) اس اجتماع میں بلند آواز سے ترانے گائیں گی ان کی آواز اس قدر دلکش ہوگی کہ لوگوں نے کبھی بھی نہ سنی ہوگی یہ حوریں اس قسم کا ترانہ گائیں گی۔ ہم

كُنَّا لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ کبھی فکرمند نہ ہوں گے۔ ہم اپنے پروردگار یا اپنے خاوندوں سے راضی اور خوش رہیں گے کبھی ناخوش نہ ہوں گے۔ خوشخبری ہر اس شخص کے لئے جو ہمارے لئے ہے۔ اور ہم اس کے لئے ہیں۔ (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَا فِيْهَا شِرًى وَلَا بَيْعٌ اِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَاِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت علی رض کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید و فروخت نہیں ہوتی۔ بلکہ مردوں اور عورتوں کی صورتوں کا بازار ہوگا یعنی جب کوئی شخص کسی کو خوش کرنا چاہے تو اس کو اس بازار میں لے کر آجائے گا۔ (ترمذی)

فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے صفات

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ضَخْمُ الرَّاْسِ وَاللِّحْيَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلُ الْمَسْرُبَةِ اِذَا مَشٰى تَكَفَّاَ تَكَفُّؤًا كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ

حضرت علی رض بن ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو دراز قامت تھے اور نہ پستہ قد آپ کا سر مبارک بڑا تھا اور ڈاڑھی گنجان تھی۔ ہتھیلیاں اور پاؤں فربہ اور پُر گوشت تھے۔ رنگ آپ کا سرخ و سفید تھا۔ ہڈیوں کے جوڑ موٹے تھے۔ سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک لمبی دھاری

صَبَبٍ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَبَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

یا لکیر تھی۔ جب آپ چلتے تو آگے کی جانب جھکے ہوئے گویا آپ نشیب میں جا رہے ہیں۔ نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد میں نے کوئی شخص آپ جیسا نہیں دیکھا۔ آپ پر خدا کی رحمت اور سلام ہو (ترمذی)

وَعَنْهُ كَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ یَکُنْ بِالطَّوِیْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَکَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ یَکُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ کَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ یَکُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُکَلْثَمِ وَکَانَ بِالْوَجْهِ تَدْوِیْرٌ اَبْیَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَیْنَیْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِیْلُ الْمُشَاشِ وَالْکَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ اِذَا مَشٰی یَتَقَلَّعُ کَاَنَّمَا یَمْشِیْ فِیْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَیْنَ کَتِفَیْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَاَلْیَنُهُمْ عَرِیْکَةً وَاَکْرَمُهُمْ

حضرت علی رض بن ابی طالب کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو لانبے تھے اور نہ پستہ قد بلکہ متوسط بالقامت تھے آپ کے بال نہ تو گھونگریالے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ بل کھائے ہوئے تھے آپ نہ بہت موٹے تھے اور نہ بالکل نحیف و دبلے۔ آپ کا چہرہ گول تھا۔ اور سفید سرخی لئے ہوئے۔ آپ کی آنکھیں سیاہ تھیں اور پلکیں لمبی اور آپ کی ہڈیوں کے سرے یعنی جوڑ موٹے تھے، آپ کے جسم پر بال نہ تھے صرف ایک دھاری یا لکیر بالوں کی تھی جو سینہ سے ناف تک چلی گئی تھی۔ ہاتھ اور پاؤں پرگوشت تھے جب چلنے کے لئے قدم اٹھاتے تو گویا آپ بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں۔ اور جب آپ ادھر ادھر دیکھتے تو پورے جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے۔ آپ کے دونوں شانوں

عَشِیْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِیْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ یَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ آپ لوگوں میں نہایت کشادہ دل اور سخی او زبان کے نہایت سچے تھے۔ آپ نہایت صاف الفاظ میں گفتگو فرماتے تھے۔ آپ طبیعت کے نہایت نرم اور قوم کے لحاظ سے نہایت شریف بزرگ تھے جو شخص آپ کو یکایک دیکھتا اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور جو شخص آپ کو شناخت کر کے آپ سے محبت اور اختلاط رکھتا آپ سے محبت کرتا۔ حضورؐ کی صفات بیان کرنے والے یعنی حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کی وفات سے پہلے اور آپؐ کی وفات کے بعد میں نے آپؐ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپؐ پر خدا کی رحمت ہو (ترمذی)

وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نُکَذِّبُکَ وَلٰکِنْ نُّکَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْهِمْ فَاِنَّهُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ (رواہ ترمذی)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم تم کو جھوٹا نہیں کہتے ہم تو اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جس کو تم لائے ہو (یعنی جس کو تم وحی الٰہی بتاتے ہو۔ خداوند تعالٰے نے ابوجہل وغیرہ کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنَّهُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ (وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم خدائے تعالٰے سے تجاوز کرنے والے ہیں، خدائے تعالٰے کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ يَهُودِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهُ فُلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيرُ فَتَقَاضَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا يَهُودِيُّ مَا عِنْدِي مَا أُعْطِيكَ قَالَ فَإِنِّي لَا أُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذًا أَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُونَهُ وَيَتَوَعَّدُونَهُ فَفَطِنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِي يَصْنَعُونَ بِهِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَهُودِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِي رَبِّي أَنْ أَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَغَيْرَهُ فَلَمَّا تَرَحَّلَ النَّهَارُ

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ ایک یہودی تھا جس کو فلاں عالم کہا جاتا تھا۔ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چند دینار چاہیے تھے۔ اس نے آپ پر تقاضا کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ اے یہودی! میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ میں تجھ کو دوں۔ اُس نے کہا، محمد میں اُس وقت تک تم سے جُدا نہ ہوں گا۔ جب تک آپ میرا قرض ادا نہ کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا میں تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ چنانچہ آپ اس کے سامنے بیٹھ گئے اور اسی مقام پر آپ نے ظہر، عصر، مغرب، عشا اور پھر صبح کی نماز پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رض اس یہودی کو دھمکاتے تھے اور نکال دینے کا خوف دلاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو محسوس کیا۔ کہ صحابی رض اس کو دھمکاتے ہیں تو آپ نے ان کو منع فرمایا۔ صحابہ رض نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایک

قَالَ الْيَهُودِيُّ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِي فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمَا وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِي فَعَلْتُ بِكَ إِلَّا لِأَنْظُرَ إِلَى نَعْتِكَ فِي التَّوْرَاةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهُ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَاءِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِي فَاحْكُمْ فِيهِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْيَهُودِيُّ كَثِيرَ الْمَالِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

یہودی آپ کو روک سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ نے مجھ کو منع فرمایا ہے کہ میں اس شخص پر ظلم کروں، جو ہماری پناہ و ذمہ میں ہے۔ یا اس پر جو ہماری پناہ میں نہیں ہے پھر جب دن چڑھ گیا تو یہودی نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں، کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اور میرے مال کا آدھا حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے اور خدا تعالیٰ کی قسم میں نے آپ کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے وہ محض اسلئے کیا ہے کہ میں دیکھوں کہ جو صفات تورات میں مذکور ہیں وہ آپ میں پائی جاتی ہیں یا نہیں، تورات میں لکھا ہے محمد بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوگا طیبہ کی طرف ہجرت کریگا اور اس کی حکومت شام میں ہوگی وہ بد زبان سنگدل نہ ہوگا اور نہ بازار میں شور مچانے والا۔ اور نہ فحش گوئی اس میں ہوگی اور نہ وہ بیہودہ بات کہنے والا ہوگا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور آپ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ یہ میرا مال موجود ہے جو حکم آپ مناسب سمجھیں فرمائیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے حکم سے اس کو جہاں چاہیں خرچ فرمائیں۔ راوی کا بیان ہے یہ یہودی بہت مالدار تھا (بیہقی)

معجزات

وعن علی بن ابی طالب قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فخرجنا فی بعض نواحیہا فما استقبلہ جبل ولا شجر الا یقول السلام علیک یا رسول اللہ رواہ الترمذی والدارمی

حضرت علی رضؓ بن ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا جب ہم آپ کے ساتھ گرد و نواح میں جاتے تو جو پہاڑ (پتھر) اور درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ (ترمذی۔ دارمی)

مسافات

عن علی ابن ابی طالب انہ قال اصبت شارفا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مغنم یوم بدر قال واعطانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شارفا اخری فانختہما یوما عند باب رجل من الانصار وانا ارید ان احمل علیہما اذخرا لابیعہ ومعی صائغ من بنی قینقاع فاستعین بہ علی ولیمۃ فاطمۃ وحمزۃ بن عبد المطلب یشرب فی ذلک البیت معہ قینۃ فقالت الا یا حمز للشرف النواء۔ فثار الیہما

حضرت علی رضؓ بن ابی طالب نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کے دن غنیمت میں ایک اونٹنی ملی، اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی اور دی، ان دونوں کو میں نے ایک دن ایک انصاری کے دروازے پر بٹھایا اور میں ارادہ کر رہا تھا کہ ان دونوں پر اذخر لاد کر لے جاؤں تاکہ بیچوں اور میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک سنار تھا اس سے فاطمہ کے ولیمہ کی دعوت میں مدد لوں، حمزہ بن عبدالمطلب اسی گھر میں شراب پی رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گانے والی تھی جو گا رہی تھی آلا

حمزۃ بالسیف فجب اسنمتہما وبقر خواصرہما ثم اخذ من اکبادہما قلت لابن شہاب ومن السنام قال قد جب اسنمتہما فذہب بہا قال ابن شہاب قال علی فنظرت الی منظر افظعنی فاتیت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ زید بن حارثۃ فاخبرتہ الخبر فخرج ومعہ زید فانطلقت معہ فدخل علی حمزۃ فتغیظ علیہ فرفع حمزۃ بصرہ وقال ہل انتم الا عبید لاباءی فرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقہقر حتی خرج عنہم وذلک قبل تحریم الخمر (رواہ البخاری)

یا حمز للشرف النواء (اے حمزہ آگاہ ہو، فربہ اونٹنیاں لے لو، حمزہ ان دونوں اونٹنیوں کی طرف تلوار لے کر جھپٹ پڑے ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور کوکھ کاٹ دیئے۔ پھر ان دونوں کی کلیجیاں نکال ڈالیں۔ میں نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کوہان کیا ہوا، کہا کوہان کاٹ کر لے گئے، ابن شہاب کا بیان ہے حضرت علی رضؓ نے کہا کہ میں نے ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس زید بن حارثہ بھی تھے، میں نے آپ سے واقعہ بیان کیا، تو آپ چلے اور آپ کے ساتھ زید بھی چلے، میں آپ کے ساتھ روانہ ہوا، آپ حمزہ کے پاس پہنچے اور بہت غصہ ہوئے، حمزہ نے اپنی نگاہ اٹھائی اور کہا، کیا تم میرے باپ دادوں کے غلام ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الٹے پاؤں واپس چلے گئے۔ یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے (بخاری)

مناقب و فضائلِ صحابہ رضوان علیہم اجمعین

فضائل ابوبکر رض

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ إِنْ تُؤَمِّرُوْا أَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ أَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ وَإِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا أَمِيْنًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَإِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا وَلَا أَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا (احمد)

حضرت علی رض کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد کس کو ہم اپنا امیر بنائیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم ابوبکر رض کو اپنا امیر بناؤ گے تو اس کو امانت دار۔ دنیا سے بے پروا۔ اور آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر تم عمر رض کو اپنا امیر بناؤ گے تو تم اس کو قوی اور امین پاؤ گے۔ وہ احکام خدا میں کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈرتا۔ اور اگر تم علی رض کو اپنا امیر بناؤ گے اور میرا خیال ہے کہ تم اس کو اپنا امیر نہ بناؤ گے تو تم اس کو راہ راست دکھلانے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور وہ تم کو پکڑ کر سیدھے راستے پر لے جائے گا۔ (احمد)

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِي فِي الْغَارِ وَأَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهِ وَرَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ مِنْ صَدِيْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ أَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدائے تعالےٰ ابوبکر رض پر رحم فرمائے اس نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا اور اپنے اونٹ پر سوار کرکے مجھ کو دار الہجرت لے آیا یعنی مدینہ میں میرا مصاحب رہا اور مال سے بلال کو آزاد کیا اور خداوند تعالیٰ عمر رض پر رحم فرمائے جو حق بات کہتا ہے اگرچہ وہ تلخ ہوتی ہے۔ حق گوئی نے اسے اس حال پر پہنچایا ہے کہ اس کا کوئی دوست نہیں۔ اور خداوند تعالیٰ عثمان رض پر رحم فرمائے جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ علی رض پر رحم فرمائے۔ اللہ حق کو علی رض کے ساتھ گردش دے یعنی جدھر علی رض ہے ادھر ہی حق ہے (ترمذی)

مناقب علی رض

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ وَرُقَبَاءَ وَأُعْطِيْتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ أَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَأَبُوْ ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت علی رض کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر نبی کے سات مخصوص آدمی ہوتے ہیں جو اس کے منتخب و برگزیدہ اور رقیب و نگہبان ہوتے ہیں اور مجھ کو ایسے چودہ آدمی دیئے گئے ہیں۔ علی رض سے پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں۔ علی رض نے کہا میں۔ میرے دونوں بیٹے (حسن رض و حسین رض) جعفر رض حمزہ رض۔ ابوبکر رض۔ عمر رض۔ مصعب بن عمیر رض۔ بلال رض، سلمان رض، عمار رض و عبداللہ بن مسعود رض۔ ابوذر رض اور مقداد رض (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِيْ وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِيْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت علی رض فرماتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو آپ مجھے دیتے اور جب میں خاموش ہوتا تو اس وقت بھی مجھے دیتے۔

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا دار الحكمة وعلي بابها رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب وقال روى بعضهم هذا الحديث عن شريك ولم يذكروا فيه عن الصنابحي ولا نعرف هذا الحديث عن احد من الثقات غير شريك

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ حکمت کے گھر کا دروازہ ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور کہا بعضوں نے اس کو شریک سے روایت کیا اور صنابحی کا ذکر نہیں کیا اور ہم اس حدیث کو شریک کے سوا کسی ثقہ سے نہیں جانتے ہیں (ترمذی)

وعن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيك مثل من عيسى ابغضته اليهود حتى بهتوا امه واحبته النصارى حتى انزلوه بالمنزلة التي ليست له ثم قال يهلك في رجلان محب مفرط يقرظني بما ليس في ومبغض يحمله شناني على ان يبهتني رواه احمد۔

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تجھ میں عیسیٰؑ سے ایک مشابہت ہے۔ یہودیوں نے ان کو برا سمجھا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر زنا کی تہمت لگائی اور نصاریٰ نے اتنا پسندیدہ محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجہ پر پہنچادیا جو ان کے لئے ثابت نہیں ہے (یعنی خدا کا بیٹا) اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے معاملہ میں (یعنی علی کے معاملے میں) دو شخص (یعنی دو جماعتیں) ہلاک ہوں گی (یعنی گمراہی میں مبتلا ہوں گی) ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والا ہوگا اور مجھ میں وہ خوبیاں بتائے گا جو مجھ میں نہ ہوں گی۔ دوسرے وہ جو میرا دشمن ہوگا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر پر آمادہ کردے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے (احمد)

وعن علي قال كانت منزلة من رسول الله صلى الله عليه وسلم لم تكن لاحد من الخلائق اتيه باعلى سحر فاقول السلام عليك يا نبي الله فان تنحنح انصرفت الى اهلي والا دخلت عليه رواه النسائي۔

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں میرا اتنا مرتبہ تھا کہ مخلوق میں سے اتنا مرتبہ کسی کا نہ تھا میں صبح ہی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا السلام علیکم یا نبی اللہ! اگر آپ السلام کے جواب میں کھنکارتے تو میں اپنے گھر واپس چلا جاتا اور اگر آپ نہ کھنکارتے تو میں گھر کے اندر چلا جاتا۔ (نسائی)

وعنه قال كنت شاكيا فمر بي رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا اقول اللهم ان كان اجلي قد حضر فارحني وان كان متاخرا فارفعني وان كان بلاء فصبرني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف قلت فاعاد عليه ما قال فضربه برجله وقال اللهم عافه او اشفه شك الراوي قال فما اشتكيت وجعي بعد رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں میں بیمار تھا اور کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ! اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو مجھ کو موت دیکر راحت عنایت فرما اور اگر ابھی موت کا وقت نہیں آیا ہے تو میری زندگی میں وسعت بخش اور اگر یہ بیماری آزمائش و امتحان ہے تو مجھ کو صبر عطا فرما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تو نے کس طرح کہا ہے پھر کہنا، میں نے دعا کے الفاظ کو پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں سے ٹھکرا کر مجھ سے فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ اس کو عافیت فرما شفا بخش (راوی کو شک ہے کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے یا دوسرے الفاظ، علیؓ کا بیان ہے کہ اس دعا کے بعد پھر مجھ کو یہ شکایت یا مرض کبھی نہ ہوا (ترمذی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

عشرہ مبشرہ کے مناقب

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے لئے ماں باپ کو جمع کرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر سعد بن مالک رض کے لئے چنانچہ اُحد کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعَتْ أُذُنِي مِنْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ صلے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے سُنے ہیں۔ طلحہ رض اور زبیر رض جنت میں میرے ہمسائے ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاهُ وَأُمَّهُ إِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي وَقَالَ لَهُ ارْمِ أَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو کسی کے لئے جمع نہیں کیا۔ مگر سعد بن ابی وقاص کے لئے چنانچہ اُحد کے دن اُن سے فرمایا سعد رض! تیر چلا تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اور سعد کے لئے آپ نے یہ بھی فرمایا تیر پھینکے جائے قوی جان۔ (ترمذی)

بعض مشہور صحابہ رض کے مناقب

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

حضرت علی رض کہتے ہیں رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَأَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میں مشورہ کے بعد کسی کو امیر و حاکم بنانا چاہتا تو میں تمہارا سردار و حاکم ام عبد کے بیٹے (ابن مسعود رض) کو بناتا (ترمذی۔ ابن ماجہ)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ عمار رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت طلب کی نبی ص نے فرمایا اس کو اجازت دیدو اور پاک آدمی کو خوشخبری ہو (یعنی عمار کو) ترمذی

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ وَفِي رِوَايَةٍ وَأَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادِ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا يَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى أَتَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو، زبیر رض کو اور مقداد کو (اور ایک روایت میں مقداد کی جگہ ابو مرثد کا نام آیا ہے)، حکم دیا کہ تم روضۂ خاخ پر جاؤ! (یہ مقام مدینہ کے قریب مکہ اور مدینہ کے راستہ پر واقع ہے) وہاں ایک عورت ہے جو اونٹ پر کجاوے میں سوار ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط تم اُس سے لے آؤ! پس ہم اپنے گھوڑوں کو تیزی سے دوڑا کر چلے یہاں تک کہ روضۂ خاخ پر پہنچ گئے اور وہ عورت ہم کو وہاں مل گئی، ہم نے اس سے کہا خط نکال کر ہم کو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيْهِ مِنْ
حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ
بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ
مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ
عَلَيَّ إِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِيْ
قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ
وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ
لَهُمْ قَرَابَةٌ يَحْمُوْنَ بِهَا أَمْوَالَهُمْ
وَأَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذَا فَاتَنِيْ
ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيْهِمْ
يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ
كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَ
لَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا
الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا

دیدے یہ خط مدینہ والوں نے مکہ والوں کے نام لکھا تھا۔ اس عورت نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا یا تو خط کو تو خود نکال دے ورنہ ہم پھر تیرے کپڑے اتار لیں گے آخر وہ خط اس نے اپنی چوٹی سے نکال کر دیا۔ ہم اس کو لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اور دیکھا تو اس میں یہ لکھا حاطب رضؓ بن بلتعہؓ کی طرف سے مشرکین مکہ کے نام اس خط میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ خبریں درج تھیں یہ معلوم کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے حاطب یہ کیا بات ہے۔ حاطب رضؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے معاملہ میں عجلت سے کام نہ لیجئے، میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش سے لپٹا یا گیا ہوں، یعنی ان کا حلیف ہوں، لیکن میں ان میں شامل نہیں ہوں اور جو لوگ مہاجرین میں سے آپ کے ساتھ ہیں مکہ والوں سے ان کی قرابت ہے اور مکہ کے مشرک اس قرابت کے لحاظ سے ان کے جان و مال کی حفاظت

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى
أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ
فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ وَفِيْ
رِوَايَةٍ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَأَنْزَلَ
اللّٰهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ
أَوْلِيَاءَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کرتے ہیں پس میں نے یہ پسند کیا کہ چونکہ میری نسبی قرابت قریش میں نہیں ہے اس لئے میں ایسا کام کروں جس سے وہ مجھ سے خوش رہیں اور وہ میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں جو مکہ میں ہیں میں نے یہ کام اسلئے نہیں کیا ہے کہ میں کافر یا منافق ہوں یا دین اسلام سے پھر گیا ہوں اور نہ یہ کام میں نے اس لئے کیا ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں کفر سے خوش اور راضی ہوں۔ رسول اللہ نے یہ سنکر فرمایا حاطب رضؓ نے تم سے بلاشبہ سچ بات کہہ دی ہے۔ عمر رضؓ نے کہا یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حاطب رضؓ بدر کے معرکہ میں شریک رہا ہے اور تم حقیقت حال کو جانو ممکن ہے خداوند تعالیٰ نے بدر والوں پر نظر رحمت فرمائی ہو اور ان کی مغفرت کی ہو اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے تم جو چاہو کرو تمہارے لئے جنت واجب ہو گئی ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے تم کو بخش دیا، اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو تم اپنا دوست نہ بناؤ یعنی کافروں سے تعلق نہ رکھو اس آیت میں حاطب وغیرہ کے لئے زجر و توبیخ کرے (بخاری و مسلم)

ازواج مطہرات کے مناقب و فضائل

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَائِھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَائِھَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اَبُوْکُرَیْبٍ وَاَشَارَ وَکِیْعٌ اِلَی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ مریم رضؓ بنت عمران ساری اُمت کی عورتوں میں بہتر تھیں۔ اور خدیجۃ الکبرٰی رضؓ بھی سب سے زیادہ بہتر ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وکیع نے آسمان و زمین کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کے رہنے والوں میں سب سے بہتر ہیں۔

(بخاری و مسلم)

فضائل اہل بیت

وَعَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ سُئِلَ عَلِیٌّ ھَلْ خَصَّکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَیْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا بِشَیْءٍ لَمْ یَعُمَّ بِہِ النَّاسَ اِلَّا مَا فِیْ قِرَابِ سَیْفِیْ ھٰذَا فَاَخْرَجَ صَحِیْفَۃً فِیْھَا لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ فِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ غَیَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَہٗ وَلَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اٰوٰی مُحْدِثًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابی الطفیل رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضؓ کہتے کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو (یعنی اہل بیت کو) کسی چیز کے ساتھ مخصوص و ممتاز نہیں کیا گیا جو لوگوں کو عام طور پر نہ دی گئی ہو البتہ اس چیز کیساتھ مخصوص و ممتاز کیا گیا ہے جو میری اس تلوار کے غلاف کے اندر ہے (یعنی یہ چیز ہم کو خاص طور پر دی گئی ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے اندر جو احکام ہیں وہ عام مسلمانوں کیلئے ہیں یا خاص ہمارے لئے) یہ کہکر حضرت علیؓ تلوار کے غلاف میں سے ایک کاغذ نکالا جس میں لکھا تھا کہ اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو زمین کا نشان چرائے (یعنی حد وہ کے نشان کا پتھر وغیرہ) اور ایک روایت میں یہ الفاظ درج ہیں کہ خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جو زمین کی علامت میں تغیر و تبدل کرے اور اس شخص پر جو اپنے باپ پر لعنت کرے اور اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو بدعتی کو ٹھکانا دے (مسلم)

سہ ماہی ـــــ فکرونظر ـــــ اسلام آباد

تعلیمی اداروں اور کتب خانوں کے لئے منظور شدہ

(بحوالہ وزارت تعلیم حکومت مغربی پاکستان چٹھی نمبر ٦٧ ـ ١٢٠٦٨ edu -- CD - Bureau)

جلد ـ ٢٣ | شوال ـ ذوالحج ١٣٠٥ هـ جولائی ـ ستمبر ١٩٨٥ء | شمارہ ـ ١

فہرست

مجلس ادارت

فکرونظر اسلامی حدود کے اندر آزادی اظہار کا حامی ہے فکرونظر میں کسی مضمون کی اشاعت کا یہ مطلب نہیں کہ ادارہ ان افکار و خیالات سے لازماً متفق ہے جو اس میں پیش کئے گئے ہیں ۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب

ڈاکٹر محمد حمیداللہ

فاضل مقالہ نگار نے یہ تحقیقی مقالہ اُردُو دائرہ معارف اسلامیہ کیلئے رقم فرمایا تھا ، بعض ادارتی مجبوریوں کے پیش نظر یہ مکمل طور پر شائع نہ ہو سکا، چنانچہ ڈاکٹر صاحب محترم نے از راہ عنایت فکرونظر میں اشاعت کیلئے ارسال فرمایا — قارئین کے استفادے کیلئے پیش خدمت ہے -

(ادارہ)

تاریخ اسلام کے کسی شخص کی سوانح عمری لکھنا غالباً اتنا دشوار نہیں جتنا حضرت علیؓ کی ، کیونکہ اس میں تعلق بدقسمتی سے عقائد سے ہوگیا ہے ، اور سنّی ، شیعہ ، معتزلی ، اور اباضی (خارجی) مورخ بھی بےشعوری میں جذبات سے اتنے متاثر نظر آتے ہیں کہ آج ساڑھے تیرہ سو سال بعد بھی دامن سمیٹ کر کوئی ایسی چیز لکھنا آسان نہیں جسے سب قبول کر سکیں ۔ اختلافی چیزوں سے سکوت کرنے میں، سوانح عمری نامکمل ہو جاتی ہے ، اور تحقیق حق کے نتائج کو بیان نہ کرنا بددیانتی ہوتی ہے ۔ بہرحال ہم امکانی حد تک کوشش کرینگے -

یہ ابو طالب بن عبدالمطلب اور ان کی بیوی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے بیٹے ، پیغمبر اسلام کے چچازاد بھائی اور داماد ، اور سابقین اوّلین میں سے تھے - ولادت کہتے ہیں اس وقت ہوئی جب حاملہ ماں جوف کعبہ کے اندر تھی (۱) سنّی انہیں خلفائے راشدین میں بطور خلیفۂ چہارم داخل کرتے ہیں ۔ شیعوں کے ہاں ان کو خلیفۂ اول

ھونے کا حقدار سمجھا جاتا ھے ۔ معتزلہ ان کی فضیلت کے بارے میں سنّیوں سے اختلاف کرتے ھیں ۔ غالی خارجی ان کو اسلام ھی سے خارج کرتے ھیں ۔

یتیم پیغمبر اسلام نے ابو طالب کے گھر میں پرورش پائی اور سن شعور کو پہنچنے پر تو چچا کو تجارتی کاروبار میں مدد دیتے رھے ۔ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد چچا کا مکان ترک کیا اور بیوی کی تجارت میں شریک اور کارندہ ھوگئے ۔ یہ تو واضح نہیں کہ پھر چچا کی دکان بھی چلاتے رھے یا نہیں ، لیکن چچا کا مالی بوجھ کم کرنے کے لئے اس کے ایک بیٹے ،علیؓ، کو اپنی تبنیت میں لے لیا اور سفارش کر کے ایک دوسرے بیٹے ، جعفر کو عباس بن عبدالمطلب کی تبنیت دلا دی ۔ علیؓ سانولے اور پستہ قد تھے ۔ زمانۂ خلافت میں کوفہ میں لوگ ان کو دیکھتے تو ,,بزرگ اشکنب (شکم) آمد ،، کا فقرہ کسا کرتے تھے (۲) بڑا سر ، ذھین اور سورما سپاھی تھے ۔ روحانی لگاؤ بھی بہت تھا ، اور شیعہ ھی نہیں سنّیوں کے ھاں بھی متعدد سلسلہ ھائے طریقت انہیں کے توسط سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ھوتے ھیں ، جیسے قادریہ ، سہروردیہ ۔

ان کا بعثت نبوی کے وقت علی العموم نابالغ ھونا سمجھا جاتا ھے ۔ ابن سعد (طبقات ۳ ـ ۱ ، ص ۱۳) کے مطابق ,,گیارہ ، دس ، نو ، یا نو سے بھی کم سال کے ،، تھے ۔ ممکن ھے بعثت کے وقت تقریباً نو سال کے ھوں ، اور فترت کے بعد جب تبلیغ شروع کی تو گیارہ ساڑھے گیارہ سال کی عمر میں یہ بھی مسلمان ھوئے ھوں ۔ ابن کثیر کے مطابق تو ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵ یا ۱٦ سال کی عمر میں اسلام لائے تھے ۔ ابتدائی مسلمانوں میں سے ایک کا بیان

ھے : میں نے ایک دن دیکھا کہ ایک شخص اٹھک بیٹھک کر رھا ھے اور اس کے دائیں ایک لڑکا ، اور پیچھے ایک عورت بھی اقتدا کر رھی ھیں ۔ دریافت پر لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ آنحضرتؐ ، ان کا متبنیٰ علیؓ ، اور ان کی بیوی خدیجہ ھیں اور ایک نئے دین پر عمل کرنے لگے ھیں (۳)

طبری نے علیؓ کے اسلام لانے کی دو روایتیں بیان کی ھیں ۔ ایک (ص ۱۱٦۳) یہ کہ وہ شروع ھی سے مسلمان ھوگئے تھے اور چھپ کر نماز پڑھتے تھے ۔ ایک دن ابو طالب نے دیکھ لیا اور پوچھا : کیا کر رھے ھو ؟ پھر منع نہ کیا بلکہ کہا کہ آنحضرتؐ اچھی بات ھی کا مشورہ دیتے ھیں اس لئے برابر یہی کیا کرو ۔ (۳) دوسری روایت (طبری ۱۱۷۲ تا ۱۱۷۳) کے مطابق ایک دن آنحضرتؐ نے اپنے رشتہ داروں کو جمع کر کے تبلیغ کی اور کہا کہ کون ھے جو مسلمان ھو ؟ وہ میرا بھائی ، وصی (نافذ کنندۂ وصیت) اور تم میں میرا خلیفہ (نائب) ھوگا ،، ـــ النسائی فی الخصائص کی روایت میں ، جیسا کہ ازالۃ الخفا ۲ ـ ۲۵۲ میں نقل ھوا ھے ، الفاظ یہ تھے : میرا بھائی اور صاحب (رفیق) اور تم میں میرا وارث ھوگا ،، ـــ حضرت علیؓ کہتے ھیں : کسی نے بھی اسے قبول کرنا نہ چاھا ۔ میں اس وقت سب سے کم سن تھا ، میری آنکھوں میں آشوب چشم کی وجہ سے) سب سے زیادہ گندگی تھی اور میری پنڈلیاں سب سے زیادہ نحیف تھیں ۔ میں اٹھا اور بولا : ,,میں ، اے اللہ کے نبی ، اس کام میں آپؐ کا وزیر (بوجھ اٹھانے میں شریک) رھونگا ،، ۔ اس پر حضورؐ نے میری گردن پر ھاتھ رکھا اور فرمایا : یہ میرا بھائی ، میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ھے ، اس لئے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت

کرو ،، . اس پر حاضرین ھنسنے لگے اور کہا : ابو طالب (مبارک ھو) ، محمد کہہ رہا کہ اب تمھیں بھی اپنے بیٹے کی بات سننی اور ماننی ھوگی . اس طنز کی وجہ سے ابو طالب نے اسلام قبول نہ کیا . ـــ اس روایت میں ایک تو الفاظ کو اصطلاحی نہیں بلکہ لغوی معنوں میں لینا چاھئے کہ ابھی اصطلاحیں وجود میں نہ آئی تھیں . دوسرے وصی اور موصیٰ لہ ایک نہیں ھوتے : آنحضرتؐ کا موصیٰ لہ کون تھا ، معلوم نہیں . اور تیسرے علیؓ فوراً خلیفہ بن گئے ، یہ نہیں کہ آنحضرتؐ کی وفات پر خلیفہ بنیں . اس بنا پر ھم نے ,,جانشین ،، کی جگہ ,,نائب،، ترجمہ کیا ھے . اور ظاھر ھے کہ یہ خلافت یا نیابت اس وقت کی کارکردگی کے مطابق ھوگی . اور اس وقت تک سلطنت اور حــکومت کا سوال نہ تھا . بلکہ روحانی تعلیم تھی ، اور روحانی امــور کی مملکت میں وہ رسول اللہؐ کے خلیفۂ بلا فصل سنّیوں کے ھاں بھی ھیں :

مواخات قبل ھجرت میں آنحضرتؐ نے علیؓ کو اپنا بھائی بنایا ، جس طرح ابو بکرؓ کو عمرؓ کا ـ ھجـرت کے بعد علیؓ کو سھل بن حنیف اوسی انصاری کا بھائی بنایا گیا ، اور ان دونوں میں دوستی ھمیشہ برقرار رھی ؛چنانچہ علیؓ جب خلافت کے لئے کوفہ روانہ ھوئے تو سھل ھی کــو مــدینہ کا گورنر بنایا ، پھر شام کا گورنر نامزد کر کے دمشق پر قبضہ کرنے کا حکم دیا ، مــگر معاویہ کی فوجــوں نے پیش قدمی کی اور ان کو تبوک سے پسپا کر دیا (۵) ـ پھر جنگ صفین میں یہ علیؓ کی فوج میں نظر آتے ھیں ـ

رسول اکرمؐ کے پاس مشرکین مکہ کی جو امانتیں تھیں ، وہ مناظر احسن گیلانی کے گمان میں مضاربت کے اصول پر نفع اور تجارتی حصہ داری سے متعلق ھونگی . بہرحال جب آپؐ ھجرت کر کے مدینہ

جانے لگے تو یہ امانتیں واپس کرنے کا کام حضرت علیؓ ھی کے سپرد کیا اور کہا کہ تین دن بعد یہ مالکوں کو واپس پہنچا کر مدینہ آجاؤ . آنحضرتؐ کی یہ امانت داری مخالفین کو بری لگتی ھے چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے جدید ایڈیشن میں مادۂ علی میں کوئی وجہ بتائے بغیر لکھا ھے : ,,یہ مختلف وجوہ سے غیرقرین قیاس ھے ،، ـ

ایک عجیب واقعہ نسائی میں بلا تاریخ ھے (٦) اسے ھجرت کی رات ھی کا واقعہ قرار دیا گیا ھے . وہ یہ کہ عــلیؓ اور رسول اللہؐ رات کو کعبہ گئے اور عــلیؓ کو آنحضرتؐ نے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور علیؓ نے کعبہ کی چھت پر کے ایک تانبے کے مضبوط نصب شدہ بت کو اکھاڑ کر نیچے پھینک دیا اور وہ کچھ ٹوٹ بھی گیا ، پھر دونوں چپکے سے تیز تیز وھــاں سے واپس ھو گئے . کعبہ کی چھت پر ھبل نصب تھا ، کیا وھی مراد ھے ؟

ھجرت کے بعد صفر سنہ ۲ میں انھوں نے رسول اللہؐ کی دختر فاطمہ سے نکاح کیا ، رخصتی چند ماہ بعد ھوئی ، بلاذری (انساب ، مخطوطہ استانبول ۱ ـ ٢٦٥) کے مطابق آپ کا حلیہ بی بی فاطمہ کو پسند نہ تھا تو آنحضرتؐ نے سفارش کی کہ وہ ,,أکثرھم عــلما و أعظمھم حــلما ،، . کئی بچے ھوئے جن میں امام حسن اور امام حسین ممتاز ھیں . ایک بیٹی ام کلثوم سے حضرت عمرؓ نے اپنے زمــانۂ خلافت میں نکاح کیا . ایک بار حضرت علیؓ نے ابو جھل کی نو مسلم بیٹی سے نکاح کرنا چاھا تو آنحضرتؐ نے منع فرمایا کہ فاطمہ کا دل دکھیگا . اس لئے بی بی کی وفات تک وہ صرف ایک بیوی پر اکتفا کرتے رھے . شروع میں گھر داماد رھے بی بی فاطمہ اور حضرت عائشہ کے کمروں کے درمیان صرف ایک دیوار حائل تھی . اس میں ایک

کھڑکی تھی جس سے رسول اکرمؐ اپنی لڑکیوں کو دیکھ اور ان سے بات چیت کر سکتے تھے ۔ ام کلثوم کے حضرت عثمانؓ سے نکاح کے بعد فاطمہ وھاں تنہا رہ گئیں ، پھر شوہر علیؓ بھی وھیں رھنے لگے ۔ رسول اللہؐ کے مکان کے سارے حجروں کی طرح ، حضرت علیؓ کے کمرے کا بھی صرف ایک دروازہ تھا جو اولاً مسجد کے صحن میں کھلتا تھا ، پھر تبدیل قبلہ کے بعد مسجد کی اولین صفوں اور مسقف حصے میں کھلنے لگا ۔ ان کمروں میں مقابل سمت میں دروازے نہ تھے۔ غسل وغیرہ کے لئے باھر نکلنا چاھتے تو مسجد میں سے گذرنے کے سوا چارہ نہ تھا۔اسی لئے ، تبدیل قبلہ پر لوگوں کے قبلے کی دیوار میں کھلنے والے سارے دروازے بند کرا دیے گئے ، اور مسجد میں حالت جنابت میں داخلہ ممنوع قرار دیا گیا تو اس سے خود رسول اکرمؐ اور حضرت علیؓ کو مستثنیٰ کرنا ناگزیر تھا (جیسا کہ ترمذی وغیرہ نے صراحت کی ھے) . عورتیں اپنے کمروں کے اندر ٹب میں بیٹھ کر نہا لیا کرتیں . (حضرت حفصہ کے ٹب میں خود رسول اللہؐ کو مرض موت کے زمانے میں سات مختلف کنوؤں کے پانی سے نہلانا سب کو معلوم ھے) : بنی قینقاع کے اخراج پر جب ان کے مکان خالی ہوئے تو ان میں سے ایک حضرت علیؓ کو دیا گیا ، اور رسول اللہؐ اپنے نواسوں اور ان کے والدین کو دیکھنے وھیں جایا کرتے تھے (۹) . تبدیل قبلہ کے بعد پبلک کے مسجد میں کھلنے والے جو دروازے بند کرائے گئے ، وہ صرف قبلہ رخ دیوار میں معلوم ہوتے ھیں ، کیونکہ وفات نبوی سے عین قبل جب لوگوں کے دروازے مکرر بند کرائے گئے (اور ان میں سے حضرت ابو بکرؓ کا دروازہ مستثنیٰ کیا گیا) ، تو ان دونوں واقعات میں تطبیق کی یہی صورت ہو سکتی ھے کہ پہلے حکم کو قبلہ رخ دیوار سے متعلق کیا جائے ، اور دوسرے حکم کو باقی مسجد سے ورنہ پہلے حکم کے بعد نئے دروازے کھل نہ سکتے ۔

حضرت علیؓ کی سوق بنی قینقاع میں منتقلی کے بعد ان کا تخلیہ کردہ کمرہ رسول اکرمؐ کے لئے زور یعنی ملاقات گاہ بن گیا ، جیسا کہ سمہودی میں ھے . یہ حضرت عائشہ کے کمرے سے متصل تھا اور شروع میں وھاں رسول اللہؐ کی لڑکیاں رہتی تھیں .

سنہ ۲ کے غزوۂ بدر میں انہوں نے سفید صوف کا طرہ لگایا تھا (ابن سعد ۳ ـ ۱ ، ص ۱٤) . اس موقع پر اور ھر دیگر جنگ میں بہ کثرت دشمنوں کو تہ تیغ کیا . تبوک میں ان کو ساتھ لینے کی جگہ آنحضرتؐ نے انہیں مدینے میں نائب کی حیثیت سے چھوڑا . لوگوں (غالباً منافقوں) نے طنز کیا کہ تم اچھے سپاھی نہیں ھو اس لئے تمہیں عورتوں بچوں میں چھوڑا ھے . یہ بھاگے ہوئے جا کر آنحضرتؐ سے کیمپ میں گلہ کرتے ھیں تو حضور فرماتے ھیں : ,,کیا تمہیں پسند نہیں کہ میرے پاس تمہارا وھی مرتبہ ھو جو حضرت ھارون کا حضرت موسیٰ کے پاس تھا؟ بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ،، (۸) (کہ کوہ طور کے اعتکاف کے زمانے میں وہ بنی اسرائیل میں نائب بن کر رہ تھے) . مگر راز کی وجہ جو آنحضرتؐ ان سے پبلک میں بتا نہیں سکتے تھے کچھ اور معلوم ہوتی ھے : مشہور منافق ابن اُبَی کا برتاؤ ان دنوں بہت مشتبہ ہوگیا تھا ، حتیٰ کہ وہ تبوک کی اس مہم میں کچھ دور شریک رہ کر مدینہ واپس آگیا تھا ؛ جیسا کہ مسعودی نے (التنبیہ والاشراف میں) صراحت کی ھے . ان حالات میں پیشبندی کے لئے ضرورت تھی کہ مدینہ میں ایک جری اور قابل اعتماد فوجی افسر موجود رھے

تبوک سے پہلے غزوۂ خیبر میں انھوں نے ایک مقامی مستحکم قلعہ قصر مرحب کو بھی فتح کیا . یہ اب تک معروف اور دشوار گزار پہاڑی کی چوٹی پر ھے ، نیچے سے اوپر چڑھنے والوں کو دشمن آسانی سے پتھراؤ کر سکتا تھا . علیؓ نے ایک بڑے دروازے کو چھتری یا سپر بنا کر پیش قدمی جاری رکھی اور کامیاب رھے . خیبر کی مدد کے لئے فدک والے آرھے تھے . ان کو روکنے کے لئے بھی علیؓ کو بھیجا گیا لیکن بلاذری (انساب ، ط مصر ، ف ٩٣>) نے جو یہ واقعہ بیان کرتا ھے لکھا ھے کہ غزوۂ خیبر محرم میں ھوا اور فدک کی مہم شعبان میں ھوئی . ـ ـ ـ غالباً یہ وقت شماری کے دو مختلف مروجہ طریقوں کا نتیجہ ھے کہ ایک میں اھل مکہ کے کبیسے کا لحاظ رکھا جاتا تھا اور دوسری خالص قمری تقویم ھوتی تھی . اسی زمانے میں ھرقل کو بھیجے ھوئے مکتوب نبوی میں بھی یہی فرق ھے کہ سفیر محرم > میں جاتا اور چھ ماہ قبل جمادی الآخرہ سنہ ٦ میں واپس آتا ھے . (اس بحث اور تقویمی حل کے لئے دیکھئے میری فرانسیسی سیرت نبوی میں باب مکتوب نبوی بنام ھرقل) .

فتح مکہ کی تیاری کے زمانے میں حاطب بن ابی بلتعہ نے بھولے پن سے اھل مکہ کو اطلاع بھیجی تھی ـ آنحضرتؐ نے نامہ بر عورت کے تعاقب کے لئے حضرت علیؓ کو بھیجا . فتح مکہ کے بعد بنی جذیمہ میں خالد بن الولید نے غلطی سے کچھ خونریزی کی تو تلافی کے لئے حضرت علیؓ ھی بھیجے گئے ـ

قبیلۂ طئی میں بیشہ ور لٹیرے بہت تھے ـ ابن سعد وغیرہ حضرت علیؓ کی سرکردگی میں ایک مہم کا ذکر کرتے ھیں جو تبوک کے غزوے سے پہلے بھیجی گئی تھی اور جس میں انھوں نے وھاں کے بت

خانے کے چڑھاوے بھی بطور مال غنیمت لا کر آنحضرت کو پیش کئے تھے . نہ اس کی ٹھیک تاریخ معلوم ھے اور نہ وجوہ و اسباب .

سنہ ٩ میں نجران کے عیسائی مدینہ آئے . آنحضرتؐ نے انھیں مباھلہ کرنے کو کہا کہ ,,جھوٹے اور اس کے کنبے پر خدا کی لعنت ھو،، یہ ام المومنین ام سلمہ کے مکان میں ھوا ـ اس میں حضرت علیؓ بھی شریک کئے گئے ـ مگر نجرانی کترا گئے ـ

سنہ ٩ میں حج کے موقع پر اس اعلان کا فریضہ حضرت علیؓ کے سپرد کیا گیا تھا کہ اب آئندہ غیرمسلم کعبہ کے حج کے لئے نہ آ سکیں گے ، اور یہ کہ جن غیرمسلم قبائل سے آنحضرتؐ نے غیرمعین مدت کے لئے حلیفی کے معاھدے کئے تھے وہ چار ماہ بعد ختم سمجھے جائنگے . اس سے ان قبائل کو تشویش ھوئی کہ مزید دیر کئے بغیر مسلمان ھو جائیں

رمضان سنہ ١٠ میں انھیں یمن بھیجا گیا . وھاں لوگوں نے جنگ نہ کی اور ان کی تبلیغ سے سارا قبیلہ ایک ھی دن میں مسلمان ھوگیا ، اور زکوٰۃ بھی دی (٩) وھاں سے فارغ ھو کر یہ مکہ گئے اور حجة الوداع میں آنحضرتؐ کے ساتھ رھے . یمن سے واپسی میں راستے میں انھوں نے ساتھیوں کو ناراض کر دیا تھا (ان ساتھیوں نے زکوٰۃ کے سرکاری کپڑوں کو لے کر حج کا احرام بنایا تھا اور علیؓ نے وہ کپڑے واپس کرنے کا حکم دیا تھا) . آنحضرتؐ سے شکایت ھوئی تو حضورؐ نے مدینہ واپسی کے زمانے میں رابغ کے قریب غدیر خم کے پڑاؤ کے وقت علیؓ کی تائید کی اور بتایا کہ سرکاری مال میں خیانت نہیں کرنی چاھئے . اور اسی خطبے میں ,,من کنت مولاہ فعلی مولاہ ،، کا مشہور جملہ بھی فرمایا تھا (جس کے دستوری مفہوم کے لئے دیکھو میرا مضمون Constitutional Problems in Early Islam

شیعہ مکتب خیال اس جملے کو ولی عہدی سمجھتا ہے لیکن خود حضرت علیؓ کا یہ خیال نظر نہیں آتا : نہ صرف خلفائے ثلاثہ کے انتخاب کے وقت بلکہ اس وقت بھی نہیں جب وہ حضرت معاویہؓ سے اپنی خلافت جتانے کے لئے جنگ کر رہے تھے ۔ اس زمانے میں ان کی حضرت معاویہؓ سے جو خط و کتابت ہوئی وہ شیعی کتاب نہج البلاغۃ للشریف الرضی میں محفوظ ہے ۔ ان خطوط میں حضرت علیؓ اپنی فضیلت اور ترجیح کے سارے استدلال بیان کرتے ہیں بجز اس کے کہ آنحضرتؐ نے آپ کو ولی عہد نامزد کیا ہو ۔

غزوات میں اگر یہ علمبردار ہوتے تو ,,اثنائے سفر میں میسرہ العبسی اسے اٹھائے لے جاتے اور جب معرکہ شروع ہوتا تو اس وقت علیؓ اسے لے لیتے ،، (١٠) کہتے ہیں کہ ایک دن یہ ایک اہم سرکاری کام میں مشغول تھے اور آفتاب غروب ہونے لگا تو آنحضرتؐ نے دعا فرمائی اور آفتاب رک گیا اور علیؓ کی عصر کی نماز قضا نہ ہوئی ۔

خلافت صدیقی میں

حضرت ابو بکرؓ کے انتخاب کے وقت یہ سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود نہیں تھے ۔ آنحضرتؐ کے دفن کے بعد کی بیعت عامہ میں بھی وہ شریک نہ ہوئے ، اور بعد میں وجہ بتائی کہ قرآن جمع کرنے میں مشغول تھا (١١) مگر اس کی تفصیل معلوم نہیں ۔ اس میں اختلاف ہے کہ انھوں نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کب کی : بیعت عامہ کے تھوڑی دیر بعد یا چھ ماہ بعد (١٢) لیکن یہ امر قابل ذکر ہے کہ ابو بکرؓ کی بیعت عامہ پر جب بی بی فاطمہ اپنے دادا حضرت عباس کے ہمراہ اور یقیناً حضرت علیؓ کی اجازت سے ان کے پاس جا کر گفتگو کرتی ہیں تو یہ نہیں کہتیں کہ خلافت کا حق میرے شوہر کو ہے ، بلکہ ان

سے آنحضرتؐ کی میراث میں اپنا حصہ اور فدک کی جاگیر مانگتی ہیں ، یعنی وہ اور عباسؓ اور علیؓ سب حضرت ابو بکرؓ کو جائز خلیفہ اور مختار کل تسلیم کرتے ہیں اور اسی حیثیت میں ان سے اپنے مقدمے کے لئے رجوع کرتے ہیں ۔ (١٣) طبری اور ابن کثیر کے مطابق بی بی نے ابو بکرؓ سے خواہش یہ کی کہ ان کے شوہر کو فدک کا ناظر بنائیں ۔ ابو الحسین المعتزلی نے لکھا ہے : ,,مگر صحیح یہ ہے کہ بی بی نے فدک میراث نہیں بلکہ بطور نحلہ یعنی ہبہ مانگا تھا،، (١٣)۔

بخاری نے لکھا ہے کہ بی بی نے ابو بکرؓ سے آنحضرتؐ کے اس مال میں میراث مانگی جو بطور فی صرف خاص حضورؐ کے تصرف میں تھا . . . یعنی خیبر ، فدک اور خود مدینہ کی زمینیں . . . جہاں تک مدینہ کی اراضی کا تعلق ہے وہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں علیؓ اور عباسؓ کے مشترکہ تصرف میں دیدیں لیکن خیبر و فدک انھوں نے ان کو نہ دیا اور کہا کہ یہ رسول اللہؐ کے صدقہ یعنی سرکاری مصارف کے لئے تھے جو حضورؐ کے وقت بوقت پیش آنے والے اخراجات اور اتفاقی مصارف کے لئے تھے اور حضورؐ نے یہ اس شخص کے لئے دئے ہیں جو آپ کے بعد ولی الامر (خلیفہ) بنے ۔ بہرحال ابو بکرؓ کا جواب کہ حضورؐ اپنی زندگی میں آپ لوگوں کو جو دیتے تھے میں بےکم و کاست جاری رکھونگا ، بی بی کو ناگوار گزرا ۔ چند ماہ بعد جب بی بی کی وفات ہوئی تو علیؓ نے ابو بکرؓ کو خبر کئے بغیر راتوں رات دفن کر دیا ۔

خلافت صدیقی میں علیؓ ، ابو بکرؓ کے ساتھ شروع سے پورا تعاون کرتے رہے ، اور مشوروں میں چاہے سیاسی اور نظم و نسقی ہوں یا فقہی اور علمی پورے شریک رہے ۔ مرتدین کے مدینہ پر یورش

کرنے کا خطرہ پیدا ہوا تو ابوبکر نے علیؑ، زبیر، طلحہؓ اور عبداللہ بن مسعود کو مدینے کے بیرون شہر سے آنے کے راستوں کی حفاظت کرنے بھیجا تھا (١٥) ایک مرتد سردار ربیعہ بن بجیر التغلبی کو جب خالد بن الولید نے شکست دی تو اس کی بیٹی کو لونڈی بناکر مدینہ بھیجا ۔ یہ حضرت علیؑ نے خریدی اور اسے ام ولد بنایا (١٦)

خلافت فاروقی میں

ابن سعد (٣۔١،ص١٩٦) کے مطابق علیؑ اور طلحہؓ نے ابوبکر سے ان کے بستر مرگ پر، گمنام شخص کی بطور ولی عہد بیعت لینے پر آکر پوچھا کہ کسے نامزد کیا ہے ؟ کہا : عمر کو دونوں نے کہا : خدا کو کیا جواب دوگے ؟ کہا : کیا تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو ؟ میں اللہ اور عمرؓ کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں، اور میں اللہ سے کہونگا کہ میں نے تیرے سب سے بہتر بندے کو خلیفہ نامزد کیا ۔

مگر خلیفہ بننے کے بعد عمرؓ کا برتاؤ ایسا رہا کہ کسی کو شکایت نہ رہی ۔ دونوں ایک دوسرے کی انتہائی عزت کرتے تھے ، اور علیؑ نے اپنی چھوٹی بیٹی ام کلثوم بھی عمر سے بیاہ دی ۔

عمرؓ ان کی رائے کی بہت قدر کرتے تھے اور ایک آدھ بار تو فرط تعریف سے کہا : ,,علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا ،، (١٧) اسلامی تقویم کو ہجرت سے شروع کرنے کا مشورہ علیؑ ہی نے دیا تھا (١٨)

شراب نوشی کی سزا بڑھا کر اسّی درے کرنے میں بھی علی کا مشورہ شریک تھا (١٩)۔ اہل قومس اور طبرستان وغیر نے جوابی حملہ کیا تو عمرؓ کی مشاروت پر علیؑ نے کہا : ساری شامی فوج ادھر بھیجیں تو قیصر حملہ کر دیگا ، ساری یمنی فوج بھیجیں تو حبشہ حملہ کر دیگا ، اس لئے ہر جگہ سے وہاں کی ایک تہائی فوج بطور کمک

بھیجی جائے ۔ عمرؓ نے کہا : میری بھی یہی رائے تھی اور میں اوروں کا اتفاق چاہتا تھا (٢٠) بنی تغلب کے عیسائیوں سے لی جانے والی رقم کو جزیہ کی جگہ صدقہ کا نام بھی بمشورہ علیؑ دیا گیا (٢١) مگر اختلاف بھی کرتے تھے ۔ حضرت علیؑ دیوان اور خزانوں کے خلاف تھے اور کہتے تھے کہ ہر سال کی آمدنی اسی سال ختم کر دی جائے ، حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان کی رائے پسند کر کے دیوان قائم کیا (٢٢) دیوان بننے لگا تو علیؑ نے عمرؓ سے کہا : ,,آپ اپنے سے شروع کریں ،، ، مگر عمرؓ نے رسول اللہؐ کے خاندان اور حضرت عباس سے شروع کیا (٢٣) ۔

خلافت عمری میں علیؑ مدینہ کے قاضی رہے (٢٤)۔ اپنے بیرون عرب سفروں میں عمر نے کئی بار علی کو نائب بنا کر چھوڑا (٢٥)

حضرت عمرؓ نے ان کو سپہ سالار بنا کر شام بھیجنا چاہا مگر خود انہوں نے پسند نہ کیا ۔

خلافت عثمانی میں

حضرت عمرؓ کو قاتل نے مہلک طور پر زخمی کیا تو انہوں نے اپنے جانشین کو خود معین کرنے کی جگہ ایک شوریٰ (کمیٹی) کے سپرد کیا کہ اپنے ہی میں سے کسی کا انتخاب کر لے ۔ اس وقت عشرہ مبشرہ میں سے سات زندہ تھے جن میں سے سعید بن زید حضرت عمرؓ کے رشتہ دار تھے اس لئے وفور تقوٰی سے ان کو شوریٰ سے خارج رکھا ۔ مابقی چھ رائیں اگر آدھوں آدھ بٹ جائیں تو گتھی دور کرنے کے لئے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو ساتواں رکن اس صراحت سے بنایا کہ وہ صرف گتھی کی صورت میں رائے دیں ، اور ان کی رائے بھی معین کر دی کہ اس طرف ہو جدھر عبدالرحمن بن عوف ہوں ۔

شوریٰ میں اولاً سوال یہ کیا گیا کہ کون امیدوار نہیں ہے ؟ ایسے چار شخص نکلے . اس پر امیدواروں سے کہا گیا کہ کسی ایک غیر امیدوار کو پنچ بنا لیں اور فیصلہ اس پر چھوڑ دیں . اس کے لئے عبدالرحمن بن عوف چنے گئے اور طبری کے الفاظ میں علیؓ اور عثمانؓ نے حلف لے کر کہا کہ ہم اس شخص کی بیعت کریں گے جس کی تم بیعت کرو حتیٰ کہ اگر تمہارا ایک ہاتھ تمہارے ہی دوسرے ہاتھ کی بیعت کیوں نہ کرے . مگر عبدالرحمن نے اس سے کوئی بے جا فائدہ نہ اٹھایا بلکہ کئی دن شہر میں دورہ کیا ، مقامی اور مسافر ، بوڑھے اور بچے ، مرد اور عورت ہر کسی سے رائے پوچھی اور سوائے دو افراد کے سارے لوگوں نے عثمانؓ کو ترجیح دی . پھر انہوں نے خلوت میں عثمانؓ اور علیؓ سے بھی اقرار لیا کہ اگر اس کا انتخاب نہ ہو تو وہ فوراً منتخبہ شخص کی بیعت کرلیگا : آخر میں مسجد نبوی میں مجمع عام میں منبر پر سے علی سے پوچھا : اگر تمہارا انتخاب کروں تو کیا قران و حدیث اور نظائر ابو بکرؓ و عمرؓ پر عمل کروگے ؟ انہوں نے کہا : قرآن و حدیث پر بے شک لیکن ابوبکرؓ اور عمرؓ کے نظائر پر امکان کی حد تک . اسی سوال پر عثمان نے غیر مشروط طور پر ہاں کہا . اس پر عبدالرحمن بن عوف نے انہیں کا انتخاب کیا ، اور لوگ بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے (٢٦) ۔

اس زمانے میں اولین مسئلہ عبیداللہ بن عمر کا تھا جنھوں نے اپنے باپ کے قتل کے سلسلے میں قاتل کے بعض ہموطن (ایرانیوں) کو اس لئے قتل کر دیا تھا کہ ان کے ہتھیار مہیا کرنے اور شریک سازش ہونے کی اطلاع ملی تھی ، مگر ایسے ایک شخص ، جفینہ ، کی ایک ننھی بچی کو بھی قتل کر دیاتھا۔ حضرت علیؓ نے قصاص کی رائے دی (٢٧)

مگر رائے عامہ کے دباؤ پر کہ کل عمرؓ قتل ہوئے آج ان کے بیٹے کو قتل کیا جا رہا ہے ، عثمانؓ نے ان ایرانی مقتولوں کے رشتہ داروں کے اتفاق سے خون بہا پر مسئلہ ختم کیا ، اور خون بہا اپنی جیب سے دے دیا ۔

خلیفہ ہوتے ہی حضرت عثمانؓ نے ,, لوگوں کی تنخواہوں میں سالانہ ایک سو درہم اضافہ کرنے کا حکم دیا ، اور صوبہ جاتی شہروں سے (بیعت کے لئے) مدینہ وفد بلائے اور ان کی ضیافت کی ، اور سب سے پہلے انہیں نے اس عمل کا آغاز کیا (٢٨) ،، ۔ ابتدائی پانچ چھ سال ہردلعزیزی کے تھے ، وہ خزانہ سے کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے بلکہ دادودہش ہی کرتے تھے .

حضرت عثمانؓ پر اولین اعتراض حج کے زمانے میں منیٰ میں قصر کی جگہ کامل نماز پڑھنے پر ہوا . لوگوں کے کہنے پر حضرت علیؓ نے ان سے گفتگو کی مگر جواب سے وہ مطمئن نہ ہوئے (٢٩) . ممکن ہے انہوں نے سہو اور بے خیالی میں چار رکعتیں پڑھا دی ہوں مگر انہوں نے کہا کہ ان کے اجتہاد میں وہ چار رکعت پڑھ سکتے ہیں ۔

پھر حضرت ابوذرؓ کا قصہ شروع ہوا . ان کی رائے تھی کہ ایک رات اور ایک دن سے زیادہ کا غذائی ذخیرہ گھر میں رکھنا حرام ہے ، اور سونا اور چاندی بھی گھر میں رکھنا ناجائز ہے ۔ مگر یہ لفظی تعمیل تھی کیونکہ تنخواہ ملتے ہی خود ابو ذر دراہم اور دنانیر کو تانبے وغیرہ کے فلوس میں تبدیل کر لیتے تھے اور اس کو گھر میں رکھنے میں حرج نہ سمجھتے تھے ۔ جب تک حضرت عمرؓ زندہ تھے ، حضرت ابوذرؓ چپ رہے مگر اب اپنی رائے کو شدّ و مدّ سے ظاہر کرنے لگے اور لوگوں نے شکایتیں کیں تو مجبوراً ان کو حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ

صحرا میں زبدہ نامی مقام پر رہو اور وہاں سے کہیں نہ جاؤ . ان کے مدینہ سے جاتے وقت حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ ان کو وداع کرنے کے لئے مسایعت کی ، جو حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر محمول کی جا سکتی ہے -

سنہ ۳۴ میں ابن سبا کی سازش شروع ہوئی : اسی یہودی نے اس زمانے میں اسلام قبول کیا تھا پھر شہر شہر پھر کر کارستانی کی تنظیم کی (۳۰)، جو یہ تھی ہر شہر سے دوسرے شہر کے ایجنٹ کو خط جاتے کہ ہمارے ہاں اسلام باقی نہیں ، گورنر علی الاعلان بدکاری کرتے ہیں ، نماز کوئی نہیں پڑھتا وغیرہ . یہ ایجنٹ شہر کی کسی چھوٹی مسجد میں ایسے خطوط وقتاً فوقتاً سب کو پڑھ کر سناتا . سارے لوگ کہتے : الحمد لله ہمارے شہر میں ایسا بالکل نہیں ہے ، اور خیال کرتے کہ ساری دنیائے اسلام بگڑ گئی ہے ، صرف ان کا ایک شہر اچھا ہے اور ہر جگہ ایسا ہی ہوتا . رفتہ رفتہ حضرت عثمانؓ تک اطلاع آئی تو انہوں نے صحابہ کے مشورے سے ایک غیر جانبدار کمیشن بھیجا کہ ساری مملکت کا دورہ کرکے تحقیقات کرے . اس کا پول تو کھل گیا لیکن کچھ بھولے لوگ کمیشن کو سرکاری کمیشن سمجھ کر اپنی غلط فہمیوں میں غلطاں رہے تو حیرت کی جگہ نہیں ، خاص کر جب یہ نکتہ ابن سبا کے ایجنٹ ہر وقت یاد دلاتے رہتے . چنانچہ کمیشن کے ایک رکن عمار بن یاسر ابن سبا اور اس کے ساتھیوں کی شہادت کی بنا پر مصر کے گورنر کے متعلق مطمئن نہ ہو سکے . مزید برآں کمیشن کا بیان مدینے میں شائع ہوا ، بہ ظاہر اضلاع کو اس کی اطلاع نہ بھیجی گئی اور وہاں بدگمانیاں برقرار رہیں -

ایک مرتبہ شاکیوں نے حضرت معاویہؓ کے خلاف الزام لگا کر حضرت علیؓ کو گفتگو کے لئے مامور کیا . وہاں بھی بے بنیاد باتیں تھیں (۳۱) - ان سازشیوں نے علیؓ ، زبیرؓ ، طلحہؓ اور بی بی عائشہؓ کے نام سے سارے اضلاع میں خط بھیجے کہ عثمانؓ کے خلاف مسلح بغاوت کرو (۳۲) بی بی عائشہ کے متعلق مسروق کی ایسی ہی روایت طبری کے ہاں بھی ہے -

اب سنہ ۳۵ ھ میں سبائیہ لوگوں نے خانہ جنگی کی کوشش کی . اس کے لئے بصرے کے لوگ طلحہ کے پاس ، کوفی لوگ زبیر کے پاس اور مصری لوگ علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ تم عثمانؓ سے بہتر ہو ، ہماری بیعت قبول کرو ہم تمہیں خلافت دلاتے ہیں . ان تینوں نے ظاہر ہے کہ دھتکار کر ان کو ان کے اپنے اپنے ملک کو واپس جانے کا مشورہ دیا (۳۳) . مسلمان مؤرخ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے رہے ہیں کہ سبائیہ میں پھوٹ تھی ، لیکن ہماری رائے میں ابن سبا کا ماسٹر پلان ہی یہ تھا ، اور وہ چاہتا تھا کہ نہ صرف عثمانؓ قتل ہوں بلکہ اس کے بعد طلحہؓ ، زبیرؓ اور علیؓ میں بھی خانہ جنگیاں ہوں .مذکورہ بصری ، کوفی اور مصری وفد مدینہ سے روانہ تو ہو گئے لیکن تھوڑی دور جا کر پھر واپس آئے اور کہا کہ ہمارے قتل کے احکام سرکاری ڈاکیوں کے پاس سے برآمد ہوئے ہیں (۳۳) . حضرت علیؓ سے ان کی خفیہ گفتگو ہوئی تھی ، ان کے نام حضرت عثمانؓ کو کیسے معلوم ہو گئے ، اور پھر سارے ہی ڈاک لیجانے والے کیسے پکڑے گئے ؟

ابن حجر (المطالب العالیة ، نمبر ۴۴۳۸) نے ابن راھویہ کی یہ اہم اور معنی خیز روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مصری گورنر کو بدلنے پر رضامندی ظاہر کی تو مصری وفد خوش خوش

واپس ہو گیا ، لیکن جب وہ مصر کے راستے میں تھا تو ایک اونٹ سوار (راکب) ملا جو ان کے قریب سے گزرتا پھر ان کو چھوڑ کر دور ہو جاتا ، پھر مکرر ان کی طرف آتا اور کچھ دیر بعد انہیں چھوڑ کر دور چلا جاتا ، اور مدنیوں کو گالیاں دیتا ۔ مدنیوں نے کہا : تجھے کیا ہو گیا ہے ؟ تجھے کوئی خاص کام ہونا چاہیئے ، تیرا کیا حال ہے ؟ کہا : میں امیر المومنین کا خط مصر کے گورنر کے نام لے جا رہا ہوں ۔ وفد نے اس کی تلاشی لی تو حضرت عثمانؓ کی طرف سے ان کی مہر لگا ہوا ایک خط مصر کے گورنر کے نام برآمد ہوا کہ ان مدنی لوگوں کو سولی چڑھائے ، یا قتل کرے ، یا ان کا مختلف جہتوں کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹے ۔ یہ وفد مدینہ آ کر حضرت علیؓ کے پاس گیا اور کہا : دیکھا ؟ یہ اللہ کا دشمن (عثمانؓ) ہمارے متعلق فلاں فلاں بات لکھتا ہے ۔ اب اس کا خون حلال ہو گیا ۔ اٹھئے اور ہمارے ساتھ (اسے قتل کرنے) چلئے ,, حضرت علیؓ نے فرمایا : خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ عثمانؓ کے خلاف نہیں چلونگا ۔ انہوں نے کہا : ایسا ہے تو پھر آپ نے خط لکھ کر ہمیں کیوں بلایا ؟ فرمایا : خدا کی قسم ، میں نے تمہیں کبھی کوئی خط نہیں لکھا ۔ اب وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ۔

مصری گورنر کے خلاف شورش سب سے پرزور تھی ، کہ ابن سبا مصر ہی میں رہتا تھا ۔ سازش سے ناواقف خلیفہ نے خیال کیا کہ عوام کو ٹھنڈا کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔ اسی لئے شورشیوں ہی سے پوچھ کر محمد بن ابوبکر کو (جن کی نامناسب حرکتوں کے باعث ان کی بہن ام المومنین عائشہ انہیں سخت نفرت سے دیکھتی تھیں) ، مصر کا گورنر بنا کر بھیجا ۔ انہوں نے ہی راستے میں

اس سرکاری ڈاکیے کو پکڑا ، اور اس کے پاس سے جو خط برآمد کیا اس میں ان کی مصر آمد پر قتل کا حکم پایا گیا (٣٥) ۔ سیوطی نے تدریب الراوی (ص ١٥١) میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں حروف پر نقطوں کا زیادہ رواج نہ تھا ، اور حسب دستور مصر کے گورنر کو پیشگی آگاہ کیا گیا کہ ایک نیا گورنر آرہا ہے ,,فاذا جاء کم فاقبلوہ ,, (جب وہ وہاں آئے تو اس کو قبول کرو) ، لیکن نقطے نہ ہونے سے اسے ,,فاقتلوہ ,, (اسے قتل کر ڈالو) بھی پڑھا جا سکتا تھا ۔ اور محمد بن ابوبکر ایسا ہی پڑھ کر مدینہ واپس آئے اور شہر میں حضرت عثمانؓ کو بدنام کر کے ان کے خلاف تن من دھن سے کوشش میں لگ گئے ۔ طبری نے لکھا ہے کہ سارے مدینہ میں صرف تین شخص حضرت عثمان کے مخالف تھے ، محمد بن ابی بکر ، محمد بن ابی حذیفہ ، اور عمار بن یاسر ۔ باغی (مصری) انہیں سے سازشیں کرتے رہے ۔ (محمد بن ابی بکر کی غلط فہمی کی وجہ ہم ابھی اوپر دیکھ چکے ہیں ۔ محمد بن ابی حذیفہ کو یتیم ہونے کے باعث حضرت عثمانؓ نے بڑی محبت سے پرورش کیا تھا ۔ جوانی پر اس نے گورنری مانگی ۔ حضرت عثمانؓ نے ناموزوں پاکر انکار کیا ۔ اس پر یہ ناشکرا ان کی جان کا دشمن ہوگیا ۔ عمار بن یاسر جب مصر سے ابن سبا سے متاثر ہو کر آئے تو ایک بار حضرت عثمانؓ کے غلاموں نے ان کو مار پیٹ کی تھی اور اسے وہ کبھی بھول نہ سکے) ۔ بہرحال مصری باغی اب مدینہ میں گھس آئے اور مسجد نبوی پر قبضہ کر لیا (٣٦) ۔ ایک دن حضرت عثمانؓ جمعہ کا خطبہ دینے لگے تو ان لوگوں نے ان پر پتھراؤ کیا اور غشی کی حالت میں ان کو گھر لیجایا گیا (٣٧) ۔ قبضۂ مسجد کے بیس دن بعد انہوں نے حضرت

عثمانؓ کو مسجد میں آنے اور نماز پڑھانے سے بھی روک دیا اور پھر باغیوں کے سردار غافقی (جو غالباً یہودی النسل ہی تھا ۔ کیونکہ اس نے قرآن مجید کو لات ماری تھی ۔ دیکھو نیچے) ، امامت کرنے لگا (۳۸) امام حسن ، زید بن ثابت وغیرہ کئی لوگوں نے ان باغیوں سے جنگ کرنی شروع کی تو حضرت عثمانؓ نے اپنے مکان کے چھجے میں سے ان کو قسمیں دے کر ان کو گھروں کو واپس بھیجا (۳۹) حضرت عثمانؓ کی مدد کو ام المومنین ام حبیبہ آئیں تو قریب تھا کہ مار ڈالی جائیں ۔ بی بی عائشہ نے اپنے بھائی محمد کو لعنت ملامت کر کے واپس کرنا چاہا مگر اس نے نہ مانا ۔ حضرت علیؓ بھی آ کر باغیوں کو سمجھانے لگے ۔ مگر کسی نے ان کی بات نہ مانی (۴۰) اس صورت حال پر طلحہؓ اور زبیرؓ گھبرا کر خانہ نشین ہو گئے محصور ہونے کے باوجود حضرت عثمانؓ نے (۴۱) نہ چاہا کہ مدینہ کے لوگ حج کو نہ جائیں بلکہ اصرار کر کے ابن عباس کو امیر الحج بنا کر بہت سے باشندوں اور امہات المومنین کے ساتھ مکہ بھجوایا (۴۲) (طبری ص ۱۱ ـ ۳) حضرت عثمانؓ کا گھر مضبوط و مستحکم تھا ۔ اور اس کا دروازہ توڑا نہ جا سکا تو اسے اور چھجے کو باغیوں نے آگ لگا کر منہدم کیا ۔ پھر اندر گھسے ۔ حضرت عثمانؓ قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے ۔ غافقی نے قرآن مجید کو لات ماری (۴۳) اور معصوم خلیفہ کو شہید کر دیا گیا ۔

قتل کے بعد بھی دشواریاں کم نہ ہوئیں : عثمانؓ کو اسلامی قبرستان جنت البقیع میں دفن کرنے نہ دیا گیا اور کہا کہ ان کو غیرمسلموں کے قبرستان میں دفنایا جائے ۔ آخر مشکل سے جنت البقیع کے باہر ایک سادہ زمین میں ان کو دفن کیا جا سکا جس میں حضرت

علیؓ نے بھی مدد دی ۔ اموی خلافت کے زمانے میں وہ مقام جنت البقیع میں داخل کر دیا گیا ۔

خلافت علیؓ

باغیوں نے نوے سالہ اور روزہ دار حضرت عثمان کو تلاوت قرآن کرتے وقت شہید تو کر دیا لیکن رائے عامہ کے رد عمل سے گھبرائے اور چاہا کہ کسی طاقتور شخصیت کے پیچھے اپنے کو چھپائیں ۔ سب سے ممتاز حضرت علیؓ تھے ۔ پہلے وہ انھیں کے پاس آئے لیکن وہ روپوش ہونے کی کوشش کرتے رہے ۔ یہی حال طلحہؓ اور زبیرؓ کا تھا ۔ اس پر وہ سعد بن ابی وقاص کے پاس پہنچے ۔ انھوں نے قطعاً انکار کیا ۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے ، اور وہاں بھی انکار ہی ملا ۔ اس پر وہ گھبرائے کہ اگر اپنے ہم وطنوں کے پاس ان حالات میں جائیں تو ہماری خیر نہیں ۔ طبری کی روایت میں ہے کہ اس پر سارے بزدلوں کی طرح انھوں نے کمزوروں پر دباؤ ڈالا اور عام اهل مدینہ کو دھمکی دی : ہم تمھیں تین دن کی مہلت دیتے ہیں ، اگر کسی موزوں شخص کو خلافت قبول کرنے پر تم آمادہ نہ کر سکو تو ہم علیؓ ، طلحہؓ ، زبیرؓ اور بہ کثرت عوام کا قتل عام کرینگے ـ بہ طریقہ کارگر ہوا ، اور خود اهل مدینہ حضرت علیؓ سے الحاح و اصرار کرنے لگے ۔ وہ انکار پر ڈٹے رہے تو طلحہ پھر زبیر کے پاس گئے اور ان کے انکار پر مکرر حضرت علیؓ ہی کے پاس آ کر رونے لگے : تمھیں اللہ کا ڈر نہیں ، تمھیں ہم پر رحم نہیں آتا ؟ اهل مدینہ اور باغیوں کی الحاح وزاری پر انھوں نے معذرت پر اصرار کرتے ہوئے کہا : ,,تمھیں معلوم ہونا چاهئیے کہ اگر میں تمهاری بات کو مان لوں تو تمھیں اپنی مرضی کے مطابق چلاؤنگا اور کسی کی

بات یا عتاب کی پروا نہ کرونگا ۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو تمہارے میں سے ایک کی طرح رهونگا اور جس کو تم امیر بناؤ اس کا شاید تم سب سے زیادہ هی مطیع اور بات ماننے والا رهونگا ۔ اور میں تمہارے لئے امیر کی جگہ وزیر رهوں تو تمہارے هی لئے زیادہ بہتر هے ۔ (۳۳) سب نے کہا آپ کی شرطیں منظور هیں ۔ اس پر فرمایا : اچھا تو کل مجمع عام میں بیعت هو گی ۔ باغیوں نے آپس میں سوچا : اگر علیؓ کے ممکنہ رقیبوں کو بھی ان کی بیعت پر مجبور کر دیں تو استقامت حاصل هو جائیگی ۔ چنانچہ زبیر کو ان کے کوفی دوست ، اور طلحہ کو ان کے بصری دوست بلا کر لائے اور علیؓ کی بیعت کرائی ۔ دوسرا دن جمعہ کا تھا ۔ اطلاع ملنے پر لوگ سویرے هی سے مسجد میں جمع هونے لگے ۔ حضرت علیؓ آ کر منبر پر چڑھے اور حاضرین سے مخاطب هو کر پوچھا : لوگو ! میں علی الاعلان کہتا هوں یہ (خلافت) تمہارا کام هے ، جس کو سپرد تم کرو اس کے سوا کسی اور کو اس پر حق نہیں ۔ کل ایک سمجھوتے پر هم نے باتیں ختم کی تھیں ۔ اگر تمہاری خواهش هو تو میں (بیعت کے لئے یہاں) بیٹھتا هوں ، ورنہ مجھے کسی کے خلاف کچھ رنج نہ هوگا ۔ اس پر بیعت شروع هوئی ۔ ،،پہلے طلحہ بہ جبر لائے گئے اور انہوں نے کہا : میں اکراہ کے تحت بیعت کرتا هوں (بعد میں حضرت علیؓ بھی اسے تسلیم کرینگے : هم نے ان کو اتحاد پر مجبور کیا ، انتشار پر نہیں) ۔ پھر زبیر بھی لائے گئے ۔ اس کے بعد ان لوگوں کو لایا گیا جو پیچھے رہ گئے تھا (تخلّفوا ۔ اس سے مراد غالباً عبداللہ بن عمر ، زید بن ثابت ، اسامہ بن زید ، صہیب وغیرہ هیں جو فتنے کے زمانے میں غیر جانبدار رہنا چاهتے تھے اور باغیوں کی تلواروں کے سائے میں

انتخاب سے خوش نہ تھے) ، اور انہوں نے کہا : هم اس بات پر بیعت کرتے هیں کہ کتاب اللہ کو قریب اور بعید ، قوی اور ذلیل سب پر نافذ کیا جائے ۔ علیؓ نے ان سے اس پر بیعت کی ۔ پھر عوام الناس اٹھے اور بیعت شروع کی " ۔

بیعت کی رسم ختم هونے کے بعد ، ابن کثیر (بدایہ ، ۷ ۔ ۲۲۷ تا ۲۲۹) کے مطابق طلحہ ، زبیر اور دیگر اکابر صحابہ ان کے پاس آئے اور قاتلین عثمانؓ سے قصاص کا مطالبہ کیا ۔ انہوں نے کہا ان (باغیوں) کے پاس بڑی قوت هے ان کے خلاف فی الوقت فوراً کچھ نہیں کیا جا سکتا ۔ اس پر حضرت زبیرؓ نے کہا : مجھے کوفہ کا والی بناؤ میں وهاں سے فوجیں لے کر آتا هوں ۔ اسی طرح حضرت طلحہؓ نے کہا : مجھے بصرہ کا والی بناؤ تاکہ وہ وهاں سے فوجیں لا کر ان خوارج (یعنی باغیوں) اور جاهل بدویوں کے مقابلے کے لئے قوت حاصل هو ۔ کہا : میں غور کرونگا ۔ ابن عباس نے مشورہ دیا کہ سارے پرانے والیوں کو امن قائم هونے تک ان کی خدمتوں پر بحال رکھا جائے ، خاص کر حضرت معاویہؓ کو شام کے صوبہ پر ۔ علیؓ نے کہا میری یہ رائے نہیں هے ۔ خاص کر معاویہ کے متعلق تو قطعاً نہیں ۔ پھر شام کی گورنری ابن عباس کو پیش کی مگر انہوں نے انکار کیا ۔ پھر سهل بن حنیف کو وهاں نامزد کر کے بھیجا ، مگر معاویہ کی سوارہ فوج کے رسالے نے تبوک هی سے انہیں واپس کر دیا ۔ مصر پر قیس بن سعد کو نامزد کیا ، مگر وهاں والوں نے اسے نہ مانا ۔ اهل بصرہ نے بھی نئے گورنر کو قبول نہ کیا ۔ عمارہ بن شہاب کو کوفہ بھیجا تو راستے میں طلحہ بن خویلد نے حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کرتے هوئے اس کو آگے جانے نہ دیا ۔ والی کوفہ ابو موسیٰ اشعری نے علیؓ کو

اہل کوفہ کی بڑی اکثریت کی بیعت بھیجی بلاذری (انساب) کے مطابق خود اہل مکہ نے بھی بیعت سے انکار کیا ۔ غرض انتشار پھیل گیا ۔

عوام نے حضرت علیؓ سے بڑی توقع کی لیکن دن گذرتے گئے اور قاتلین عثمان کے خلاف کچھ بھی نہ ہونے سے ان کی مقبولیت روز بروز متاثر ہوتی گئی ۔

اس پر طلحہؓ اور زبیرؓ مکہ چلے گئے اور امہات المومنین سے جو وہاں سخت تاسف و تاثر کی حالت میں تھیں کہا کہ ہم حضرت عثمان کا بدلہ لینگے ۔ طلحہ کا بصرہ میں بڑا اثر تھا ۔ وہاں کا قصد کیا تو بی بی عائشہ نے ساتھ جانے پر رضامندی ظاہر کی ۔ بی بی حفصہ بھی آمادہ تھیں لیکن ان کے بھائی عبداللہ بن عمر نے روکا اور کہا میں ساتھ نہ اؤنگا ۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کے بصرہ جانے میں وہاں کے خزانے اور چھاؤنی کی اہمیت کے باعث خانہ جنگی کا خطرہ محسوس کیا ، اور مدینہ سے روانہ ہوئے کہ ان سے پہلے خود بصرہ پر قبضہ کر لیں ۔ ابن سبا بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے ہمراہ بصرہ روانہ ہوا ۔ حضرت علیؓ نے والی کوفہ ابو موسیؓ اشعری کو کمک بھیجنے کا حکم روانہ کیا ۔ صریح احادیث نبویہ کی یاد میں وہ خانہ جنگی روکنے کے لئے اپنے علاقے کی رضا کاروں کو باہر نہ جانے کی تاکید کرتے رہے ۔ حتیٰ کہ جب امام حسن نے آکر مسجد میں لوگوں کو ساتھ چلنے کا مشورہ دیا تو بھی وہ اپنی امن پسندی سے باز نہ آئے ۔ اس پر حضرت علیؓ نے انہیں فوراً خدمت سے معزول کر دیا ، اور اس متقی گورنر نے کوئی مخالفت نہ کی بلکہ خدمت کا خاموشی سے جائزہ دے کر صحرا نشین ہو گئے ۔

حضرت علیؓ بھی عراق پہنچے اور حضرت طلحہ و زبیر و عائشہ بھی ۔ جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو بہت سے سربرآوردہ مسلمان اس خانہ جنگی کو روکنے کی کوشش کرنے لگے ۔ واقعہ یہ ہے کہ بہت سی بدگمانیاں اور غلط فہمیاں تھیں : حضرت علیؓ خیال کر رہے تھے کہ حضرت عائشہ و طلحہ ان کے شخصی مخالف ہیں ۔ فریق ثانی کو گمان تھا کہ حضرت علیؓ کا شہادت عثمانی میں ہاتھ ہے جس کی وجہ سے وہ ان قاتلین عثمانؓ کو بھی جو ان کی اپنی فوج میں ہیں سزا دینا نہیں چاہتے ۔ جب غیر جانبدار بیچ میں پڑے تو غلط فہمیاں دور ہوگئیں اور مصالحت مکمل ہوگئی (۳۵) ابن سبا اور اس کے ساتھی گھبرائے کہ اب ان کی خیر نہیں ۔ اس پر بڑی رات گئے اس گروہ نے حضرت عائشہؓ کے پڑاؤ کی طرف سے آکر حضرت علیؓ کی غافل اور مطمئن فوج پر ہلّہ بول دیا ۔ حضرت علیؓ نے فطرۃً گمان کیا کہ حضرت طلحہؓ نے غداری کی ہے ۔ جب انہوں نے مدافعت میں جوابی حملہ کیا تو اب حضرت عائشہ اور طلحہ کو بھی مماثل گمان ہوا ، اور جلدی ہی دونوں فوجیں گتھ گئیں ۔ حضرت عائشہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر پوری جوانمردی سے معرکہ میں شریک ہوئیں ، اور اسی لئے اس لڑائی کو جنگ جمل کا نام دیا گیا ہے ۔ لڑائی دیر تک جاری رہی ۔ اس اثنا میں حضرت علیؓ نے طلحہ و زبیر کو پیام بھیجے ، اور یہ دونوں اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ فوج چھوڑ کر صحرا میں پناہ گزین ہونے چلے گئے ، لیکن بعض مخالفین نے بظاہر ناواقفیت میں ان کو راستے میں مار ڈالا ۔ ان کے جانے پر فریق ثانی کی فوج کمزور ہوگئی ۔ حضرت عائشہ کے ساتھی ، غلط فہمی میں ، انتہائی بہادری سے لڑے مگر آخر

مغلوب ہوگئے ۔ (تنبیہ مسعودی کے مطابق اصحاب الجمل میں سے تیرہ ہزار آدمی مارے گئے جن میں سے قبیلہ ازد ہی کے چار ہزار تھے) ۔

حضرت علیؑ نے اسلامی شرافت کا برتاؤ کیا : بھگوڑوں کے تعاقب سے روکا ، مجروحین کو قتل کرنے سے منع کیا ، مال غنیمت میں سے سرکاری سامان اور ہتھیار تو ضبط کر لئے لیکن باقی سامان مالکوں یا ان کے وارثوں کو واپس کرنے کا حکم دیا (اور لوگ رفتہ رفتہ عرصہ دراز تک آ کر اپنا سامان پہچان کرلیجاتے رہے) ۔ عورتوں کی عصمت بچائی ۔ یہودی غنڈوں کو یہ اچھا نہ لگا تو حضرت علیؑ نے بگڑ کر ڈانٹا : کون ہے جو ام المومنین عائشہ کو لونڈی بنا کر ان کی عصمت دری کرنے پر آمادہ ہے ؟ پھر حضرت عائشہؓ کو پوری عزت و حرمت سے ان کے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر اور دیگر معتمد علیہ لوگوں کی حفاظت میں مدینہ واپس بھیجنا چاہا ۔ حضرت عائشہ اتنا متاثر تھیں کہ انھوں نے شکر گذاری میں کہا ، میں تمھارے ساتھ رہ کر اہل شام کے مقابلے کے لئے جانا چاہتی ہوں ۔ مگر حضرت علیؑ نے ان کو اصرار سے مدینہ واپس بھیج ۔

اس پہلی فتح پر حضرت علیؑ کی پوزیشن کافی مستحکم ہو گئی اور حرمین اور عراق ہی نہیں ، خراسان ، آذربئیجان ، بلاد الجبل ، یمن اور مصر نے بھی بیعت کر لی ۔ لیکن بصرہ کے بیت المال کو بہر حال انھوں نے سیاسی اغراض کے لئے استعمال کیا اور اس کی ساری رقم اپنی فوج کو انعام میں دیدی . ہر شخص کو پانچ پانچ سو درہم ملے ۔ اور وعدہ کیا کہ دمشق کا خزانہ بھی ان کو بانٹینگے ۔

اب انھوں نے شام کی طرف توجہ کی اور طویل خط و کتابت ہوتی رہی ۔ (اس کا بڑا حصہ نہج البلاغہ میں محفوظ ہے) ۔

بلاذری (انساب ، مخطوطہ استانبول ، ۱ ۔۳۳۳) کے مطابق المسور بن مخرمہ الزہری کے ہاتھ حضرت علیؑ نے حضرت معاویہؓ کو یہ خط بھیجا : ..لوگوں نے مشورہ کئے بغیر عثمانؓ کو مار ڈالا ہے ، پھر میری بیعت کی ہے ۔ تم بھی بیعت کر لو ، اللہ تم پر ، توفیق دیتے ہوئے ، رحم کریگا ، اور میرے پاس شام کے شرفاء کا وفد ساتھ لے کر آؤ ۔ لیکن معاویہ کے لئے گورنری کا کوئی ذکر نہ کیا .. ۔ اولاً معاویہ نے کہلا بھیجا کہ قاتلین عثمانؓ کو ان کے رشتہ داروں کے سپرد کرو ، اور خلافت کو شوریٰ بناؤ تاکہ لوگ آزادی سے کسی کا انتخاب کر سکیں ۔ ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ نے یہ رد کر دیا ۔ طبری ، نہج البلاغہ وغیرہ میں مندرج خطوط کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے حضرت علی کا واحد استدلال یہ تھا کہ وہ رسول اکرمؐ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور نبوت و خلافت ایک ہی جگہ رہ سکتی ہیں (یعنی وراثت)

اور یہ کہ انتخاب کا حق صرف اہل مدینہ کو ہے ، صوبہ جات کو صرف اطاعت کرنی چاہئے ۔ اور کسی خط میں خفیف سے خفیف اشارہ بھی اس طرف نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے انہیں ولی عہد نامزد کیا ہو ۔ (فضائل علیؑ کی حدیثوں سے علیؑ پسند لوگ اب جو استنباط کرتے ہیں کیا وہ بعد کی چیزیں ہیں ؟) ان کا معاویہ کے متعلق قول کہ وہ طلقاء فتح مکہ میں سے ہونے کے باعث خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتے ، وہ بھی بعد والوں کی ایجاد ہے ۔ حضرت ابو سفیانؓ نے فتح مکہ سے قبل رسول اکرمؐ کے پڑاؤ میں اسلام قبول کیا اور حضورؐ نے اعلان کرایا : جو کوئی ابو سفیانؓ کے مکان میں چلا جائے اسے امن رہیگا ۔ معاویہ کے اس سے بھی سال بھر قبل اسلام لاچکے ہونے کی روایت کو قبول نہ بھی کیا جائے تو ، اس فرمان

نبوی کے باعث معاویہ نہ غلام بنے اور نہ آزاد کئے گئے (طلقاء کے معنے ہیں : تمھیں چھوڑ دیا جاتا ہے ، مواخذہ نہیں کیا جاتا ، یہ نہیں کہ آزاد کیا جاتا ہے ، اگر وہ آزاد کردہ غلام بھی ہوتے تو حضرت عمرؓ کے نزدیک سالم مولی ابی حذیفہ کے خلیفہ بن سکنے کی موزونیت بھی اس استدلال کے خلاف پڑیگی) ۔

جب باتوں سے کام نہ بنا تو آخر العلاج الکیؔ ، دونوں طرف سے فوجیں آگے بڑھنے لگیں ۔ علیؑ کے ساتھ نوے ہزار ، اور معاویہ کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی ، صفین پہنچ کر ایک سو دس دن تک آمنے سامنے پڑی رہیں اور اس اثنا میں صرف چپقلشیں ہوتیں اور فریقین میں قرّاء بیچ میں پڑ کر لڑائی سے روکتے رہے : یہ لوگ قرآن لے کر دونوں فوجوں کے مابین بیٹھ جاتے اور کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ قرآن پڑھنے والوں کو روندتے ہوئے جائیں ۔

آخری معرکے سے قبل چند ضمنی امور کا ذکر بےجا نہ ہوگا : معاویہ جیسے فقیہ اور امن پسند صحابی نے حضرت علیؑ سے کیوں مخالفت کی ؟ خود ان کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ نے میری حکمرانی کی پیشینگوئی فرمائی اور تاکید کی کہ اگر میں اس رتبے پر پہنچوں تو درگذری کو اپنی عادت بناؤں ۔ جب سے میں نے یہ سنا مجھے خلافت کی تمنا رہی (ابو بکرؓ ، عمرؓ اور عثمانؓ کے انتخاب کے وقت کسی چناؤ کا سوال نہ تھا) ۔ ایسی ساری حدیثیں ازالۃ الخفا (۱ ۔ ۱۳۸ ، ۱-۱۵۳ تا ۱۵۳ ، ۱۶۹) میں جمع کر دی گئی ہیں : ترمذی میں ہے : ..اے اللہ تو اس (معاویہ) کو ہادی اور مہدی بنا اور اس کے ذریعے سے ہدایت دے ،، ۔ ابن سعد اور ابن عساکر میں ہے: ،، اے اللہ تو اسے کتاب (قرآن) سکھا ، اسے ملک میں متمکّن کر ، اور اسے عذاب سے بچا ،، ۔ وغیرہ ۔

سیاسی نقطۂ نظر سے : اس اثنا میں خراسان اور ترکستان کی سرحد بظاہر پر امن رہی ، اور مصر میں بھی بیرونی حملہ کا خطرہ نہ پایا گیا ۔ رومی شہنشاہ قسطنط Constant نے فائدہ اٹھانا چاہا : اپنی سابق رعایا کو مسلمانوں سے بغاوت پر ورغلایا ، اور حملہ کرنے کی تیاری شروع کی ۔ شام میں معاویہ کے حسن انتظام سے عیسائی رعایا کو مذہبی متعصب بیزنطینی حکومت کا جوّا دوبارہ گلے میں ڈالنے کی کوئی خواہش نہ تھی (اور ایسی مثالیں صدیوں تک ملتی رہیں کہ غیرفرقے کے عیسائیوں کے ماتحت بننے پر یہ لوگ مسلمانوں کی ماتحتی کو ترجیح دیتے رہے ، حتیٰ کہ حروب صلیبیہ کے زمانے میں بھی) ۔ مگر فریس معاویہ کسی پہلو کو نظر انداز نہ کرتے تھے۔ انہوں نے ایک طرف قسطنط کو لکھا کہ اگر وہ حملہ کرے تو وہ علیؑ سے صلح کر کے علیؑ کی فوج کے مقدمۃ الجیش میں رہ کر اس کا مقابلہ کرینگے (۳۶) ۔ اور ساتھ ہی اسے پیشکش کی کہ اگر وہ پرسکون رہے تو اسے معقول رقم ،،خراج ،، میں دینگے ۔ یہ نرم و گرم جوڑ توڑ کارگر رہا ۔

صفین میں آخر جب لڑائی ہوئی تو آخری دن حضرت علیؑ کو غلبہ ہوگیا اور قریب تھا کہ ان کی فتح پر جنگ ختم ہو جائے ۔ اس وقت فریق ثانی نے مہلت حاصل کرنے کی ایک جذباتی تدبیر کی : قرآن مجید کے کوئی پانچ سو نسخے سپاہیوں نے نیزوں کی نوک پر باندھ کر بلند کئے ، اور دمشق کا حضرت عثمانؓ کا روانہ کردہ مصحف اعظم بھی جو اتنا بڑا تھا کہ پانچ نیزوں پر باندھا گیا اور اسے پانچ سپاہیوں نے اٹھایا ۔ اور مطالبہ کیا کہ فریقین قرآن پر عمل کریں ۔ یہ تدبیر کارگر ہوئی ۔ یہودی تو نہیں ، لیکن خارجی جو

حضرت علیؓ کی فوج میں کافی تھے ، قرآن پر وار کر نہیں سکتے تھے۔ جب انھوں نے مقدمہ الجیش کے کمانڈر مالک الاشتر کو روکنے میں کامیابی حاصل نہ کی تو براہ راست حضرت علیؓ کو مجبور کیا ۔ لڑائی میں کچھ یہودی مارے بھی گئے ہونگے لیکن وہ بہرحال اپنے کو کٹانے کے زیادہ خواہشمند ہو نہیں سکتے تھے ۔ اصل جوش اور خلوص یمن کے قرّاء اور خوارج میں تھا اور انھیں کی جانبازی سے علیؓ کو فتح حاصل ہو سکی تھی ۔ ان کے اس دیندارانہ مطالبہ کو وہ اب رد کر نہیں سکتے تھے ۔ ان کو سمجھانے کی کوشش میں جب وہ کامیاب نہ ہوئے تو مالک الاشتر کو ہتھیار روکنے اور واپس آنے کا حکم دیدیا ۔

حضرت علیؓ کی کامل فتح میں بھی ابن سبا و شرکا کو دغدغہ تھا ۔ ان لوگوں نے فوراً دونوں فریقوں میں ایجنٹ پھیلائے اور دونوں کی مہربانیاں حاصل کرنے کی کوشش کی ۔ چنانچہ ایک یہودی تھا اشعث بن قیس کندی (۴۷)، سات پشت کا غدار ابن غدار ، کچھ عرصہ بعد اسی کی بیٹی سے امام حسن نے نکاح کیا مگر اس نے انھیں زہر دیدیا ۔ غرض اسی الاشعث بن قیس نے دوا دوی کر کے اور بیچ میں پڑ کر فریقین میں "صلح" کرائی تاکہ جنگ کبھی ختم نہ ہونے پائے ۔ وہ مصالحت یہ تھی فریقین ایک ایک حکم نامزد کریں ، اور دونوں حکم باہم گفتگو کر کے قرآنی احکام کے مطابق فیصلہ سنائیں ۔ عہدنامہ لکھا گیا تو فریقین کے ممتاز لوگوں نے اس پر دستخط کئے ، اشعث نے بھی علیؓ کی طرف سے دستخط کرنے کی عزت حاصل کی ، پھر اس کا نسخہ لے کر دستہ بہ دستہ گھومتا رہا تاکہ لوگوں کو اپنی کارگزاری بتائے کہ کتنی اچھی اور دیندارانہ

شرائط کے تحت صلح ہوئی ہے (اگرچہ بعض خارجیوں کا اختلاف اسی وقت سے شروع ہو گیا) ۔ معاہدۂ تحکیم ہم یہاں کاملاً درج کرتے ہیں (متن کے لئے الوثائق السیاسیۃ ، نمبر ۳۷۲) . کچھ اختلاف روایات بھی ہے ، لیکن قدیم ترین متن دینوری کی الاخبار الطوال میں ہے ، جو یہ ہے :

۱) یہ علیؓ بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور ان کے ہم خیالوں نے ، باہمی قبول کی ہوئی چیزوں کے تحت ، فیصلہ کیا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت نبویہ کے مطابق حکم دیا جانا چاہئیے ۔

۲) علیؓ کے فیصلہ کی موجود و غائب (سارے) اہل عراق پر (پابندی) ہے ، اور معاویہ کے فیصلہ کی موجود و غائب اہل شام پر ۔

۳) ہم نے باہم رضامندی سے قبول کیا ہے کہ قرآن شروع سے آخر تک جو حکم دیتا ہے اسی پر توقف (عمل) کیا جائیگا : جسے وہ زندہ کرتا ہے ، ہم زندہ کرینگے ، جسے وہ مار ڈالتا ہے ہم بھی مار ڈالینگے ۔ اسی (شرط) پر ہم نے باہم فیصلہ کیا اور باہمی رضامندی دی ہے ۔

۴) علیؓ اور اس کے ہمخیالوں نے عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) کو ناظر اور حکم بنانے پر رضامندی دی ہے ، اور معاویہ اور اس کے ہمخیالوں نے عمرو بن العاص کو ناظر اور حکم بنانے پر ۔

۵) علیؓ اور معاویہ دونوں نے عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاص سے اللہ کا عہد و میثاق و ذمہ اور رسول خدا کا ذمہ لیا ہے کہ وہ قرآن کو اپنا امام بنائینگے اور اس میں جو چیز لکھی ہوئی ملے اس کو چھوڑ کر کسی اور طرف نہ جائینگے ۔ اور انھیں جو چیز وہاں نہ ملے تو رسول اللہؐ کی متحد کنندہ سنت کی طرف رجوع کرینگے ۔ اور

اس کی عمداً ھرگز نہ خلاف ورزی کرینگے اور نہ اس میں کوئی مشتبہ چیز تلاش کرینگے ۔

٦) عبداللہ بن قیس اور عمر و بن العاص نے علیؓ اور معاویہ سے اللہ کا عہد و میثاق لیا ھے کہ یہ دونوں کتاب اللہ و سنّت نبویہ میں (موجود چیز) کے ذریعہ سے جو حکم دینگے اس کو وہ قبول کرینگے اور انھیں یہ حق نہ ھو گا کہ اس (فیصلۂ تحکیم) کو توڑیں اور اس کے خلاف کسی اور چیز کی طرف جائیں ۔

٧) ان دونوں کو تحکیم کے بارے میں جان و مال ، بال و پوست اور اھل اولاد کے متعلق امن رھیگا ۔ یہ دونوں حق بات سے تجاوز نہ کرینگے چاھے وہ کسی کو پسند آئے یا ناگوار گذرے ۔ ساری امّت ان دونوں کی ، ان کے کتاب اللہ (میں مندرج اور اس) کے مطابق کئے ھونے فیصلہ کے متعلق ، مددگار ھوگی ۔

٨) اگر دونوں حکموں میں سے کوئی تحکیم کے طے ھونے سے قبل فوت ھو جائے تو اسی کی پارٹی اور اسی کے مددگار اس کی جگہ کسی اور صاحب عدل و صلاح شخص کا انتخاب کرینگے ۔ اور اس پر بھی اسی عہد و میثاق کی پابندی ھو گی جیسا کہ اس (متوفی) رفیق پر تھی ۔

٩) اور اگر اس عہدنامۂ تحکیم میں بیان کردہ مدت کے اندر دونوں امیروں (علیؓ و معاویہ) میں سے کوئی فوت ھو جائے تو اسی کے ھمخیال اس کی جگہ اس شخص کو والی بنائینگے جس کی عدالت پر وہ رضامند ھوں ۔

١٠) فریقین پر یہ فیصلہ ، اور گفت و شنید ، اور ھتھیار روکنا نافذ ھوتا ھے ۔

١١) اس فیصلہ نے وہ چیز واجب کر دی ھے جس کا اس تحریر میں ھم نے ذکر کیا ھے کہ دونوں امیروں ، دونوں حکموں ، اور دونوں فریقوں پر کیا شرط عائد ھوگی ۔ اللہ سب سے زیادہ قریبی گواہ ھے اور اسی کی گواھی کافی ھے ۔ اگر دونوں (حکم) اس کے خلاف کام کریں اور تعدی کریں تو ساری امّت ان کے حکم سے اپنے کو بری قرار دیتی ھے پھر ان کے لئے نہ (حفاظت) کا عہد برقرار رھیگا نہ ذمہ۔

١٢) سارے لوگوں کو مدت کے ختم ھونے تک جان ، مال ، اولاد اور اھل کے بارے میں امن رھیگا ۔ھتھیار ڈال دئے جائینگے ۔ راستے پر امن رھینگے ۔ فریقین کے غائب (غیر موجود) لوگوں کو بھی وھی (حق) حاصل ھوگا جو حاضر لوگوں کو ھے ۔

١٣) دونوں حکموں کو حق ھوگا کہ اس مقام پر قیام کریں جو اھل عراق اور اھل شام کے مابین متوسط اور مساوی فاصلے پر ھو۔

١٤) ان کے پاس سوائے اس کے کوئی جانہ سکے گا جس کو وہ پسند کریں اور راضی ھوں ۔

١٥) مدت ماہ رمضان کے ختم ھونے تک ھے ۔ اگر دونوں حکم تحکیم کو اس سے قبل ھی کرنے کی رائے رکھیں تو وہ ایسا کر سکتے ھیں ۔ اور وہ مدت کے آخر تک تاخیر کرنا چاھیں تو تاخیر بھی کر سکتے ھیں ۔[1]

[1] (یہ آخری جملہ بلاذری اور جاحظ کے ھاں : ,,مدت کے آخر تک ،، کی جگہ علی الترتیب یوں ھے : تاخیر کرنا چاھیں تو تاخیر بھی کر سکتے ھیں ،، اور ,,تاخیر کرنا چاھیں تو دونوں حکم باھمی رضامندی سے تاخیر بھی کر سکتے ھیں ،، ۔ بہ ظاھر یھی صحیح ھے کیونکہ تحکیم کو کوئی ڈیڑھ سال لگا ۔)

١٦) اگر مدت کے آخر تک بھی یہ دونوں حکم کتاب اللہ اور سنت نبویہ کے مندرجات کے مطابق تحکیم نہ کر سکیں تو فریقین اپنی سابقہ حالت پر عود کر آئینگے ۔

١٧) ساری امت پر اس بارے میں اللہ کا عہد و میثاق ہے کہ وہ ہر اس شخص کے ، جو اس بارے میں الحاد ، ظلم اور بغاوت چاہے، خلاف ہو کر ایک ہاتھ بن کر مقابلہ کرینگے ۔ " (تمت)

متن میں تاریخ نہیں ہے ، جو ١٧ صفر سنہ ٣٧ ھ کہی جاتی ہے۔

حضرت علیؓ نے چاہا تھا کہ ان کا نمائندہ ان کے سیاست دان چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباس یا کمانڈر مالک الاشتر ہوں لیکن امن پسند قرآّ نے کہا کہ ابن عباس غیرجانبدار نہ رہینگے اور مالک الاشتر ہی فساد کی جڑ ہے اور مجبور کیا کہ ابو موسیٰ اشعری جیسے خدا ترس متقی کو، جو خانہ جنگی کو روکنے کی ناکام کوشش کر بھی چکے تھے ، معین کیا جائے ۔ حضرت علیؓ کو ماننا پڑا۔

ظاہر ہے کہ قرآن مجید کوئی پیشینگوئیوں کی کتاب نہیں کہ اس میں حضرت علیؓ یا ان کے مخالفین کے متعلق کوئی صراحت اس خانہ جنگی کے متعلق ملے ۔ مقتول کے وارثوں کو قاتل کے قتل کر سکنے کا حق ضرور بیان ہوا ہے ، لیکن جھگڑا اس پر نہ تھا کہ قاتلین عثمانؓ کے متعلق کیا برتاؤ کیا جائے ۔ دونوں قصاص پر متفق تھے ۔ بلکہ یہ کہ خلافت کے مستحق اس زمانہ میں علیؓ ہیں یا معاویہ ؟ اب قرآن و حدیث کی جگہ محض اجتہاد اور صوابدید کا مسئلہ تھا کہ جائز خلیفہ حضرت عثمانؓ نے چونکہ کسی کو ولی عہد نامزد نہیں کیا تھا اس لئے نئے خلیفہ کا انتخاب کس طرح ہو ؟

حکموں کے مجتمع ہونے کے مقام کے متعلق اذرح اور دومۃ الجندل

دونوں کا ذکر آتا ہے ۔ اس کی وجہ بلاذری نے بتا دی ہے : ,,دونوں حکم پہلے تدمر میں ایک مہینہ رہے ۔ باہم بحث بھی ہوتی اور ہر ایک حکم اپنے امیر کو لکھ کر جوابات بھی حاصل کرتا رہا ۔ پھر تدمر سے دومۃ الجندل جا کر وہاں مہینہ بھر رہے ۔ پھر وہاں سے أذرح چلے گئے " ۔ (٣٨)

مروج الذهب (مسعودی) کے ہاں بعض تفصیلیں ہیں جو محض افسانہ معلوم ہوتی ہیں ، مثلاً یہ قصہ کہ حکم نامزد ہونے کے بعد جب شامی فوج واپس ہوئی تو عمرو بن العاص نے معاویہ کے ہاں آنا جانا ترک کر دیا (کہ میں اب مختار کل ہوں ، چاہے معاویہ کو رکھوں یا معزول کروں ، غرض انہیں مجھ سے ہی مجھے ان سے نہیں) ۔ اس پر معاویہ ایک دن عمرو بن العاص کے گھر گئے اور بلطائف الحیل ملاقات کے کمرے کو عمرو کے آدمیوں سے بالکلیہ خالی کراکے اپنے سپاہیوں سے بھر دیا اور کمرہ اندر سے بند کر کے کہا : میری بیعت کر ورنہ ابھی قتل کرا دیتا ہوں ۔ عمرو نے مصر کی گورنری مانگی ، جو معاویہ نے بخوشی دی ۔ پھر عمرو کی بیعت لے کر گھر واپس گئے ۔

بلاذری وغیرہ کے ہاں صراحت ملتی ہے کہ حکموں نے کبار صحابہ مثلاً عبداللہ بن عمر ، سعد بن أبی وقاص وغیرہ سے درخواست کی کہ وہ زحمت کر کے ان سے ملنے آئیں اور مشورے دیں ۔ ظاہر ہے کہ یہ حکموں کی اولین ملاقات کے بعد ہی طے ہوا ہوگا ، اور اس میں وقت بھی لگا ہو گا کہ دعوت نامہ جائے اور یہ لوگ(غالباً مکہ یا مدینہ سے) عرب کے شمال میں پہنچ سکیں ۔

مروج الذهب (مسعودی) کے ہاں بعض دیگر تفصیلیں بھی ہیں

جو اوروں کے ہاں نہیں ہیں ، اور یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ کس حد تک صحیح ہیں ۔ خلاصہ یہ کہ جب پہلی بار دونوں حکم ملے تو ابو موسیٰ نے ایک طویل تقریر کی ، اور اسلام کی مصیبت کا ذکر کرتے ہوئے کہا : اے عمرو ، آؤ ، ایسا کام کریں جس کے باعث اللہ مسلمانوں میں الفت پیدا کرے اور جھگڑوں کو دور کرے ۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا : یہ ٹھیک ہے لیکن بھول نہ جانے کے لئے مناسب ہے کہ ہم میں طے شدہ ہر چیز لکھ لی جائے ۔ پھر اپنے کاتب کو بلا کر کہا : تجھ سے جو چیز کہی جائے اگر اسے ہم دونوں حکم منظور کریں تو لکھنا ورنہ نہیں ۔ پھر ایک عبارت لکھوانی شروع کی کہ یہ ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص کا متفقہ فیصلہ ہے ۔ شروع میں حمد و صلاۃ ، پھر ابو بکرؓ و عمرؓ کے برحق اور اچھے خلفاء ہونے کا ذکر آیا ۔ بعد ازاں یہ کہ عثمانؓ اجماع امت اور شورائے اصحاب رسول اللہؐ سے خلیفہ بنے ، وہ دیندار مومن تھے ، مظلوم قتل کئے گئے ، اور ان کا خون ان کے ولی ۔ اور قریب ترین ولی معاویہ ہیں طلب کر سکتے ہیں ۔

اس کے بعد ابو موسیٰ نے کہا کہ علیؓ کو شامی ، اور معاویہ کو عراقی پسند نہیں کرتے ۔ اس لئے دونوں کو معزول کر کے کسی موزوں شخص کو خلیفہ نامزد کیا جائے ۔ ابو موسیٰ نے عبداللہ بن عمر کا نام پیش کیا ۔ عمرو بن العاص نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرو بن العاص کا ۔ ابو موسیٰ نے کہا : عبداللہ بن عمرو بھی موزوں تھے لیکن تمہیں نے ان کو جنگ میں گھسیٹ کر داغدار کر دیا ہے ۔ (غالباً اس کے بعد عبداللہ بن عمر وغیرہ مشاورت کے لئے بلائے گئے کہ علیؓ و معاویہ کی جگہ کسے چنیں) ۔ اس بارے میں دارقطنی کی روایت بھی

دیکھی جائے (جسے ابن العربی نے العواصم،ص ۔ ۱۲۸ ۔ ۱۲۹ میں نقل کیا ہے) کہ اس کی بھنک حضرت معاویہ کے کانوں پر بھی پڑگئی تھی اور دونوں میں کچھ تنت بھی ہوگئی تھی ۔

بلاذری (انساب ، مخطوطہ) کے مطابق عمرو بن العاص نے عبداللہ بن عمر سے کہا : میں تمہیں خلیفہ بناؤں تو کیا مجھے مصر کا والی بناؤ گے ؟ انہوں نے کہا : نہیں ۔ بلاذری ہی نے ابو خیثمہ کے حوالے سے ایک اس سے بھی زیادہ غیر قرین قیاس قصہ لکھا ہے : عمرو بن العاص نے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ ہم دونوں حکم اس پر متفق ہو چکے ہیں کہ تمہیں خلیفہ بنائیں ؛ کیا تم کچھ رقم لے کر اس شخص کے حق میں دستبردار نہ ہو جاؤ گے جو اس کا خواہشمند ہے ؟ ظاہر ہے کہ ابن عمر نے خفگی اور حقارت سے اسے رد کیا اور کہا کہ میں خلافت اس وقت تک قبول نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ متفقہ نہ ہو ، اور اگر دو آدمی بھی مخالف ہوں تو پھر میں اسے قبول نہ کرونگا ۔

بہرحال اس طرح دونوں حکموں میں مہینوں پیچیدہ سیاسی رسہ کشی ہوتی رہی ۔ تاریخوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابو موسیٰ اور عمرو بن العاص اس پر راضی ہو گئے کہ معاویہ اور علیؓ دونوں کو معزول کر کے کسی کا آزادانہ انتخاب ہو ۔ یہ ممکن ہے لیکن اس سے سیاسی خلا پیدا ہو جاتا ، اور فریقین کی فوج کی موجودگی میں ، جب کہ علیؓ اور معاویہ اپنی اپنی خلافتوں کو منانے پر تلے ہوئے ہوں ، آزادانہ انتخاب کی فضا پیدا نہیں ہو سکتی تھی ۔ واحد حل یہ تھا کہ دونوں حکم کسی ایک نام پر متفق ہوں ، اور یہ ہو نہیں رہا تھا ۔ عمرو بن العاص نے یہ بھی محسوس کیا ہوگا کہ اگر ان کا اپنا

بیٹا خلیفہ نہیں بنتا ھے تو محض معاویہ کی معزولی اور سیاسی خلا کے پیدا کرنے کے بعد وہ نہ گھر کے رھینگے نہ گھاٹ کے ۔ اس لئے اگر انھوں نے شروع میں ابو موسیٰ کی تجویز منظور بھی کی ھو تو غور مکرر کے بعد رائے بدل دی ہو گی ۔ اور یہ بھی ممکن ھے کہ ابو موسیٰ کو غلط فہمی ہوئی ہو ۔ ان حالات میں اوپر بیان شدہ حکموں میں یاد داشت کا لکھا جانا ایک افسانہ بن جاتا ھے کیونکہ جب حکموں نے فیصلہ سنایا اور ان میں اتفاق نہ پایا گیا تو ابو موسیٰ نے کیوں نہ کہا کہ یہ ھمارے نوشتہ معاھدہ کے خلاف ھے ؟

جو بھی ہو ، تحکیمی فیصلہ سنانے کے لئے فریقین کے نمائندے جمع ہوئے ۔ پہلے ابو موسیٰ نے اٹھکر کہا کہ امت میں دوبارہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے بہتر ھے کہ موجودہ دونوں امیدواروں کو معزول کر کے کسی تیسرے کا انتخاب کیا جائے ۔ اس کے بعد عمرو بن العاص نے کہا کہ ابو موسیٰ کو صرف اپنے موکل کو معزول کرنے کا حق ھے اور میں اسے نوٹ کرتا ہوں ۔ رہا میں ، میں اپنے موکل کو معزول نہیں کرتا بلکہ انہیں برقرار رکھتا ہوں ۔

فرقہ واری بحث میں اس پر گالی گلوچ بلکہ تکفیر تک کی نوبت آ گئی ھے ۔ ھم ٹھنڈے دل سے کچھ غور کریں :

بخاری وغیرہ میں ایک مشہور حدیث امام حسن کے فضائل میں ھے : میرا یہ بچہ ایک سردار ھے اور ایک دن آئیگا کہ اللہ اس کے باعث ,,مسلمانوں کے دو گروھوں میں ,,صلح کرائیگا ۔ جب رسول اللہؐ معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو مسلمان قرار دیتے ھیں تو پھر کسی مسلمان کو ان کی تکفیر بہرحال نہ کرنی چاھئے ۔

علیؓ اور معاویہ میں معاھدہ یہ ہوا تھا کہ تحکیم متفقہ ہو تو ان پر

پابندی عائد ہوگی ۔ وہ متفق علیہ نہ ہو سکی اس لئے ردی کا کاغذ اور ناقابل نفاذ تھی ۔ اور جیسا کہ معاھدہ کی دفعہ ۱۶ میں صراحت ھے ، علیؓ کا کوئی نقصان نہ ہوا اور حالت سابقہ عود کر آئی۔

ہر وکیل اپنے موکل کے لئے سارے جتن کرنے کا عقلاً اور قانوناً مجاز ھے ۔ عدالت اسے رد کرنے کی مقتدر ھے لیکن وہ کسی وکیل کو محض اس کی بحث کی وجہ سے نہ کوئی سزا دیتی ھے اور نہ اس کی نیت پر حملہ کرتی ھے (کہ جانبدارانہ بحث وکیل کے فرائض میں داخل ھے) بلکہ صرف یہ کہنے پر اکتفا کرتی ھے کہ تمھاری دلیلیں ھمیں معقول نہیں معلوم ہوتیں ۔ اس چودہ سو سال پہلے کے واقعہ میں ھم خوانندگان بھی عدالت کی طرح سنجیدہ اور جذبات سے خالی فیصلہ سنائیں اور بس ۔

اعلان تحکیم کے بعد ظاھر ھے کہ ابو موسیٰ سیاست سے کنارہ کش ہو کر گوشہ گزین ہو گئے ۔ معاویہ کی پوزیشن کئی طرح سے بہتر ہوگئی : تحکیم سے ان کو اخلاقی تقویت ہوئی ہو یا نہیں ، صفّین کے بعد کی مہلت میں ان کی فوجی حالت ضرور بہتر ہوگئی۔

حضرت علیؓ کے ھاں اسی زمانے میں پھوٹ پڑ گئی : خوارج نے اس نازک وقت اتحاد و تعاون کی جگہ ایسے مباحث چھیڑے جو نہ علمی حیثیت سے اور نہ ھی سیاسی نقطۂ نظر سے معقول تھے ۔ میدان صفین سے تحکیم نامہ سنتے ھی چند لوگ کہنے لگے ,,لا حکم الا للہ، اور اس کے خلاف کرنے والا کافر ھے ،، ۔ پھر یہ لوگ علیؓ کی فوج سے نکل کر ھر جگہ دعایہ (پروپگنڈا) کرنے لگے ۔ ان کے بعض گروہ حضرت علیؓ نے منتشر کئے تو آخر وہ نہروان میں جمع ہونے لگے ۔ (کیا اس میں بھی یہودی ھی ان کو شہ دیتے رھے ؟ کوئی صراحت تو

نہیں ملتی لیکن مروج الذہب میں بیان ہوا ہے کہ ان کو سمجھانے کے لئے حضرت علیؓ نے ایک یہودی کو سفیر بنا کر بھیجا ۔ یہ خوارج جو عام مسلمان ہی نہیں سارے غیر مسلموں کو بھی گردن زدنی سمجھتے تھے ، ان تک ایک یہودی کا پرامن طور سے آنا جانا کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے ۔)

علیؓ کے ہاں نظم و ضبط کے خراب ہونے کا اندازہ اس سے کریں کہ ان کے گورنر بصرہ نے بیت المال سے ، بروایت بلاذری ساٹھ لاکھ درہم ، جبراً لے لئے ۔ خازن کی شکایت اور حضرت علیؓ کی جواب طلبی پر انہوں نے جواب لکھا : کسی اور کو گورنر بنا کر بھیج دو ، اور رقم لے کر وہاں سے چلے گئے ۔ اس سے بڑھ کر ذہبی کی روایت ہے : ,,حسن بن علیؓ اور جعفر نے معاویہ کو خط لکھ کر کچھ پیسہ مانگا ۔ معاویہ نے ان دونوں کو ایک لاکھ (دینار) بھیج دئے ۔ علیؓ کو اطلاع ملی تو ان دونوں سے کہا : تمھیں شرم نہیں آتی ؟ جس شخص پر ہم صبح شام طعن و تشنیع کرتے رہتے ہیں اسی سے تم پیسہ مانگتے ہو ۔ دونوں نے جواب دیا : آپ نے ہمیں محروم رکھا ہے ، اور انہوں نے جود و سخا دکھائی ہے ،، (۴۹)

ان حالات میں حضرت علیؓ معاویہؓ سے فوراً جنگ نہ کر سکے ۔ عراق ہی میں خوارج کی پیدا کردہ بدامنی دور کرنی تھی یہ لوگ غیر خوارج مسلمانوں کے دودھ پیتے بچوں کو بھی قتل کرنے سے باک نہ رکھتے تھے ، اور ان کے فقیہہ نجدۃ الحروری کا استدلال تھا کہ قرآن کے مطابق حضرت موسیٰ کے معلم خضر نے ایک مستقبل کے برے بچے کو بچپنے ہی میں قتل کر دیا تھا (۵۰) ۔ یہ لوگ بےعقل لیکن انتہائی مخلص اور دیندار مسلمان تھے ۔ حضرت علیؓ نے نہروان میں ان پر

حملہ کر کے ان کا قتل عام کیا ، چنانچہ کوئی دس ہزار میں سے صرف دس زندہ بچ سکے ۔ مگر سارے خوارج نہروان میں نہ تھے ۔ ان سرفروشوں نے صدیوں مسلمان خلفاء کی نیند حرام کئیے رکھی ۔

نہروان کے بعد حضرت علیؓ نے شام جانا چاہا تو اشعث کندی نے رکوایا کہ ہتھیار وغیرہ درست کرنا ہیں ۔ ٹھہرے تو فوج کے لوگ کھسکنے لگے ، اور جلدی ہی بمشکل ایک ہزار آدمی باقی رہ گئے ۔ اس وقت اطلاع آئی کہ معاویہ نے شہر انبار پر حملہ کر کے چھاونی کے لوگوں کو قتل کیا ۔ اس پر حضرت علی نے فوجی رضاکار مانگے ۔ لوگ پھر بھی نہ آئے ۔ اس پر جبراً فوج میں بھرتی کرنا شروع کیا ۔ ظاہر ہے کہ ایسی فوج کس کام کی ہوتی ۔ اس مایوسی کے زمانے میں وہ بعض وقت بےاختیار کہا کرتے تھے : ,,وہ بڑا شقی آخر کیا انتظار کر رہا ہے ؟ ،، (۵۱) رسول اللہؐ کی پیشینگوئی تھی حضرت علیؓ کو ایک بڑا شقی قتل کریگا) ۔ اس سے بھی زیادہ حیرت مروج الذہب کی اس روایت پر ہوتی ہے کہ الحارث بن راشد نامی ایک شخص تین سو ساتھیوں کے ساتھ ان کی فوج سے نکل کر چلا گیا اور یہ سب نصرانی بن گئے ۔

طبری ، سنہ ۴۰ ابن الجوزی (المنتظم ۳ ۔ ۲۹ ، ابن کثیر (البدایۃ ۷ ۔ ۳۲۲) اور العواصم من القواصم لابن العربی ، ص ۱۵۲ ، کے مطابق معجم الصحابۃ للبغوی ، سب ہی صراحت کرتے ہیں کہ ,,علی اور معاویہ میں طویل خط و کتابت کے بعد سنہ ۴۰ ھ میں ایک مہادنہ (معاھدۃ جنگ بندی) ہوگیا کہ دونوں میں جنگ رک جائے ، علی کو عراق ، اور معاویہ کو شام (کی حکومت) حاصل ہو ، ان دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی دوسرے کے علاقے میں فوج لے کر نہ

جائے اور نہ لوٹ مار غارت گری کرے ۔ ابن اسحاق کے مطابق جب دونوں میں سے کسی نے دوسرے کی اطاعت (بیعت) منظور نہ کی تو معاویہ نے علی کو لکھا : اگر اس سے تم کو انکار ھے تو عراق تمھارا ، اور شام میرا ۔ اور اس تلوار کو اس امت سے روکو ، اور مسلمانوں کا خون نہ بہاؤ ۔ علیؓ نے اسے قبول کیا اور سب اس پر راضی ہوگئے " ۔ ایک طرف یہ ، اور دوسری طرف ایسی روایتیں بھی ھیں کہ شام پر حملہ کرنے کے لئے وہ فوج جمع کر رہے تھے اور جب ہزاروں لوگ مرنے مارنے کی بیعت کر چکے تھے تو ان کو ایک خارجی نے شہید کر دیا ۔

خارجی اپنی انتہا پسند تقشف کی تحریک میں سب سے بڑی رکاوٹ تین شخصوں کو سمجھتے تھے : علی ، معاویہ اور عمرو بن العاص . اور علی سے نہروان کے قتل عام کا انتقام بھی چاھتے تھے ۔ چنانچہ چند سرفروش نکلے کہ ان تینوں کو ایک ھی معین دن فجر کی نماز کے وقت مسجد میں قتل کر دیں ۔ عمرو بن العاص اتفاق سے اس دن مصر میں نماز کی امامت کے لئے نہ آئے ۔ معاویہ اور علی دونوں زخمی ہو گئے ۔ مگر معاویہ کا زخم کاری نہ تھا ۔ (ان کے کردار کا اندازہ اس سے کیا جائے کہ جب قاتل نے گرفتار ہو جانے پر معاویہ سے کہا : اے اللہ کے دشمن ، کیا میں نے تجھے قتل کر دیا ھے ؟ تو انھوں نے جواب دیا : ہر گز نہیں اے میرے بھائی (۵۲)۔ علیؓ کے قاتل ابن ملجم کو بھی گرفتار کر لیا گیا ، اور علیؓ نے کہا : اسے قید رکھو لیکن اذیت نہ دو ۔ میں جانبر ہو گیا تو دیکھونگا کہ معاف کروں یا کوئی سزا دوں ؛ اور اگر مر جاؤں تو اس سے قصاص لے لینا ۔ پھر جب حضرت علیؓ دار فانی سے روانہ ہو گئے تو امام حسن نے اسے محبس

سے نکالا ، اور لوگ نفط اور لکڑی کا برادہ لائے کہ اس کی لاش کو جلا ڈالیں (۵۳) پھر اس کا ایک ایک عضو کاٹا جانے لگا مگر اس نے اف نہ کیا ۔ جب اس کی زبان کاٹنے کا حکم دیا تو وہ رونے لگا ۔ وجہ پوچھی گئی تو کہا : مجھے مرنے کا کوئی ڈر نہیں لیکن میں چاھتا تھا کہ آخری سانس تک اللہ کا ذکر کرتا رہوں زبان کے کٹ جانے پر یہ ممکن نہ ہو سکیگا ۔ ایسے کرداروں پر آدمی کو دم بخود مبہوت ہو جانا پڑتا ھے اور وہ سمجھ نہیں سکتا کہ کیا رائے دے ۔ ایک اور معاصر خارجی کو سزائے موت دینے کے بعد اس کے خادم خاص سے پوچھا گیا کہ وہ زندگی میں کیسا تھا ؟ کہا : مجھے کبھی دن میں غذا حاضر کرنے کی ، اور رات میں بستر بنانے کی ضرورت نہ پڑی (کہ وہ قائم اللیل صائم الدھر تھا) ۔

زخمی حضرت علی نے پورے سکون سے جان دی ۔ بیٹے امام حسن کو ایک وصیت کی (جو جائداد اور خاندان کے افراد کے باھمی برتاؤ کے متعلق ھے ، ولی عہدی یا سیاسیات کا اس میں کوئی ذکر نہیں) (ابن کثیر ، مقاتل الطالبین للاصبہانی ، طبری ، ابن الاثیر) بعض لوگوں نے ان سے کہا بھی تو ولی عہد نامزد کرنے سے انکار کیا (۵۵)۔ بعض اور نے پوچھا : کیا آپ کے بعد ھم حسن کی بیعت کر لیں ؟ تو کہا : نہ تمھیں حکم دیتا ہوں ، نہ منع کرتا ہوں ۔ پھر وہ جنت کو سدھارے ۔

چار سال نو ماہ کی حکمرانی کے بعد ۱۷ رمضان ۴۰ ھ کو چودہ لڑکے اور انیس لڑکیاں چھوڑ کر فوت ہوئے ۔ ابن کثیر کے مطابق چار بیویاں اور انیس لونڈیاں گھر میں چھوڑیں ، نیز چودہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں ۔ ابن حجر کے مطابق ۲۱ بیٹے اور ۱۸ بیٹیاں ۔

ان کے خاندان میں ایک سندھی لڑکی بھی آئی اور اسی سے زید بن علی پیدا ہوئے تھے (۵٦)

روحانی زندگی

سارے کبار صحابہ کی طرح ، یہ بھی عابد و زاہد تھے ، اور قرآنی حکم ,,فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة ،، کی تعمیل میں انھوں نے نہ دنیا کو ترک کیا (حصول خلافت کی کوشش کی) اور نہ آخرت کو - آنحضرت کی روحانی تعلیم کو جن صحابہ نے بطور خاص پھیلایا ، ان میں یہ بہت ممتاز ہیں - اور آج تک نہ صرف شیعہ بلکہ سنی (قادری ، چشتی ، سہروردی وغیرہ) سلسلے انھیں کے توسط سے رسول اللہؐ کے فیض سے مکتسب ہوتے ہیں - مسلمانوں میں انسانی چیزوں کو عیسائیوں کی طرح دینی اور دنیوی میں نہیں بلکہ ظاہری اور باطنی میں تقسیم کیا گیا ہے - نتیجہ یہ ہوا کہ حکمرانی کے ساتھ ساتھ ظاہری امور دین یعنی نماز ، روزہ ، حج اور زکوٰۃ بھی خلیفۂ سیاسی سے متعلق ہوئے ، اور باطنی امور خلیفۂ طریقت سے - خلافت سیاسی کو بعض انصار نے متعدد امیروں میں بانٹنا چاہا تھا (منّا أمیر و منکم أمیر) ، لیکن امّت نے اسے پسند نہ کیا ، لیکن خلافت باطنی میں ایک سے زائد صحابی رسول اللہؐ کے خلیفۂ بلافصل بنے ، علی بھی ، ابو بکر بھی (شاہ ولی اللہ بحوالہ ازالہ الخفا ۱۸۵:۲) کے مطابق حضرت عمرؓ کا سلسلۂ فاروقیہ بھی برقرار رہا ہے - نیز متعدد دیگر صحابہ سے بھی - حضرت علی رسول اکرم کے سیاسی خلیفۂ بلا فصل نہ بنے (اور دنیا ایک سایہ ہے ، آنی گنی چیز) ، لیکن ابدی زندگی کے سلسلے میں وہ بھی رسول اللہؐ کے

خلیفۂ بلا فصل ہیں ، اور اس میں سنّی شیعہ سب متفق ہیں - اب لے دے کے دونوں فرقوں میں فرق یہ رہ جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کو سیاسی زندگی میں بھی خلیفہ بلا فصل اور خلیفۂ اول بننے کا حق تھا یا نہیں ؟ اب ان کی وفات کے ساڑھے تیرہ سو سال بعد اس مسئلے کی عملی اہمیت کچھ بھی نہیں ، اس لئے اس کا فیصلہ خدا پر چھوڑا جا سکتا ہے -

غالی فرقے بھی پیدا ہوئے ، سب سے پہلے ابن سبا نے یہ خیال پھیلایا کہ حضرت علیؓ میں خدا نے حلول کیا ہے اور وہ رسول اللہؐ کے وصی اور آخر الا وصیاء ہیں (طبری) - حضرت نے اسے قید بھی کیا ، جلاوطن بھی کیا مگر معلوم ہوتا ہے بڑا چرب زبان بھی تھا ، عمار بن یاسرؓ بھی مصر گئے تو اس سے متاثر ہو گئے (طبری) - علوی ، فاطمی وغیرہ بھی ان کے احترام میں مبالغہ کرتے ہیں - امامیہ شیعوں میں حضرت علیؓ ہی نہیں ان کے جانشین بارہ پشت کے امام بھی معصوم ہیں -

اداری نظام

ان کا زمانہ خانہ جنگی کا تھا ، اس لئے بیرونی فتوح بالکل بند ہوگئیں - کہتے ہیں کہ صرف سندھ کی سمت ان کے والی نے کچھ عملیت جاری رکھی -

کشوری نظم و نسق میں جو ابو بکرؓ کے زمانے سے چلا آ رہا تھا ، کوئی خاص فرق خلافت علی میں نظر نہیں آتا - دستور بھی برقرار رہا کہ خلیفہ منتخب تو ہو مگر تاحیات - خلیفہ دستوری حکمران یعنی آئین پسند ہی رہا اور وہ قانون کو بدلنے کا مجاز نہ تھا بلکہ قرآن و حدیث کا کاملاً تابع تھا ، اور اپنے اعمال کے لئے عوام کے

سامنے هر وقت جوابدہ ـ مرکزی حکومت میں سارے امور خلیفه سے متعلق رهے ـ مشورہ تو هوتا هے لیکن انهیں سے جن کو خلیفه پسند کرے ، عوام کے منتخبه نمائندوں ، اور شعبه وار خود مختار وزیروں کا ابهی سوال نه تها ـ سب سے اهم چیز شاید یه تهی که مدینهٔ منورہ کی جگه کوفه دارالخلافت بنایا گیا ـ ابن عمر کے اعتراض پر کہا : وهاں مال اور آدمی (سپاهی) هیں ـ

صوبوں میں حسب سابق گورنر تهے ـ اور ان میں بهت سے بنی هاشم کے تهے فوج اور سرکاری خزانه گورنر هی کے ماتحت هوتا تها ـ

خود مختار قــاضی ایک ایسا ادارہ هے جس پر اسلام فخــر کر سکتا هے که وہ اپنے هی مامور کننده خلیفه کی بهی سماعت کر سکتا تها ـ ابو بکر کی طرح علیؓ کو بهی ان کے زمانهٔ خلافت میں قاضی کے هاں رجوع هونا پڑتا تها ـ ایک مرتبه علیؓ نے ایک یهودی کے خلاف قاضی کے هاں رجوع کیا ، اور ثبوت کے لئے اپنے بیٹے اور غلام کو بطور گواہ پیش کیا ـ قاضی شریح نے شہادت رد کر دی که بیٹا باپ کے حق میں شہادت نهیں دے سکتا ـ فوری خفگی میں حضرت علیؓ نے قاضی کو برطرف کر دیا لیکن دوسرے هی دن اضافهٔ تنخواہ کے ساتھ مکرر مامور کر کے اپنی حق پسندی کا ثبوت دیا ـ ان کے زمانے کی ایک اهم اور اچهی اصلاح یه تهی که ایک گواہ دوسرے گواہ کا بیان نه سنے ، ورنه سابق میں سب حاضر رهتے اور گواہ ثانی گواہ اول کے بیانات سے معلومات حاصل کرتا اور امکان هوتا که جهوٹا گواہ بهی اس طرح تفاصیل سے واقف هو جائے ـ یعقوبی عام طور پر ناقابل اعتماد مؤرخ پایا گیا هے ـ بهرحال وہ لکهتا هے : حضرت عــلیؓ نے عجیب عجیب احکام دئے حتیٰ که بعض لوگوں کو زنده جلایا ، بعض

کو دهوئیں سے سزا دی (دخّن) ، چوری میں پهنچے کی جــگه صرف انگلیاں کاٹیں ، لواطت میں مجرمین پر دیوار گرا کر ملبے میں زنده دفن کیا „ ـ

غیر مسلموں کی عدالتیں بهی حسب سابق جدا هی رهیں ـ ان سے سلوک اچها رها ، انهیں سفیر تک بنایا ـ جزیے میں رقم کی طرح هم قیمت مصنوعات بهی قبول کئے جا سکتے تهے ـ (۵۷)

ان کے زمانے میں قانون بین الممالک کی قسم ,,قانون بین المسلمین „ نے خانه جنگی کے باعث نظائر کے ذریعے سے ترقی کی ـ حضرت علیؓ کا طرز عمل اب فقه کی کتابوں میں ,,کتاب البغاۃ „ میں عام طــور پر درج ملیگا ـ اسلحــه کے سوا مسلمان باغی کی دیگر گرفتار شده جائداد کو وہ مال غنیمت نهیں بناتے تهے ، بلکه بهگوڑوں کا تعاقب تک نه کرنے کا حــکم دیا تها ـ اس پر تو بعد میں کم عمل هوا لیکن مسلمان باغی کو غلام نه بنا سکنا ایسا فیصله تها جو ذهنوں میں راسخ هوگیا هے ـ ابن کثیر نے لکها هے که جنگ جمل کے فریقین کے مقتولوں پر انهوں نے نماز جنازہ پڑهی ـ سنن سعید بن منصور (حدیث ۲۹٦۷) میں هے : ان سے کسی نے پوچها تو کہا همارے اور ان کے مقتولوں میں سے جو شخص بهی وجه الله اور دار آخرت چاهتے هوئے لڑ کر مارا گیا وہ جنت میں جائیگا ـ

نماز فجر کی دعائے قنوت میں وہ آخری زمانے میں معاویه ، عمرو بن العاص وغیرہ پر لعنت کرنے لگے تو اطلاع ملنے پر معاویه نے بهی مماثل طرز عمل اختیار کیا (۵۸) یه نامناسب بدعت حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ختم کرائی ـ

ان کی سرکاری مهر پر ,,الله الملک „ درج تها ـ کبهی کبهی

,,محمد رسول اللہؐ،، عبارت والی مہر بھی استعمال کرتے تھے ، جیسا که تحکیم نامۂ صفین میں کیاتھا چونکه رسول اکرمؐ کی ایسی عبارت والی مہر بعد میں ابو بکرؓ اور عمرؓ نے استعمال کی تھی ، اس لئے اس کے سیاسی مضمرات واضح ھیں ـ

ان کے ذہانت آمیز فتوے اور فیصلے رسول اللہؐ کی بھی تعریف حاصل کر چکے ھیں ، اور خلیفه حضرت عمرؓ کی بھی ـ خود ان کے زمانۂ خلافت میں بھی اس کی دلچسپ مثالیں ملتی ھیں : دو شخص کھانے پر مل کر بیٹھے تھے ، ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں ـ اتفاق سے ایک شخص پاس سے گذرا تو اسے بھی کھانے کی دعوت دی ـ اس نے چلتے ہوئے شکر گذاری میں آٹھ درهم پیش کئے ـ ان کے بٹوارے میں جھگڑا ہوا ـ پانچ روٹیوں والے نے تین روٹیوں والے رفیق سے کہا : پانچ درهم مجھے ، تین تجھے ملنا چاهئے ـ دوسرے نے اصرار کیا که رقم مساوی بٹنی چاهیے ـ حضرت علیؓ کے پاس مقدمه کیا تو انهوں نے تین روٹیوں والے جھگڑالو سے کہا: تیرا دوست جو دے رہا ھے لیلے ـ وہ اپنے اصرار پر قائم رہ کر عدالتی فیصله چاهنے لگا ـ حضرت علیؓ نے کہا : تجھے آٹھ میں سے صرف ایک درهم ملیگا ، اور سات درهم تیرے رفیق کو ـ وہ بوکھلایا تو کہا : آٹھ روٹیوں کو تین شخص نے کھایا ، ان روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے کرنے تھے تاکه ہر ایک آٹھ ٹکڑے کھا سکے ـ یه فرض کرنا چاهئے که تینوں نے مساوی مقدار میں کھانا کھایا ـ تیرے رفیق کے پاس کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے بنے ، اور تیری تین روٹیوں کے نو ـ ان نو میں سے آٹھ خود تو نے کھائے اور صرف ایک ٹکڑا مہمان کو دیا اور تیرے رفیق کے پندرہ ٹکڑوں میں سے اس نے آٹھ کھائے اور سات

مہمان کو دئے ـ لہذا مہمان کے دئے ہوئے آٹھ درهم میں سے ایک تجھے اور سات اسے ملینگے (۵۹)

حضرت علیؓ کے فتوؤں کی دھوم تھی اس لئے بعد میں بعض جا ، پرست مؤلفوں نے اصلی نقلی چیزوں کے مجموعے تیار کئے تھے ـ ایک اس طرح کا مجموعه فتاویٰ حضرت عبداللہ بن عباس کو دکھایا گیا تو انهوں نے اس کی بہت سی چیزوں کو مٹا دیا اور کہا که یه حضرت علی پر افترا ھے ـ

انھیں حدیث نبوی سے بھی بڑی واقفیت تھی ـ ان کی روایتیں یکجا بھی مل سکتی ھیں ، مثلاً مسند احمد بن حنبل ، المعجم الکبیر للطبرانی ، المستدرک للحاکم ، وغیرہ میں انهوں نے حدیثیں لکھائیں بھی ـ ایک دن مسجد کوفه میں کہا : کون ھے جو میرا علم ایک درهم میں حاصل کرنا چاهتا ھے ؟ الحارث الاعور دوڑ کر بازار گیا اور ایک درهم کا کاغذ خرید لایا اور اس نے بہت سی چیزیں (علما کثیرا) لکھیں ـ حر بن عدی کے پاس بھی حضرت علیؓ کی لکھائی ہوئی چیزوں کا ایک پورا رساله (صحیفة) تھا ان کے پاس چونکه رسول اکرمؐ کی ذاتی تلوار آ گئی تھی اس لئے اس پر جو دستاویزیں رسول اللہ نے لپیٹ رکھی تھیں وہ بھی ان کے پاس تھیں اور وہ ان کو پڑھ کر سناتے اور کہا کرتے قرآن اور ان دستاویزوں کے سوا میرے پاس کوئی اور لکھی ہوئی چیز نہیں ھے (۶۰) ایسا معلوم ہوتا که ان میں شہری مملکت مدینه کا دستور ، اور تخطیط حدود حرم مدینه ، نیز نصاب زکوٰة کی تفصیلیں شامل تھیں ـ

دائرة المعارف اسلامیه (فرنگی) کی طبع دوم کی مقاله نگار مادۂ ,,علی،، نے اپنی رائے یوں دی ھے : ,,ان کا نظام العمل غیر معیّن تو

نہیں لیکن خواب و خیال کی دنیا کا **utopian** تھا مگر جب اقتدار ہاتھ آیا تو غالباً انہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ وہ نظام العمل تحقق پذیر ہونے کے ناقابل ہے » ۔

حواشی

۱۔ شاہ ولی اللہ ۔ ازالۃ الخفاء ۔ ۲ ۔ ۲۵۱
۲ ۔ احمد بن یحیی البلاذری ، انساب الاشراف ط مصر ج ۱ ، ف ۳۲۰ ۔
۳ ۔ محمد ابن جریر طبری ، تاریخ الامم والملوک ص ۱۱۶۱ ۔
۴ ۔ احمد بن یحیی البلاذری ، انساب الاشراف ف ۲۱۸
۵ ۔ ابن کثیر دمشقی ، البدایۃ و النہایۃ ۷ ۔ ۲۲۸
۶ ۔ شاہ ولی اللہ ، ازالۃ الخفاء ۲ ۔ ۲۵۲
۷۔ محمد بن اسماعیل البخاری ، الصحیح ۔ ۳۳ ۔ ۳۹ ۔ ۵ وغیرہ
۸ ایضاً ۶۳ ۔ ۸۷ ۔ ۵
۹ ۔ احمد بن یحیی البلاذری ، انساب الاشراف ج ۱ ف ۸۲۶
۱۰ ۔ ایضاً مخطوطہ استانبول ۱ ۔ ۳۷۶
۱۱ ۔ ایضاً ۔ ف ۱۱۸۳ ، ۱۱۸۷
۱۲ ۔ ایضاً ف ۱۱۸۳ تا ۱۱۸۶
۱۳ ۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۱۸۲۵
۱۴ ۔ ابو الحسین المعتزلی : کتاب المعتمد مطبع بیروت ۲ ۔ ۶۳۶
۱۵ ۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۱۸۷۳
۱۶۔ ایضاً ص ۱۹۷۷ ، ۲۰۷۲
۱۷ ۔ ابن عبدالبر ، الاستیعاب نمبر ۲۰۱۵
۱۸ ۔ دیکھئے میرا مضمون **the Nasi** مجلہ ہسٹاریکل سوسائٹی آف پاکستان جلد ۱۶ شمارہ اوّل و چہارم ، ۱۹۶۸ نیز اسلامک ریویو جلد ۵۷ شمارہ ۲ ، ۱۹۶۹
۱۹۔ ازالۃ الخفا ۱ ۔ ۱۷۷
۲۰۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۲۶۱۳
۲۱۔ ایضاً ص ۲۵۱۰
۲۲ ۔ ایضاً ص ۲۷۵۰
۲۳۔ ایضاً ص ۲۳۱۲
۲۴ ۔ ایضاً ص ۲۲۱۲
۲۵ ۔ ایضاً ص ۲۵۲۲

۲۶ ۔ البدایہ والنہایہ ۷ ۔ ۱۳۶
۲۷ ۔ تاریخ الامم والملوک ص ۲۷۹۶
۲۸ ۔ ایضاً ص ۲۷۸۶
۲۹ ۔ ایضاً ص ۲۸۳۳ تا ۲۸۳۵
۳۰ ۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۲۹۳۲
۳۱ ۔ ایضاً ص ۲۹۳۷
۳۲ ۔ (ابن سعد ۳ ۔ ۱ ص ۵۷ ابن کثیر ۷ ۔ ۱۷۵) بی بی عائشہ سے متعلّق مسروق کی ایسی ہی روایت طبری کے ہاں بھی ہے ۔
۳۳ ۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۲۹۵۵
۳۴ ۔ ایضاً ص ۲۹۵۸
۳۵ ۔ ایضاً ص ۲۹۶۳
۳۶ ۔ ایضاً ص ۲۹۶۰
۳۷ ۔ ایضاً ص ۲۹۶۱
۳۸ ۔ ایضاً ص ۲۹۶۲
۳۹ ۔ ایضاً ص ۲۸۶۱
۴۰ ۔ ایضاً ص ۳۰۱۰
۴۱ ۔ ایضاً ص ۳۰۱۱
۴۲ ۔ ایضاً ص ۳۰۱۱
۴۳ ۔ ایضاً ص ۳۰۱۷ تا ۳۰۱۸
۴۴ ۔ شریف رضی ، نہج البلاغۃ ، ۱ ۔ ۱۸۲ خطبہ ۸۸
۴۵ ۔ ابن کثیر ۔ الکامل والتاریخ ۷ ۔ ۲۳۷
۴۶ ۔ محمد حمید اللہ ۔ الوثائق السیاسیۃ نمبر ۲۷۳
۴۷ ۔ ابو جعفر محمد ابن حبیب ، کتاب المحبّر ص ۲۳۵
۴۸ ۔ انساب مخطوطہ استنبول ۱ ۔ ۳۸۳
۴۹ ۔ تاریخ الاسلام ۔ ۲ ۔ ۳۲۳
۵۰ ۔ محمد بن احمد ابی سہل سرخسی ، المبسوط ۱۰ ۔ ۲۹
۵۱ ۔ ابن عبدالبر ، الاستیعاب زیر ,,علی،، (ترتیب ابجدی)
۵۲ ۔ ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری ، کتاب الاخبار الطوال ص ۲۲۹
۵۳ ۔ ابن سعد ، الطبقات الکبریٰ ۳ ۔ ال ۔ ص ۲۶
۵۴ ۔ الاخبار الطوال ص ۲۲۹
۵۵ ۔ ابن سعد ، الطبقات الکبریٰ ، ۳ ۔ ۱ ص ۲۲
۵۶ انساب الاشراف ۱ ۔ ۳۳۰
۵۷ ۔ الاستیعاب ۔ مادہ ,,علی،،

٥٨ ـ الكامل والتاريخ ـ > ـ ٢٨٣ ـ

٥٩ ـ الاستيعاب ـ حواله بالا

٦٠ ـ بخارى ، الصحيح ـ ٥٨ ـ ١٠ . ٩١ ، ٩٦ وغيره

فکر و نظر

جلد ـ ۳۳ شعبان ـ شوال ۱۴۱۶ھ ☆ جنوری ـ مارچ ۱۹۹۶ء شمارہ ـ ۳

☆☆☆☆☆

فکر و نظر اسلامی حدود کے اندر آزادیِ اظہار کا حامی ہے۔ فکر و نظر میں کسی مضمون کی اشاعت کا یہ مطلب نہیں کہ ادارہ ان افکار و خیالات سے لازماً متفق ہے جو اس میں پیش کئے گئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تعلیمی اداروں اور کتب خانوں کے لئے منظور شدہ (بحوالہ وزارت تعلیم حکومت پاکستان چٹھی نمبر ۶۷ـ۲۰۶۸# Bureau CD edu)

☆☆☆

قیمت فی شمارہ = ۲۵ روپے

سالانہ بدل اشتراک = ۱۰۰ روپے

پتہ:

شعبہ مطبوعات "ادارہ تحقیقات اسلامی"

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی

اسلام آباد

فون نمبر: ۲۹۰ ـ ۸۵۰۷۵۱

فہرست

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فتاویٰ اور فیصلے

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی ☆

سیدنا حضرت علیؓ سید البشر، افضل الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پروردہ اور تربیت یافتہ، تحصیل علم اور کسب کمال کی فطری صلاحیت سے مالا مال تھے، مکتب نبوت سے جو فیض انہوں نے پایا وہ بہت کم لوگوں کا حصہ بن سکا۔

زبان نبوت نے خود اس بات کی گواہی دی اور فرمایا: تم میں سب سے بہتر فیصلے کرنے والے علی ہیں"۔ دو فریقوں کے درمیان نزاعات اور مقدمات کا صحیح فیصلہ کرنا اور واقعہ کی تہہ تک پہنچنا بہت مشکل کام ہے۔ اس وصف میں پوری جماعت صحابہ میں کوئی آپ کا ہم سر نہ تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت سے مواقع پر قضا کی خدمت آپ کے سپرد فرماتے۔ یمن کے لوگ جب اسلام لائے تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو وہاں کا قاضی بنا کر بھیجا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، جن پر فقہ حنفی کا مدار ہے اور جنھیں علماء نے فقیہ الامت کے لقب سے نوازا، وہ حضرت علیؓ ہی کے فیض یافتہ تھے۔

فہم قرآن اور اس کے نصوص سے احکام و مسائل کے استنباط کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔ اکابر صحابہ مجمل و مشکل آیات قرآن کی توضیح و تشریح اور فقہی مسائل میں آپ سے رجوع کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو بذات خود مجتہد اور امام فقہ تھے لیکن اس کے باوجود بہت سے اہم فقہی مسائل اور بعض پیچیدہ مقدمات میں حضرت علی سے رجوع کرتے تھے۔

اپنے دور خلافت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: جب مسجد میں، یا کسی مجلس میں علی موجود ہوں تو خبردار نہ کوئی شخص فتویٰ دے اور نہ کسی جھگڑے کا فیصلہ

☆ صدر شعبہ علوم القرآن والحدیث، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

کرے"۔

ان چند تمہیدی کلمات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کے چند تاریخ ساز فتاوی اور فیصلے ہدیہ قارئین ہیں:

ذخیرہ اندوزی کرنے والے کی سزا:

ایسا نص وارد نہیں ہوا جس میں ذخیرہ اندوزی کرنے والے کے لئے کوئی خاص سزا مقرر کی گئی ہو۔ اس لئے ایسے شخص کو تعزیری سزا دی جائے گی یعنی قاضی (عدالت) ایسی سزا مقرر کرے گا جو اسے اور دوسروں کو اس قبیح حرکت سے روک دینے والی ہو۔

حضرت علیؓ "ذخیرہ اندوزی کے سخت خلاف تھے جو آپ کے اس قول سے کہ "احتکار کرنے والا گنہگار اور ملعون ہے' پوری طرح واضح ہے۔ اس لئے آپ ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو سخت ترین سزائیں دیتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ فلاں تاجر نے ایک لاکھ درہم خرچ کر کے اشیا خوردنی کا ذخیرہ کر لیا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ پورے ذخیرہ کو آگ لگا دی جائے۔

عبدالرحمن بن قیس سے روایت ہے: "حیش نے مجھے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سواد کوفہ میں میرے کھلیانوں کو آگ لگا دی تھی جن میں میں نے اناج کا ذخیرہ کیا تھا' اس کا کہنا تھا کہ اگر یہ کھلیان بچ جاتے تو اسے اس قدر منافع ہوتا جس قدر اہل کوفہ کو بیت المال سے عطیات ملتے تھے۔ (۱)

بنجر زمین کی آباد کاری

تعریف:

موات سے مراد ایسی اراضی ہیں جن سے کسی قسم کا بھی کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا رہا ہو۔ اور احیا سے مراد ایسی اراضی کو ناکارہ پن سے نکال کر کار آمد بنانا ہے۔

کسی قسم کی بنجر اراضی کی آباد کاری جائزہ ہے؟

جس شخص کو کوئی بنجر زمین ہاتھ آئے تو اس کے لئے اسے آباد کرنا جائز ہے۔ ایسی زمین

کی دو حالتوں میں سے ایک حالت ہوگی:

الف) یہ کسی شخص کی ملکیت نہیں ہوگی۔ ایسی صورت میں اسے آباد کرنے والا اس کا مالک ہو جائے گا اور اس کے معاوضے میں کچھ دینا نہیں پڑے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر دوران خطبہ فرمایا کرتے تھے "لوگو! جس نے کوئی بنجر زمین آباد کی وہ اس کی ملکیت ہو گئی"۔ ۵۰۰)۔

ب) یہ کسی کی شخصی ملکیت تو ہو لیکن مالک کی عدم توجہی سے غیر آباد ہو گئی ہو۔ ایسی صورت میں اسلامی سلطنت کے کسی بھی شہری کے لئے اسے آباد کرنا جائز ہوگا۔ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: "میں ایک بنجر اور غیر آباد زمین پر گیا جس کے مالک اس کی آباد کاری کی اہلیت سے عاجز تھے میں نے اس زمین کو سیراب کرنے والی نہریں بنائیں اور فصل بو دی۔" یہ سن کر آپ نے فرمایا " اس کی پیداوار کو مزے سے کھاو تم نے ایسا کر کے اصلاح کی ہے۔ فساد نہیں مچایا ہے' تم نے تعمیر کی ہے تخریب نہیں کی" حضرت علیؓ " نے قول باری تعالی کو دلیل بنایا ہے: ان الارض لله یورثها من یشاء من عباده (الاعراف ۔ ۱۲۸) (ساری زمین اللہ کی ملکیت ہے' اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے) امام باقر کا قول ہے ۔ ہم نے حضرت علیؓ کے خط میں مندرجہ بالا آیت قرآنی کا آخری حصہ والعاقبة للمتقین" (اور انجام کی بھلائی ان لوگوں کے لئے ہے جو پرہیزگار ہیں) بھی لکھا ہوا پایا ہے' اس میں یہ بھی درج ہے: "اگر کوئی شخص زمین کو چھوڑ کر اسے نقصان پہنچائے اور اس کے بعد کوئی اور مسلمان اسے لے کر آباد یا درست کرے تو وہ اس زمین کا اس شخص سے بڑھ کر حقدار ہو گا جو اسے چھوڑ گیا تھا"۔ (۲)

اختلاس: اچک لینا

تعریف:

کسی شخص کو ذرا غافل پا کر اس کی کسی چیز کو کھلم کھلا اچک کر لے بھاگنا اختلاس کہلاتا ہے۔

اس کی سزا:

اختلاس چوری نہیں ہے اس لئے اس فعل کے مرتکب کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ حضرت

علی رضی اللہ عنہ سے جھپٹا مار کر کوئی چیز لے بھاگنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "یہ کھلم کھلا خباثت اور فساد ہے۔ اس میں قطع ید نہیں ہے" ایک شخص نے کسی کا کپڑا اچک لیا اسے پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا میں تو اس کے ساتھ مذاق کر رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا کہ تو اسے (کپڑے کے مالک کو) جانتا ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا جس پر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ خلاصؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ جھپٹا مار کر چیز لے بھاگنے میں قطع ید کا حکم نہیں دیتے تھے، لیکن خفیہ طور پر کوئی چیز چرا لینے پر ہاتھ کاٹ دیتے تھے۔ (٣)

بغی: بغاوت سرکشی

تعریف:

مسلمانوں کے ایک گروہ کا جو طاقت و قوت والا ہو، امام (امیر المومنین) کے خلاف اس عہدے سے اس کی علیحدگی کا مطالبہ لے کر اور اس مطالبے میں اپنے آپ کو حق بجانب تصور کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہونا بغی کہلاتا ہے۔ اگر اس گروہ کے پاس (افراد اور اسلحہ کی صورت میں) طاقت اور قوت نہ ہو تو یہ باغی نہیں کہلائے گا بلکہ معمول کے مجرموں کا گروہ ہوگا۔ ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو زخمی کر دیا تھا تو آپ نے اپنے بیٹے حسنؓ سے کہا تھا: "اگر میرے زخم ٹھیک ہو گئے اور میں بچ گیا تو پھر اس کے متعلق خود فیصلہ کروں گا اور اگر میری وفات ہو گئی تو اسے بھی تلوار کی ایک ضرب لگانا جس طرح اس نے مجھے لگائی تھی۔ حضرت علیؓ نے ابن ملجم کے ساتھ عادی معمول کے مجرم کا سلوک کیا تھا۔ (٤)

مسلمان باغی:

شریعت میں یہ طے شدہ امر ہے کہ مسلمان باغی امام وقت کے خلاف بغاوت کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے اس لئے کہ ان کی بغاوت کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی توجیہ موجود ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ احکام شرعیہ کی پامالی مقصود نہیں ہوتی، ایک شخص حضرت علیؓ سے آکر پوچھنے لگا کہ کیا جنگ جمل جنگ صفین اور جنگ نہروان میں آپ کے مخالفین کافر ہو گئے تھے؟ آپ نے نفی میں جواب دیتے ہوئے فرمایا: "وہ ہمارے بھائی تھے اور ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے، ہم نے ان سے اس لئے جنگ کی کہ وہ اللہ کے حکم کی

طرف لوٹ آئیں۔" (٥)۔

اسی طرح خوارج کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آیا وہ کافر ہو گئے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا: "نہیں بلکہ وہ کفر سے بھاگے ہیں" پھر سوال ہوا کہ آیا یہ منافق ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: "منافقین اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں" (جب کہ خوارج ذکر اللہ کثرت سے کرتے ہیں) پھر پوچھا گیا کہ آخر یہ لوگ ہیں کیا؟ آپ نے جواب دیا یہ ایک گروہ ہے جو فتنے میں مبتلا ہو کر اندھا بہرہ بن گیا ہے اور ہمارے خلاف بغاوت کر کے ہم سے برسرپیکار ہو گیا پھر ہمیں بھی اس سے لڑنا پڑا" (٦)۔

باغیوں کے خلاف جنگ:

امام المسلمین پر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کو برقرار رکھنے اور ان کی صفوں کو انتشار سے بچانے کی خاطر باغیوں سے جنگ کرے تاکہ کوئی طالع آزما اللہ کے حکم سے فائز اور قانونی طور پر جائز حکمران کو اس کے عہدے سے ہٹانے کے لئے میدان میں نہ کود پڑے، اس لئے اگر امیر المومنین نے ان کے خلاف جنگ نہ کی تو وہ گنہ گار ہوگا۔ جنگ صفین کے دن جوشب الخیری نے حضرت علیؓ کو پکار کر کہا: "اے ابو طالب کے بیٹے، ہمارے پیچھا چھوڑ دو اور واپس چلے جاؤ، ہم تمہیں اپنے اور تمہارے خون کے تحفظ کے لئے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں۔ ہم عراق سے تمہارے لئے دست بردار ہوتے ہیں اور تم شام سے ہمارے حق میں دست بردار ہو جاؤ، اس طرح ہم سب مل کر مسلمانوں کے خون کو گرنے سے بچالیں گے۔ حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا "اے ام ظلیم کے بیٹے، تم نے بڑی دور کی بات کہی بخدا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے لئے اللہ کے دین کے معاملے میں مداہنت کی گنجائش ہے تو میں ضرور ایسا کر لیتا اور اس وقت میرے کندھے پر جو بوجھ ہے اس سے یہ کام ہلکا ہوتا، لیکن اللہ تعالی قرآن والوں سے مداہنت اور خاموشی پر خوش نہیں ہوتا جب کہ اس کے احکام کی نافرمانی ہو رہی ہو" تاہم باغیوں سے قتال کے لئے دو شرطیں ہیں:

الف) اگر باغی ہتھیار اٹھالیں اور لوگوں کا خون بہانا شروع کر دیں، پھر بھی اگر وہ قانونی طور پر جائز امام پر صرف تنقید یا اس کی تکفیر کریں تو ان سے جنگ جائز نہیں ہاں اگر وہ ہتھیار بند ہو کر میدان میں آجائیں اور خون بہانا شروع کر دیں تو ایسی صورت میں ان سے جنگ جائز

ہے۔

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ابن جریج سے روایت کی ہے ' وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبدالکریم نے بتایا: "خارجیوں نے پہلے حضرت علیؓ سے جھگڑا کیا پھر ان سے علیحدہ ہو گئے اور ان پر شرک کا الزام لگایا۔ حضرت علیؓ نے انہیں کچھ نہیں کہا۔ پھر یہ لوگ مقام حروراء پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ کو اطلاع ملی کہ یہ لوگ کوفہ کو مستقر بنا کر جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں حضرت علیؓ نے سن کر فرمایا کہ انہیں نہ چھیڑو' پھر یہ لوگ وہاں سے نکل کر نہروان پہنچ گئے اور وہاں ایک ماہ ٹھہرے رہے۔ لوگوں نے حضرت علیؓ سے ان کے خلاف قدم اٹھانے کے لئے کہا آپ نے جواب میں فرمایا "اس وقت تک نہیں جب تک وہ لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگیں مسافروں کو نہ لوٹیں اور امن کے لئے خطرہ نہ بن جائیں" آپ نے انہیں اس وقت تک کچھ نہیں کہا جب تک وہ قتل و غارت گری سے باز رہے۔ لیکن جب انہوں نے قتل و غارت شروع کر دی تو آپ نے ان کے خلاف جہاد کر کے ان کا خاتمہ کر دیا۔ (۷)

ب) دوم: انہیں ترک بغاوت کی دعوت دی جائے امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل قبلہ یعنی مسلمانوں کے کسی مخالف گروہ سے اس وقت تک جنگ نہیں کی جب تک انہیں مخالفت ترک کرنے کی دعوت نہیں دی آپ نے جنگ جمل سے پہلے اہل بصرہ سے خط و کتابت کی اور خوارج کی طرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ جا کر انہیں سمجھائیں اور انہیں پھر سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اطاعت کی طرف لوٹنے کی دعوت دیں کیونکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی قانونی طور پر امیر المومنین تھے۔

(ج) امام کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ باغیوں کے خلاف جنگ میں کسی کافر سے مدد لے ' کیونکہ ارشاد باری ہے ولن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا (النساء - ۱۴۱) (اور اللہ تعالی مسلمانوں پر کافروں کے غلبہ کے لئے ہرگز کوئی راہ نہیں نکالے گا)۔

(د) امام یا اس کے لشکر کے کسی سپاہی کے لئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ باغیوں سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد سے جنگ کرے جو جنگ میں حصہ نہ لے رہے ہوں چاہے وہ میدان جنگ سے فرار ہو رہے ہوں یا اپنے گھر بیٹھ رہے ہوں یا انہوں نے اپنے گھروں کے دروازے بند کر لئے

ہوں ۔ اسی طرح باغیوں کے زخمیوں پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے دن منادی کرا دی تھی کہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے اور کسی زخمی کو ہلاک نہ کیا جائے اگر کسی نے ان میں سے کسی کو کوئی نقصان پہنچایا تو امام اس کی دیت مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کرے گا۔ حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے موقعہ پر کچھ لوگوں کی دیت بیت المال سے ادا کی تھی جو بھاگتے ہوئے مارے گئے تھے (۸)

(ہ) باغیوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے امام کی نیت باغیوں کا خون بہانا نہ ہو' بلکہ انہیں بغاوت سے باز رکھنا اور دوبارہ مسلمانوں کے صف میں شامل کرنا ہو۔ اعور بن نیار المنقری نے واقعہ جمل کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے حضرت علیؓ سے بصرہ کی طرف کوچ کرنے کی غرض و غایت پوچھی تھی تو آپ نے فرمایا تھا "حالات کا جائزہ لینا اور بغاوت کی آگ فرد کرنا' تاکہ تمام مسلمان بھائی پھر اکٹھے ہو جائیں اور امت کی پراگندگی دور ہو جائے (۹)

(و) امیر کے لئے باغیوں کے مکانات منہدم کرنا یا ان کی فصلیں تباہ کرنا یا ان کے درخت کاٹ ڈالنا جائز نہیں کیونکہ اس سے مسلمانوں کے علاقوں کو نقصان پہنچے گا۔

باغیوں سے چھینا ہوا مال:۔

(الف) امامت کے عہدے پر قانونی طور پر متمکن امام اور اس کے لشکر کے لئے باغیوں کے مال و اسباب میں سے صرف وہی مال لینا حلال ہے جو وہ میدان جنگ میں لے کر آئے ہوں۔ رہا ان کا وہ منقولہ یا غیر منقولہ مال و اسباب جو وہ میدان جنگ سے باہر چھوڑ آئے ہوں تو اس میں سے کوئی بھی چیز لینا امام کے لئے جائز نہیں ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تھا: "ان باغیوں کے گھروں میں جو مال و اسباب پڑا ہے وہ ان کا ہے اور جو کچھ وہ اپنے ساتھ تمہارے خلاف جنگ کے لئے لے کر آئے ہیں وہ تمہارے لئے مال غنیمت ہے۔" (۱۰)

اسی بنا پر آپ نے اہل نہروان اور اہل بصرہ کی لشکر گاہوں کے مال و اسباب کو بطور مال غنیمت تقسیم کر دیا تھا اور اس کے ماسوا کسی چیز سے تعرض نہیں کیا تھا۔ (۱۱) ایک شخص ایک قیدی کو پکڑ کر آپ کے پاس لایا تو آپ نے اس سے فرمایا: "تم اس کا ساز و سامان لے لو"۔ (۱۲)

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کے گھروں میں رکھے ہوئے مال و اسباب سے قطعاً کوئی تعرض نہیں کرتے اور انہیں ان کے

مالکوں کے قبضے میں رہنے دیتے ہیں۔ صرف خراج کی وہ رقم جو بصرہ کے بیت المال میں تھی اسے لے کر سرکاری خزانے میں داخل کر دیتے ہیں جہاں تک فوج کا معاملہ تھا تو اسے پوری طرح قابو میں رکھنا بہت مشکل تھا کیونکہ فوج کے بہت سے سپاہی ایسے تھے جو امیر کی حکم عدولی کرتے ہوئے اپنی من مانی کرتے تھے۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ باغیوں پر قابو پانے کے بعد یہ اعلان کر دیتے تھے کہ جو شخص بھی اپنی کوئی چیز امام کی فوج کے کسی شخص کے ہاتھ میں دیکھے وہ اس سے لے لے۔ جنگ جمل کے بعد یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ ایک شخص نے اپنی ہانڈی حضرت علیؓ کی فوج کے ایک سپاہی کے ہاتھ میں دیکھی جو اسے اس شخص کے گھر سے ملی تھی اور جسے وہ کھاپکانے کی غرض سے لے آیا تھا۔ مالک نے اپنی ہانڈی کی شناخت کر کے اس شخص سے واپس لے لی (۱۳)

نہروان کی جنگ کے بعد حضرت علیؓ نے اہل نہروان کے گھروں سے حاصل کردہ تمام چیزوں کی باقاعدہ تشہیر کرائی چنانچہ تمام لوگوں نے اپنی اپنی چیزیں واپس لے لیں۔ صرف ایک ہنڈیا رہ گئی جس کا کوئی مالک تشہیر کے باوجود پیدا نہ ہوا۔ اگر مال ایسا ہوتا جس کا مالک مارا جا چکا ہوتا تو آپ وہ مال اس کے ورثاء کو دے دیتے۔ ابن حزمؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ کسی مقتول کے مال کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ (۱۴)

(ب) باغیوں کے قیدی مرد اور عورتیں: حضرت علی کرم اللہ وجہہ باغیوں کے کسی گرفتار شدہ قیدی کو قتل کر دینا یا اسے غلام یا لونڈی بنا لینا حلال نہیں جانتے تھے۔

۳) اسی طرح ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ جنگ جمل کے بعد عورتوں اور بچوں کی گرفتاری کے سلسلے میں لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا اور کہا: "یہ کیا بات ہوئی کہ ان کا خون بہانا تو حلال ہے لیکن ان کا مال و اسباب لے لینا حلال نہیں ہے"؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس اعتراض کی خبر ملی تو آپ نے لوگوں سے فرمایا: "تم میں سے کون یہ پسند کرے گا کہ ام المومنین عائشہ "اس کے حصے میں آئیں!" یہ سن کر تمام لوگ خاموش ہو گئے۔ (۱۵)

باغیوں کے ہاتھوں تلف ہونے والی اشیاء کا تاوان:

جنگ کے دوران باغیوں کے ہاتھوں جو جانی یا مالی نقصان ہوا ہو اس کا کوئی تاوان نہیں۔

اسی طرح باغیوں کے ہاتھ آیا ہوا مال بھی تاوان سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ ان پر تاوان ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں امیر کی اطاعت کی طرف لوٹنے سے متنفر کر دیا جائے، یہی وجہ ہے کہ جب حضرت علیؓ نے بصرہ کو باغیوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا تو آپ نے ان سے خراج وغیرہ کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا جس پر ان باغیوں نے پہلے قبضہ کر لیا تھا۔ (۱۶)

مقتول باغیوں کی نماز جنازہ:۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ اہل حق کے خلاف جنگ میں قتل ہونے والے باغیوں کی نماز جنازہ امام المسلمین پڑھائیں گے۔ جنگ جمل کے دن طرفین کے مقتولین کی نماز جنازہ آپ نے پڑھائی تھی۔ (۱۷)

کوڑے لگانا

کوڑے لگانے والا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوڑے مارنے کے لئے ایسا آدمی منتخب کرتے تھے جو نہ بہت طاقتور ہوتا اور نہ ہی کمزور قسم کا مریل انسان، تاکہ اس کی ضرب درمیانے درجے کی ہو۔

کوڑا:

آپ درمیانے درجے کا کوڑا منتخب کرتے جو نہ بہت ہی سخت ہوتا اور نہ بہت ہی نرم۔ ایک شرابی آپ کے پاس لایا گیا، آپ نے اس کے لئے تین کوڑوں میں سے درمیانے درجے کا کوڑا منگوایا۔ اس میں پھل لگے ہوئے تھے۔ آپ نے اس سے پھل اتروا کر اسے دو پتھروں کے درمیان زور زور سے مارا پھر اسے ایک شخص کے حوالے کر کے اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جسم کے ہر عضو کو اس کا حصہ ملنا چاہیے۔

کوڑے مارنے کی کیفیت:

(الف) قاذف (زنا کا الزام لگانے والا) کے سوا کسی کوڑے کھانے والے کے جسم سے کپڑے اتارے نہیں جائیں گے اور نہ ہی زیر جامہ اگرچہ وہ روئی دار کیوں نہ ہو۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا: "قاذف سے چادر نہیں اتاری جائے گی" آپ نے ایک شخص کو کسی حد میں بٹھا کر کوڑے لگائے اور اس کے جسم پر قسطلان کی بنی ہوئی چادر تھی، ایک لونڈی کو بدکاری کی بنا پر کوڑے

لگائے۔ اس کے کپڑوں کے نیچے لوہے کی زرہ تھی جو اس کے رشتہ داروں نے پہنا رکھی تھی۔ پھر اسے بصرہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ حد قذف کے بارے میں آپ فرمایا کرتے تھے: "قاذف کو اس کے کپڑوں میں کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کے جسم سے روئی دار اور چمڑے دار کپڑے اتار لئے جائیں گے۔

(ب) اصولی طور پر مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کر کوڑے لگانے چاہئیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: "عورت کو بٹھا کر اور مرد کو کھڑا کر کے کوڑے لگائے جائیں گے" لیکن اگر مرد کو بٹھا کر کوڑے لگائے جائیں تو یہ بھی درست ہے۔ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو بٹھا کر کوڑے لگائے تھے۔

(ج) اس کے ہاتھ باندھے نہیں جائیں گے بلکہ کھلے چھوڑ دئے جائیں گے تاکہ کوڑوں کی ضرب سے اپنا بچاؤ کر سکے۔ ایک شخص کو شراب پینے پر پکڑ کے حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے جلاد سے کہا: "اسے کوڑے لگاؤ اور اس کے ہاتھ چھوڑ دو تاکہ یہ ان کے ذریعہ اپنا بچاؤ کر سکے"۔

(د) کوڑوں کی ضربات کو اس کے پورے جسم پر بکھیر دیا جائے گا لیکن چہرہ اور نازک اعضا مثلاً شرمگاہ وغیرہ ان ضربات سے محفوظ رکھے جائیں گے۔ ایک شخص کو حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا جسے کسی حد میں کوڑے لگنے تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ ہر عضو کو اس کا حصہ دیا جائے لیکن چہرہ اور شرمگاہ پر کوڑے نہ لگائے جائیں یہ کسی حد میں لگنے والے کوڑوں کی کیفیت تھی، لیکن اگر تعزیر میں کوڑے لگنے ہوں تو اس کا دار و مدار قاضی یا عدالت کی رائے پر ہے کہ وہ کس طرح کوڑے لگوائے کہ جس کے نتیجے میں مجرم کو جرم سے باز رکھا جا سکے۔

۴۔ وہ جرائم جن پر کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے۔

مندرجہ ذیل جرائم پر کوڑوں کی سزا دی جائے گی:۔

شراب نوشی، قذف، غیر محصن کا ارتکاب زنا، ایسے جرائم پر بھی کوڑوں کی سزا دی جائے گی جن کے متعلق شریعت میں کوئی نص موجود نہ ہو لیکن قاضی یا عدالت کی رائے میں کوڑوں کی یہ سزا مجرم کو جرم سے باز رکھ سکتی ہو۔

جسے کوڑے لگائے جائیں:۔

آزاد کو پوری حد لگائی جائے گی لیکن غلام کے لئے کوڑوں کی سزا آدھی ہو گی مکاتب کو حد میں اسی حساب سے کوڑے لگائے جائیں گے جس قدر اس نے کتابت کی رقم ادا کر دی ہو گی۔ اگر اس نے کتابت کی آدھی رقم ادا کر دی ہو گی تو اسے آزاد کے آدھے اور غلام کے آدھے کوڑے لگیں گے۔ (۱۸)

ارتکاب جرم کا حکم دینا۔ اس کی سزا:

ہمیں اس سلسلے میں کہ آیا ارتکاب قتل پر مجبور کرنے والے پر بھی قصاص لازم آئے گا یا صرف ارتکاب کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا، حضرت علی کی رائے کسی روایت سے معلوم نہیں ہو سکی تاہم ہم حضرت علیؓ کے اس فیصلے سے آگاہ ہیں جو آپ نے ایسے شخص کے متعلق دیا تھا جس نے اپنے غلام کو ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور غلام نے اسے قتل بھی کر دیا تھا، آپ نے فرمایا: "غلام اپنے آقا کی تلوار اور کوڑے کی طرح ہے" یعنی آقا اپنی مرضی سے جو کام بھی چاہے اس سے لے سکتا ہے، آپ نے آقا کی گردن اڑانے اور غلام کو قید میں ڈال دینے کا حکم دیا تھا۔ (۱۹)

معالج کے ہاتھوں مریض کی موت واقع ہونا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ طبیب کی غلطی کی ذمہ داری اس پر ڈالتے تھے، اگر کوئی مریض طبیب کی غلطی کی وجہ سے مر جاتا تو آپ طبیب پر اس کی دیت کی ادائیگی لازم کر دیتے۔ ایک دن آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے طبیبو اے حیوانات کا علاج کرنے والو اور اے پیشہ طبابت اختیار کرنے والو۔ تم میں سے جو بھی کسی انسان یا جانور کا علاج کرے وہ اپنی جان کے چھٹکارے کا راستہ بھی رکھ لے۔ اگر اس نے کسی کا علاج کیا اور اپنے چھٹکارے کی کوئی سبیل نہ رکھی اور مریض یا جانور ہلاک ہو گیا تو اسے اس کا تاوان دینا پڑے گا۔ (۲۰)

سربراہ حکومت یا حاکم کی جنایت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سلطان یا حاکم کو انسانوں میں سے ایک انسان سمجھتے تھے جو اپنے جرم کی پاداش کا اسی طرح سزاوار ہو گا جیسے دوسرے لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ بلحاظ عہدہ اپنی اس غلطی کا بھی ذمہ دار ہو گا جس کے اثرات لوگوں تک پہنچتے ہیں۔ یہ اصول حضرت عمرؓ کے اس واقعے میں پوری طرح ظاہر ہوتا ہے جس میں آپ نے ایک عورت کو جس کی شہرت

اچھی نہیں تھی اور اس کے ہاں لوگوں کا آنا جانا رہتا تھا' جو آپ کو پسند نہ تھا اپنے پاس بلوایا' لوگوں نے اسے حضرت عمرؓ کے پاس جانے کے لئے کہا وہ گھبرا کر سوچنے لگی کہ خدا خیر کرے' عمرؓ کے ہاں کیوں طلبی ہوئی ہے؟ پھر وہ چل پڑی۔ ابھی راستے میں تھی کہ ڈر گئی اور اس کا اسقاط ہو گیا' بچے نے دو چیخیں ماریں اور مر گیا حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ بعض نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ آپ (حضرت عمرؓ) پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کیونکہ خلیفہ کی حیثیت سے آپ کسی کی بھی تادیب کر سکتے ہیں۔ حضرت علیؓ خاموش رہے۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے بھی رائے پوچھی تو آپ نے فرمایا: "اگر ان لوگوں نے اپنی رائے ظاہر کی ہے تو ان کی یہ رائے غلط ہے' اور اگر آپ کی جانبداری کرتے ہوئے یہ رائے دی ہے تو انھوں نے آپ کی خیر خواہی نہیں کی' میری رائے یہ ہے کہ بچے کی دیت آپ کے ذمہ ہے کیونکہ آپ نے ہی اسے اپنے پاس آنے کا پیغام بھیج کر خوفزدہ کر دیا تھا اس لئے اس کا اسقاط آپ کی وجہ سے ہوا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بات تسلیم کرتے ہوئے انہیں اس بچے کی دیت قریش (یعنی حضرت عمرؓ کے جدی رشتہ داروں) سے وصول کرنے کی ہدایت کی۔ (۲۱) اس لئے کہ ان (حضرت عمرؓ) سے غلطی سرزد ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اسقاط ہوا۔

قصاص لینے کا حق:

۱) قصاص لینے کا حق کسے حاصل ہے؟ قصاص اس شخص کا حق ہے جس پر زیادتی کی گئی ہو' اگر جرم جان لیوا نہ ہو بلکہ اس سے کم ہو' اگر جرم جان لیوا ہو تو یہ حق اس کے نسبی اور سببی رشتہ داروں کا ہے جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ اگر قصاص کے حق دار معاف کر دیں تو معافی درست ہوگی اور قصاص ساقط ہو جائے گا۔ ایک ذمی ایک مسلمان کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا اور ثبوت بھی مل گیا تھا' حضرت علیؓ نے قاتل کو قتل کر دینے کا حکم بھی دے دیا تھا کہ مقتول کا بھائی آیا اور کہنے لگا کہ میں نے قاتل کو معاف کر دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا کہ قاتل کے رشتہ داروں نے تمہیں ڈرایا دھمکایا تو نہیں ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا اور کہا کہ قاتل کے قتل ہو جانے سے میرا بھائی تو واپس نہیں آ سکتا' ان لوگوں نے مجھے معاوضہ دے کر راضی کر لیا ہے۔ اس پر حضرت علیؓ نے معافی کی توثیق کر دی۔ (۲۲)

قصاص جاری کرنے کی شرطیں:

ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قصاص پر عمل درآمد کی جو شرائط روایتوں سے ملی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

مجرم یعنی قاتل بالغ اور صاحب اختیار ہو

جس کے خلاف قتل کا جرم ہوا ہو وہ معصوم الدم ہو (یعنی اس کا خون بہانا حرام ہو) اس لئے اس شخص پر قصاص نہیں ہو گا جس کا خون حلال ہو مثلاً بغاوت کرنے والے' اور نہ ہی اس پر قصاص ہو گا جس نے کسی سزائے موت پانے والے کو قتل کر دیا ہو۔

قاتل اور مقتول میں آزادی میں یکسانیت ہو' اس لئے اگر آزاد نے غلام یا مکاتب کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص نہیں اسی طرح دین میں برابری ہو جیسا کہ حضرت علیؓ سے ایک روایت ہے اس لئے کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

ارتکاب قتل کا یہ جرم عمداً ہو' حضرت علیؓ کا قول ہے: جان بوجھ کر ارتکاب قتل کی سزا ہر صورت میں قصاص ہے" اس لئے اگر کسی شخص نے کسی کی آنکھ جان بوجھ کر پھوڑ دی ہو تو اس میں قصاص واجب ہے۔ حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو طمانچہ رسید کیا جس سے اس کی بینائی جاتی رہی لیکن آنکھ کی پتلی اپنی جگہ قائم رہی۔ اس سے قصاص لینے کا ارادہ ہوا لیکن قصاص لینے والوں کو اس کا طریقہ معلوم نہیں تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں طریقہ بتایا' اس کے چہرے پر روئی یا اونی گدی رکھ دی گئی اور اس کا رخ سورج کی طرف کر دیا گیا پھر اس کی آنکھوں کے پاس آئینہ لا کر اس کے ذریعے سورج کا عکس اس کی آنکھوں میں ڈالا گیا۔ سورج کی چمک سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں' بینائی جاتی رہی اور آنکھوں کی پتلیاں اپنی جگہ قائم رہیں۔

جس زیادتی ہوئی ہے وہ یا اس کے رشتہ دار معاف نہ کریں۔

جس پر زیادتی ہوئی ہے وہ حملہ آور نہ ہو کہ اس کے حملے سے بچاؤ کی صرف ایک صورت ہو کہ اس پر جوابی حملہ کیا جائے یہ جرم کسی ایسے عضو پر نہ ہوا ہو جو پہلے ہی ناکارہ ہو چکا ہو مثلاً مفلوج ہاتھ

قصاص میں مماثلت ممکن ہو' اگر مماثلت ناممکن ہو تو پھر قصاص نہیں لیا جائے گا' اسی بنا پر دماغ کی جھلی تک پہنچنے والا زخم اور اسی طرح کے دوسرے زخموں مثلاً دماغ کو پھاڑ دینے والا زخم اور انتڑیوں تک پہنچنے والے زخم کا کوئی قصاص نہیں کیونکہ ان میں مماثلت ممکن نہیں' لیکن طمانچے کے قصاص کے بارے میں حضرت علیؓ سے صحیح روایت موجود ہے۔ (۲۳) یہ جرم جنین پر اور اس وقت نہ ہوا ہو جب وہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہو۔

ارتداد کی سزا:

(الف) اس پر سب کا اجماع ہے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے' اس کے متعلق حضرت علیؓ سے قولاً و عملاً بہت سی روایتیں منقول ہیں۔

(ب) قتل کی یہ سزا تمام مرتدین پر جاری کی جائے گی' چاہے وہ افراد ہوں یا گروہ۔ حضرت علیؓ نے معقل سلمی کو بنی ناجیہ کی طرف روانہ کیا۔ معقل نے انہیں تین گروہوں میں بٹا ہوا پایا۔ ایک گروہ وہ تھا جو پہلے عیسائی تھا پھر مسلمان ہو گیا' دوسرا گروہ عیسائیت پر قائم رہا' اور تیسرا گروہ مسلمان ہونے کے بعد عیسائیت کی طرف لوٹ گیا تھا۔ معقل نے اپنے ساتھیوں کے لئے ایک نشانی مقرر کر دی اور حکم دیا کہ جب تم یہ نشانی دیکھو تو تیسرے گروہ کے لوگوں کو تلواروں پر رکھ لو' جب معقل نے وہ نشانی بلند کی تو اس کے ساتھیوں نے انہیں تلواروں پر رکھ لیا۔ ان کے لڑنے والے مرد قتل ہو گئے' عورتیں اور بچے گرفتار ہو گئے۔ معقل نے ان گرفتار شدہ عورتوں اور بچوں کو مسقلہ کے ہاتھوں ایک لاکھ میں فروخت کر دیا مسقلہ نے پچاس ہزار نقد ادا کر دیئے اور پچاس ہزار ادھار کر لئے۔ حضرت علیؓ نے اس کی توثیق کر دی۔ پھر مسقلہ بھاگ کر حضرت معاویہ کے پاس چلا گیا۔ حضرت معاویہ نے ان عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا جس کی حضرت علیؓ نے بھی توثیق کر دی۔ معقل مسقلہ کے گھر گئے وہاں ہر طرف پراگندگی تھی۔ اس کے بعد بھاگے ہوئے لوگ بھی واپس معقل کے پاس آ گئے۔ معقل نے ان سے کہا کہ تمہارا آدمی (مسقلہ) تمہارے دشمن (حضرت معاویہ) کے پاس بھاگ گیا ہے۔ اگر تم اسے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ تو میں تمہیں تمہارا حق دلا دوں گا۔

(ج) اس واقعہ سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک مرتد عورت کا قتل جائز نہیں تھا' اس لئے کہ آپ نے عورتوں اور بچوں کو گرفتار تو کیا اور انہیں قتل نہیں کیا۔ ابن

قدامہ نے بھی حضرت علیؓ سے یہی روایت کی ہے کہ مرتد عورت کو قیدی بنا لیا جائے گا اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

(د) مرتد کو کس طرح قتل کیا جائے: مرتد کے قتل پر اجماع کے باوجود اس کے قتل کی کیفیت کی تحدید نہیں کی گئی ہے' لیکن معلوم یوں ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کی رائے میں مرتد کو اس طرح قتل کیا جائے کہ وہ دوسروں کے لئے عبرت بن جائے اور کسی کو ایسا قدم اٹھانے کی جرأت نہ رہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کبھی تو تلوار سے گردن اڑا دینے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے محمد بن ابی بکرؓ کو لکھا کہ مرتدین کی گردنیں اڑا دی جائیں اور کبھی قدموں تلے روندنے اور لات مار مار کر مار ڈالنے کا حکم دیتے ہیں۔ ابو عمرو شیبانی سے مروی ہے کہ بنو عجلان کا ایک شخص عیسائی ہو گیا' عینہ ابن فرقد سلمی نے حضرت علیؓ کو لکھ بھیجا۔ آپ نے لکھا کہ اسے میرے پاس بھیج دو' یہ شخص گھنے بالوں والا تھا اور اونی کپڑے پہن رکھے تھے جب اسے زنجیروں میں جکڑ کر آپ کے سامنے لا کر ڈال دیا گیا تو آپ نے اس سے طویل گفتگو کی اور وہ چپ رہا' آخر میں اس نے کہا: "مجھے آپ کی باتوں کی سمجھ نہیں آتی میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں" اس کا یہ کہنا تھا کہ حضرت علیؓ اپنی جگہ سے اٹھے اور اسے پاؤں سے روند ڈالا۔ لوگ بھی یہ دیکھ کر آگے بڑھے اور اسے اپنے قدموں تلے کچل دیا' ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اس کی بات سن کر اسے پاؤں سے ٹھوکر لگائی' لوگ بھی شروع ہو گئے یہاں تک کہ وہ ختم ہو گیا۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ابن ابی شیبہ: ابوبکر عبداللہ بن محمد۔ المصنف (طبع: ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)۔ ۲/۲۷۷

۲۔ قلعہ جی: محمد رواس۔ فقہ حضرت علی (اردو) (طبع: ادارہ معارف اسلامی لاہور ۱۹۹۲ء)۔ ص ۳۳۔ ۳۴

۳۔ علی المتقی: علاء الدین۔ کنز العمال (طبع: موسسۃ الرسالہ بیروت)۔

۴۔ ابن قدامہ: ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد۔ المغنی (طبع قاہرہ مصر ۱۳۶۷ھ)۔ ۸/۱۰۳

۵۔ فقہ حضرت علی ص: ۱۲۰

۶۔ المغنی ۔ ۸ / ۱۰۶

۷۔ ماوردی: ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب بغدادی الاحکام السلطانیہ (طبع: مطبع محمودیہ تجاریہ قاہرہ مصر) ص: ۵۸

۸۔ ایضاً ص: ۶۰ ' المغنی ۔ ۸ / ۱۱۳

۹۔ ابن کثیر: عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ البدایۃ والنھایہ (طبع: مطبع السعادہ قاہرہ مصر ۱۳۵۱ھ) ۔ ۷ / ۲۳۹

۱۰۔ عبدالرزاق بن ہمام ۔ المصنف (طبع: دارالعلم بیروت) ۱۰ / ۱۲۳

۱۱۔ فقہ حضرت علی۔

۱۲۔ مصنف عبدالرزاق ۔ ۱۰ / ۱۲۴

۱۳۔ المغنی ۔ ۸ / ۱۱۵

۱۴۔ مصنف عبدالرزاق ۔ ۱۰ / ۱۲۲

۱۵۔ البدایۃ والنھایہ ۔ ۷ / ۲۳۵

۱۶۔ المغنی ۔ ۸ / ۱۱۸

۱۷۔ البدایۃ والنھایہ ۔ ۷ / ۲۳۵

۱۸۔ مصنف عبدالرزاق ۔ ۷ / ۳۷۳' ۳۷۵' ۳۷۰۔

۱۹۔ المغنی ۔ ۸ / ۷۵۷' ۷۸۲

۲۰۔ مصنف عبدالرزاق ۔ ۹ / ۳۷۱

۲۱۔ ایضاً ۔ ۹ / ۳۵۸' المغنی ۔ ۷ / ۷۸۱

۲۲۔ فقہ حضرت علی

۲۳۔ مصنف عبدالرزاق ۔ ۹ / ۳۲۸' المغنی ۔ ۷ / ۷۱۵' ۷۲۷۔

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com